آؤ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے ✤ لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہم نے

ریویو آف ریلیجنز

یعنے

دنیا کے مذاہب پر نظر

Digitized by Khilafat Library

جلد ۲ . بابت ماہ نومبر و دسمبر سنہ ۱۹۰۳ء . نمبر ۱۱ و ۱۲

فہرست مضامین

تذکرۃ الشہادتین .... ۴۰۷ - ۴۶۷	ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کے لئے - ۴۶۲ - ۴۶۵
دعوے مسیح موعود .... ۴۰۷ - ۴۴۳	بقیہ حالات شہادت ...... ۴۶۶ - ۴۶۷
شہادت میان عبدالرحمن .... ۴۴۳ - ۴۴۴	حضرت عیسیٰ کی قبر ..... ۴۶۷ - ۴۷۷
شہادت مولوی عبداللطیف صاحب ..... ۴۴۴ - ۴۵۳	انگریزی اخبارات اور حضرت مسیح موعود ۴۷۷ - ۴۸۱
اپنی جماعت کیلئے بعض نصائح .... ۴۵۳ - ۴۵۷	عصمت انبیاء پر
ہر دو شہادتوں کے متعلق پیشگوئی ..... ۴۵۷ - ۴۶۱	پادری ماترو کے رسالے - ۴۸۲ - ۴۹۰

انجمن اشاعت اسلام قادیان نے ضیاء الاسلام پریس قادیان دارالامان مین باہتمام حکیم مولوی فضل الدین ۳۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۳ کو چھپوا کر شائع کیا

چندہ سالانہ ... معمولی کاغذ پر ...... عہ ...... ولایتی کاغذ پر ..... سے

رسالہ جواب ترک اسلام - زیر طبع ہے انشاء اللہ تعالیٰ ماہ رمضان مین ہی شائع ہو جاوے گا درخواستین بہت جلد پاس حکیم فضلدین صاحب مالک مطبع ضیاء الاسلام آنی چاہئیین -

رسید زر

بابت ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء

						۳۸/۲	میاں محمد حسین	صہ
						۵۲/۲	جماعت اودھووالی	ہے/
						۱۱۱۹	میاں فضل الدین	ہے
۹۳۰	چوہدری محمد اسمٰعیل	للعہ	۱۰۵۸	ڈاکٹر رحمت علی	عا/	۵۳/۲	بابو محبوب عالم تحصیلدار	عہ
۱۰۳۷	منشی قائم الدین	عا/	۱۰۵۹	سردار علی شاہ	عا/	۱۱۴۳	حاجی رحمان بخش	عا/
۱۰۳۵	میاں محمد بخش	للعہ	۱۰۷۵	مرزا علی محمد بیگ	عا/	۱۴۱/۲	سماۃ غلام بی بی	عہ/
۱۰۴۴	سید علی فیاض	عا/	۱۰۸۷	بابو عبد المجید	للعہ	۱۴۰/۲	میاں غلام رسول	عا/
۱۰۲۱	میاں فضل احمد	عہ	۱۱۴۱	حکیم محمد یسین	عہ/	۷۳۹	مولوی مبارک علی	عا/
۹۹۹	بابو سردار احمد	۱۱/	۱۱۰/۲	سید امیر احمد شاہ	صہ/	۱۱۶۲	میاں عبد العزیز	عا
۹۴۴	میاں نور الدین	عا/	۹۲۴	میاں محمد ظہیر الدین	للعہ	۱۱۵۷	میاں مظہر حسین داروغہ	عا/
۹۷۴	مولوی سراج الدین	عا/	۱۱۸۲	میاں غلام حسین سپاہی	عا/	۱۱۵۸	منشی مسیح اللہ	عا/
۱۰۷۰	ڈاکٹر الٰہی بخش	عا/	۱۱۸۳	میاں محمد دک، چند	عا/	۱۱۵۹	منشی اللہ بخش	عا/
۱۰۷۴	محمد فضل الٰہی	عا/	۱۱۴۴	میاں نیاز محمد	للعہ	۱۱۶۰	حکیم محمد حسین	عا
۱۰۴۷	میاں غلام علی	عا/	۵۰/۲	سید میر اکبر	عہ/	۱۱۶۱	میاں محمد شفیع	عا/
۱۰۹۱	سید میر احمد	عا/	۵۸/۲	میاں اسمٰعیل آدم	عہ	۱۱۶۳	منشی نواب علی	ے/
۱۰۴۶	میاں امام الدین	عا/	۱۲۰۸	میاں قاسم علی	للعہ	۵۶/۲	حکیم شیر محمد	عا/
۱۰۴۹	چوہدری غلام حیدر	عا/	۱۲۰۹	میاں گلزار محمد	للعہ/	۱۲۱۹	سردار جمیل اللہ	عا/
۱۰۸۸	بابو محمد حسین	عا/	۱۲۱۰	میاں غنی خان	عا/	۱۲۲۰	میاں عبد اللطیف	عا/
۱۰۹۵	ماسٹر محمد دین	عا/	۱۲۱۱	میاں رمضان علی	عا/	۱۲۲۱	بابو شاہ عالم	عا/
۱۰۹۴	میاں خدا بخش	عا/	۴۱/۲	ماسٹر عبد الرؤف	عا/	۱۲۲۲	منشی نصیر خان	عا/
۱۰۹۳	مستری حسن دین	عا/	۹۳۱	میاں خواجو خان	عہ/	۱۲۳۵	میاں محمد الدین تحصیل	عہ
۱۰۵۲	خواجہ غلام یسین	عا/	۳۹/۲	میاں عبد اللہ درزی	۸/	۱۵/۲	میاں نبی بخش	عہ/
۹۴۷	بابو حیدر علی	عا/	۳۷/۲	منشی نور الدین	صہ/	۱۱۲/۱۱۱	میرزا خدا بخش	صہ/
۱۰۴۸	میاں لال دین	عا/	۱۲۱۸	میاں محمد حسین	عا/	۲۵/۲	خانصاحب محمد عجب خان تحصیلدار	للعہ/

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تذکرۃ الشہادتین

دعویٰ مسیح موعود

اس زمانہ مین اگرچہ آسمان کے نیچے طرح طرح کے ظلم ہو رہے ہین۔ مگر جس ظلم کو ابھی مین ذیل مین بیان کرونگا وہ ایک ایسا **دردناک حادثہ** ہے کہ دل کو ہلا دیتا ہے اور بدن پر لرزہ ڈالتا ہے +

اس امر کو باترتیب بیان کرنے کے لئے پہلے یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ جب خدا تعالےٰ نے زمانہ کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمین کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گمراہی سے بھرا ہوا پاکر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لئے مامور فرمایا۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ اس دنیا کے لوگ تیرھوین صدی ہجری کو ختم کر کے چودھوین صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے تب مین نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگون مین بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریرون کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو خدا کی طرف سے تجدید دین کے لئے آنے والا تھا وہ **مین ہی ہون** تا وہ ایمان جو زمین پر سے اُٹھ گیا ہے اس کو دوبارہ قائم کرون اور خدا سے قوت پاکر اسی کے ہاتھ کی کشش سے دنیا کو صلاح اور تقوے اور راستبازی کی طرف کھینچون اور ان کی اعتقادی اور عملی غلطیون کو دور کرون اور پھر جب اس پر چند سال گذرے تو بذریعہ وحی الٰہی میرے پر بتصریح کھولا گیا کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتدا سے موعود تھا اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ مین براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے انسانون کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی مین مقرر کیا گیا تھا جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے دی تھی۔ وہ مین ہی ہون۔ اور مکالمات الٰہیہ اور مخاطبات رحمانیہ اس

صفائی اور تواتر سے اس بارے میں ہوئے کہ شک و شبہ کی جگہ نہ رہی۔ ہر ایک وحی جو ہوتی تھی ایک فولادی میخ کی طرح دل میں دھنستی تھی اور یہ تمام مکالمات الٰہیہ ایسی عظیم الشان پیشگوئیوں سے بھرے ہوئے تھے کہ روز روشن کی طرح وہ پوری ہوتی تھیں اور ان کے تواتر اور کثرت اور اعجازی طاقتوں کے کرشمہ نے مجھے اس بات کے اقرار کے لئے مجبور کیا کہ یہ اسی وحدہٗ لاشریک خدا کا کلام ہے جس کا کلام قرآن شریف ہے اور میں اس جگہ توریت اور انجیل کا نام نہیں لیتا کیونکہ توریت اور انجیل تحریف کرنے والوں کے ہاتھوں سے اس قدر محرف و مبدل ہو گئی ہیں کہ اب ان کتابوں کو خدا کا کلام نہیں کہہ سکتے۔ غرض وہ خدا کی وحی جو میرے پر نازل ہوئی ایسی یقینی اور قطعی ہے کہ جس کے ذریعہ سے میں نے اپنے خدا کو پایا اور وہ وحی نہ صرف آسمانی نشانوں کے ذریعہ مرتبہ حق الیقین تک پہنچی بلکہ ہر ایک حصہ اس کا جب خدا تعالےٰ کے کلام قرآن شریف پر پیش کیا گیا۔ تو اس کے مطابق ثابت ہوا اور اس کی تصدیق کے لئے بارش کی طرح نشان آسمانی برسے۔ انہیں دنوں میں رمضان کے مہینہ میں سورج اور چاند کا گرہن بھی ہوا جیسا کہ لکھا تھا کہ اس مہدی کے وقت میں ماہ رمضان میں سورج اور چاند کا گرہن ہوگا اور انہیں ایام میں طاعون بھی کثرت سے پنجاب میں ہوئی جیسا کہ قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے۔ اور پہلے نبیوں نے بھی یہ خبر دی ہے۔ کہ ان دنوں میں مری بہت پڑے گی اور ایسا ہوگا کہ کوئی گاؤں اور شہر اس مری سے باہر نہیں رہیگا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور ہو رہا ہے اور خدا نے اس وقت کہ اس ملک میں طاعون کا نام و نشان نہ تھا قریباً بائیس برس طاعون کے پھوٹنے سے پہلے مجھے اس کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ پھر اس بارہ میں الہامات بارش کی طرح ہوئے اور تکرار ان فقرات کا مختلف پیراؤں میں ہوا چنانچہ مندرجہ ذیل وحی میں اس طرح پر مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔

اَتٰی اَمْرُ اللّٰہِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْہُ بِشَارَۃٌ تَلَقَّاھَا النَّبِیُّوْنَ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ اِنَّہٗ قَوِیٌّ عَزِیْزٌ۔ وَاَنَّہٗ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ وَ لٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ اَتَفِرُّوْنَ مِنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ یَقُوْلُوْنَ اِنْ ھٰذَا اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ وَ اَعَانَہٗ عَلَیْہِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ۔ جَاھِلٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ۔ قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ۔ اِنَّا کَفَیْنٰکَ الْمُسْتَھْزِئِیْنَ۔ اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ وَ اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ وَ اِنِّیْ لَا یَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَ الْفَتْحُ وَتَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتُمْ بِہٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْٓا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ۔ اَلَآ اِنَّھُمْ
ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ۔ وَاِنْ یَّتَّخِذُوْنَکَ اِلَّا ھُزُوًا اَھٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰہُ بَلْ اَتَیْنٰھُمْ
بِالْحَقِّ فَھُمْ لِلْحَقِّ کَارِھُوْنَ۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ سُبْحٰنَہٗ
وَتَعَالٰی عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَیَقُوْلُوْنَ لَسْتَ مُرْسَلًا۔ قُلْ عِنْدِیْ شَھَادَۃٌ مِّنَ اللّٰہِ فَھَلْ
اَنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ۔ اَنْتَ وَجِیْہٌ فِیْ حَضْرَتِیْ۔ اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ۔ اِذَا غَضِبْتَ
غَضِبْتُ وَکُلَّمَا اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ۔ یَحْمَدُکَ اللّٰہُ مِنْ عَرْشِہٖ۔ یَحْمَدُکَ اللّٰہُ
وَیَمْشِیْ اِلَیْکَ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃٍ لَّا یَعْلَمُھَا الْخَلْقُ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ
وَتَفْرِیْدِیْ۔ اَنْتَ مِنْ مَّآءِنَا وَھُمْ مِّنْ فَشَلٍ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَکَ الْمَسِیْحَ
ابْنَ مَرْیَمَ۔ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَعْلَمْ۔ قَالُوْٓا اَنّٰی لَکَ ھٰذَا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ عَجِیْبٌ لَا رَآدَّ
لِفَضْلِہٖ۔ لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ۔ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ خَلَقَ
اٰدَمَ فَاَکْرَمَہٗ۔ اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔ وَقَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِیْھَا
مَنْ یُّفْسِدُ فِیْھَا قَالَ اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔ یَقُوْلُوْنَ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ
قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰہُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ
وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔ یَآ اَحْمَدُ اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ۔ سِرُّکَ
سِرِّیْ۔ شَاْنُکَ عَجِیْبٌ وَّاَجْرُکَ قَرِیْبٌ۔ اِنِّیْ اٰثَرْتُکَ وَاخْتَرْتُکَ یَاْتِیْ
عَلَیْکَ زَمَنٌ کَمِثْلِ زَمَنِ مُوْسٰی۔ وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا
اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ۔ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ اِنَّہٗ کَرِیْمٌ تَمَشّٰی
اَمَامَکَ وَعَادٰی لَکَ مَنْ عَادٰی وَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی۔ اَنَّا نَرِثُ
الْاَرْضَ نَاْکُلُھَا مِنْ اَطْرَافِھَا۔ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآءُھُمْ
وَلِتَسْتَبِیْنَ سَبِیْلُ الْمُجْرِمِیْنَ۔ قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ
قُلْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ اَنَّمَآ اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ
لَا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ۔ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَہٗ تُؤْمِنُوْنَ۔
یُرِیْدُوْنَ اَنْ لَّا یَتِمَّ اَمْرُکَ۔ وَاللّٰہُ یَاْبٰٓی اِلَّآ اَنْ یُّتِمَّ اَمْرَکَ۔
وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَتْرُکَکَ حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ۔ ھُوَ الَّذِیْٓ

اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ وَکَانَ وَعْدُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا۔ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ اٰتٍ۔ وَرَکْلٌ وَرَکٌ۔ یَعْصِمُکَ اللّٰہُ مِنَ الْعِدَا۔ وَیَسْطُوْ بِکُلِّ مَنْ سَطَا۔ حَلَّ غَضَبُہٗ عَلَی الْاَرْضِ۔ ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّکَانُوْا یَعْتَدُوْنَ۔ اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ۔ اَمْرٌ مِّنَ السَّمَآءِ۔ اَمْرٌ مِّنَ اللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْاَکْرَمِ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ۔ لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اِصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا۔ اِنَّہٗ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ عَلَوْا مِنِ اسْتِکْبَارٍ وَاُحَافِظُکَ خَاصَّۃً۔ سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّھَا الْمُجْرِمُوْنَ۔ اِنِّیْ مَعَ الرَّسُوْلِ اَقُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاَصُوْمُ۔ وَاَلُوْمُ مَنْ یَّلُوْمُ۔ وَاُعْطِیْکَ مَا یَدُوْمُ۔ وَاَجْعَلُ لَکَ اَنْوَارَ الْقُدُوْمِ۔ وَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ اِلَی الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ۔ اِنِّیْ اَنَا الصَّاعِقَۃُ وَاِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُو اللُّطْفِ وَالنَّدٰی ✢

ترجمہ۔ خدا کا امر آرہا ہے پس تم جلدی مت کرو یہ خوشخبری ہے جو قدیم سے نبیوں کو ملتی رہی ہے خدا اُن کے ساتھ ہے جو تقوےٰ اختیار کرتے ہین یعنی ادب اور حیا اور خوف الٰہی کی پابندی سے ان ظنی راہون کو بھی چھوڑتے ہین جن مین معصیت اور نافرمانی کا گمان ہو سکتا ہے اور دلیری سے کوئی قدم نہین اٹھاتے بلکہ ڈرتے ڈرتے کسی فعل یا قول کے بجالانے کا قصد کرتے ہین اور خدا ان کے ساتھ ہے جو اس کے ساتھ اخلاص اور اس کے بندون سے نیکی بجالاتے ہین۔ وہ قوی اور غالب ہے وہ ہر ایک امر پر غالب ہے مگر اکثر لوگ نہین جانتے۔ جب وہ ایک بات کو چاہتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو۔ پس وہ بات ہو جاتی ہے۔ کیا تم مجھ سے بھاگ سکتے ہو اور ہم مجرمون سے انتقام لین گے۔ کہتے ہین کہ یہ تو صرف انسان کا قول ہے اور ان باتون مین دوسرون نے اس شخص کی مدد کی ہے۔ یہ تو جاہل ہے یا مجنون ہے ان کو کہہ دے کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تمہین دوست رکھے اور جو لوگ تجھ سے ٹھٹھا کرتے ہین ہم ان کے لئے کافی ہین مین اس شخص کی اہانت کرون گا جو تیری اہانت کے درپے ہے۔ اور مین اس شخص کی مدد کرون گا جو تیری مدد کرنا چاہتا ہے۔ مین ہون جو میرے پاس ہو کر میرے رسول ڈرا نہین کرتے۔ جب خدا کی مدد اور فتح آئے گی اور تیرے رب کا کلمہ پورا ہو جائے گا تو کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جس کے لئے تم جلدی کرتے تھے

اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ زمین پر فساد مت کرو تو کہتے ہین کہ ہم تو اصلاح کرتے ہین۔ خبردار رہو کہ وہی مفسد ہین اور تجھے انہون نے ہنسی اور ٹھٹھے کی جگہ بنا رکھا ہے اور ٹھٹھا مار کر کہتے ہین کہ کیا یہ وہی شخص ہے کہ جو خدا نے مبعوث فرمایا یہ تو ان کی باتین ہین اور اصل بات یہ ہے کہ ہم نے ان کے سامنے حق پیش کیا پس وہ حق کے قبول کرنے سے کراہت کر رہے ہین اور جن لوگون نے ظلم کیا ہے۔ وہ عنقریب جان لین گے کہ وہ کس طرف پھیرے جائین گے۔ خدا ان تہمتون سے پاک اور برتر ہے جو اس پر لگا رہے ہین اور کہتے ہین کہ تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نہین۔ ان کو کہدے کہ خدا کی میرے پاس گواہی موجود ہے پس کیا تم ایمان لاتے ہو۔ تو میری درگاہ مین وجیہ ہے مین نے اپنے لئے تجھے چن لیا۔ جب تو کسی پر ناراض ہو تو مین اس پر ناراض ہوتا ہون اور ہر ایک چیز جس سے تو پیار کرتا ہے مین بھی اس سے پیار کرتا ہون خدا اپنے عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ تو مجھ سے اس مرتبہ پر ہے جس کو دنیا نہین جانتی۔ تو مجھ سے ایسا ہے۔ جیسا کہ میری توحید اور تفرید۔ تو ہمارے پانی سے ہے اور وہ لوگ فشل سے۔ اس خدا کو حمد ہے جس نے تجھے مسیح ابن مریم بنایا اور تجھے وہ باتین سکھلائین جن کی تجھے خبر نہ تھی لوگون نے کہا کہ یہ مرتبہ تجھے کہان سے اور کیونکر مل سکتا ہے ان کو کہدے کہ میرا خدا عجیب ہے اس کے فضل کو کوئی رد نہین کر سکتا۔ جو کام وہ کرتا ہے اس سے پوچھا نہین جاتا کہ ایسا کیون کیا۔ مگر لوگ اپنے اپنے کامون سے پوچھے جاتے ہین تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے اس نے اس آدم کو پیدا کر کے اس کو بزرگی دی مین نے اس زمانہ مین ارادہ کیا کہ اپنا ایک خلیفہ زمین پر قائم کرون پس مین نے اس آدم کو پیدا کیا اور لوگون نے کہا کہ کیا تو ایسا شخص اپنا خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے یعنے پھوٹ ڈالتا ہے تو خدا نے کہا کہ جن باتون کا مجھے علم ہے تمہین وہ باتین معلوم نہین اور کہتے ہین کہ یہ ایک بناوٹ ہے۔ کہہ خدا ہی جس نے یہ سلسلہ قائم کیا۔ پھر یہ کہہ کر ان کو اپنے لہو ولعب مین چھوڑ دے اور ہم نے حق کے ساتھ اسکو اتارا اور ضرورت حقہ کے موافق وہ اترا اور ہم نے تجھے تمام دنیا کے لئے ایک عام رحمت کر کے بھیجا ہے۔ اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ تیرا بھید میرا بھید ہے تیری شان عجیب ہے اور اجر قریب ہے۔ مین نے تجھے روشن کیا اور مین نے تجھے چُنا۔ تیرے پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جیسا کہ موسے پر زمانہ آیا تھا اور تو ان لوگون کے بارے مین میری جناب مین شفاعت مت کر جو ظالم ہین کیونکہ وہ غرق کئے جائین گے اور یہ لوگ مکر کرین گے اور خدا بھی ان سے مکر کرے گا اور خدا تعالےٰ بہتر مکر کرنیوالا ہے۔ وہ کریم ہے جو تیرے آگے آگے چلتا ہے اور اس کو وہ اپنا دشمن قرار دیتا ہے جو تجھ سے دشمنی کرتا ہے اور وہ عنقریب تجھے وہ چیزین دیگا

جن سے تو راضی ہو جائے گا۔ ہم زمین کے وارث ہونگے اور ہم اس کو اس کے طرفون سے کھاتے جاتے ہین تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے جن کے باپ دادے ڈرائے نہین گئے اور تاکہ مجرمون کی راہ کھل جائے۔ کہہ مین مامور ہون اور مین سب سے پہلے مومن ہون۔ کہہ میرے پر یہ وحی نازل ہوتی ہے۔ کہ تمہارا خدا ایک خدا ہے اور تمام خیر قرآن مین ہے۔ اس کے حقائق معارف تک وہ لوگ پہنچتے ہین جو پاک کئے جاتے ہین پس تم اس کے بعد یعنے اس کو چھوڑ کر کس حدیث پر ایمان لاؤ گے۔ یہ لوگ ارادہ کرتے ہین کہ کچھ ایسی کوشش کرین کہ تیرا امر ناتمام رہ جائے لیکن خدا تو یہی چاہتا ہے کہ تیری بات کو کمال تک پہنچاوے اور خدا ایسا نہین ہے کہ قبل اس کے جو پاک اور پلید مین فرق کر کے دکھلاوے تجھے چھوڑ دے۔ خدا وہ خدا ہے جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق دیکر اس غرض سے بھیجا ہے تا وہ اس دین کو تمام دینون پر غالب کرے اور خدا کا وعدہ ایک دن ہونا ہی تھا خدا کا وعدہ آگیا اور ایک پیر اس نے زمین پر مارا اور خلل کی اصلاح کی۔ خدا تجھے دشمنون سے بچائیگا اور اس شخص پر حملہ کریگا کہ جو ظلم کی راہ سے تیرے پر حملہ کریگا۔ اس کا غضب زمین پر اتر آیا کیونکہ لوگون نے معصیت پر کمر باندھی اور وہ حد سے گذر گئے۔ بیماریان ملک مین پھیلائی جائینگی اور طرح طرح کے اسباب سے جانین تلف کیجائینگی۔ یہ امر آسمان پر قرار پا چکا ہے یہ اس خدا کا امر ہے جو غالب اور بزرگ ہے جو کچھ قوم پر نازل ہوا خدا اسکو نہین بدلائیگا جبتک کہ وہ لوگ اپنے دلون کی حالتین نہ بدلا لین۔ وہ اس گاؤن کو جو قادیان ہے کسی قدر ابتلا کے بعد اپنی پناہ مین لے لیگا۔* آج خدا کے سوا کوئی بچانیوالا نہین ہماری آنکھون کے سامنے اور ہماری وحی سے کشتی بنا۔ وہ قادر خدا تیرے ساتھ اور تیرے لوگون کے ساتھ ہے مین ہر ایک کو جو تیرے گھر کے اندر ہے بچاؤنگا مگر وہ لوگ جو میرے مقابل پر تکبر سے اپنے تئین نافرمان اور اونچا رکھتے ہین یعنی پورے طور پر اطاعت نہین کرتے اور خاصکر میری حفاظت تیرے شامل حال رہے گی۔ خدائے رحیم کی طرف سے سلامتی ہے۔ تم پر سلامتی ہے تم پاک نفس ہو۔ اور اے مجرمو آج تم الگ ہو جاؤ مین اس رسول کے ساتھ کھڑا ہونگا اور افطار کرونگا اور روزہ بھی رکھونگا اور اسکو ملامت کرونگا جو ملامت کرتا ہے اور تجھے وہ نعمت دونگا جو ہمیشہ رہیگی اور اپنی تجلی کے نور تجھ مین رکھ دونگا اور مین اس زمین سے وقت مقدر تک علیحدہ نہین ہونگا یعنی میری قہری تجلی مین فرق نہ آئیگا مین صاعقہ ہون اور مین رحمان ہون صاحب لطف اور بخشش

*۔ اوی کا لفظ زبان عرب مین ایسے موقع پر استعمال ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کو کسی قدر مصیبت یا ابتلا کے بعد اپنی پناہ مین لیا جائے۔ اور کثرت مصائب اور تلف ہونے سے بچایا جائے جیسا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے الم یجدک یتیماً فاوی۔ اسی طرح تمام قرآن شریف مین آدی اور آوی کا لفظ ایسے ہی موقعون پر استعمال ہوا ہے کہ جہان کسی شخص یا کسی قوم کو کسی قدر تکلیف کے بعد پھر آرام دیا گیا + منہ

ذکر واقعہ شہادتین

انہین دنون مین جبکہ متواتر یہ وحی خدا کی مجھ پر ہوئی اور نہایت زبردست اور قوی نشان ظاہر ہوئے اور میرا دعوے مسیح موعود ہونیکا دلائل کے ساتھ دنیا مین شایع ہوا۔ خوست علاقہ حدود کابل مین ایک بزرگ تک جن کا نام اخوندزادہ مولوی عبد اللطیف ہے کسی اتفاق سے میری کتابین پہنچین۔ اور وہ تمام دلائل جو نقل اور عقل اور تائیدات سماوی سے مین نے اپنی کتابون مین لکھے تھے وہ سب دلیلین ان کی نظر سے گذرین اور چونکہ وہ بزرگ نہایت پاک باطن اور اہل علم اور اہل فراست اور خداترس اور تقوے شعار تھے اس لئے ان کے دل پر ان دلائل کا قوی اثر ہوا اور ان کو اس دعوے کی تصدیق مین کوئی دقت پیش نہ آئی اور ان کی پاک کانشنس نے بلاتوقف مان لیا کہ یہ شخص منجانب اللہ اور یہ دعوے صحیح ہے۔ تب انہون نے میری کتابون کو نہایت محبت سے دیکھنا شروع کیا۔ اور ان کی روح جو نہایت صاف اور مستعد تھی میری طرف کھینچی گئی یہانتک کہ ان کے لئے بغیر ملاقات کے دور بیٹھے رہنا نہایت دشوار ہوگیا۔ آخر اس زبردست کشش اور محبت اور اخلاص کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہون نے اس غرض سے کہ ریاست کابل سے اجازت حاصل ہو جائے حج کے لئے مصمم ارادہ کیا اور امیر کابل سے اس سفر کے لئے درخواست کی چونکہ وہ امیر کابل کی نظر مین ایک برگزیدہ عالم اور تمام علما کے سردار سمجھے جاتے تھے اس لئے نہ صرف ان کو اجازت ہوئی بلکہ امداد کے طور پر کچھ روپیہ بھی دیا گیا۔ سو وہ اجازت حاصل کر کے قادیان مین پہنچے۔ اور جب مجھ سے ان کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ مین میری جان ہے مین نے ان کو اپنی پیروی اور اپنے دعوے کی تصدیق مین ایسا فنا شدہ پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کے لئے ممکن نہین اور جیسا کہ ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے ایسا ہی مین نے ان کو اپنی محبت سے بھرا ہوا پایا اور جیسا کہ ان کا چہرہ نورانی تھا ایسا ہی ان کا دل مجھے نورانی معلوم ہوتا تھا! اس بزرگ مرحوم مین نہایت قابل رشک یہ صفت تھی کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتا تھا اور وہ درحقیقت ان راستبازون مین سے تھا جو خدا سے ڈر کر اپنے تقوے اور اطاعت الٰہی کو انتہا تک پہنچاتے ہین اور خدا کے خوش کرنیکے لئے اور اُسکی رضا حاصل کرنیکے لئے اپنی جان اور عزت اور مال کو ایک ناکارہ خس و خاشاک کی طرح اپنے ہاتھ سے چھوڑ دینے کو تیار ہوتے ہین اس کی ایمانی قوت اسقدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر مین اُسکو ایک بڑے سے بڑے پہاڑ سے تشبیہ دون تو مین ڈرتا ہون کہ میری تشبیہ ناقص نہ ہو۔ اکثر لوگ باوجود بیعت کے اور باوجود میرے دعوے کی تصدیق کے پھر بھی دنیا کو دین پر مقدم رکھنے کے زہریلے تخم سے بکلی نجات نہین پاتے بلکہ کچھ ملونی ان مین باقی رہ جاتی ہے اور پوشیدہ بخل خواہ و

جان کے متعلق ہو خواہ آبرو کے متعلق اور خواہ مال کے اور خواہ اخلاقی حالتون کے متعلق ان کے ناتکمل نفسون مین پایا جاتا ہے اسی وجہ سے ان کی نسبت ہمیشہ میری یہ حالت رہتی ہے کہ مین ہمیشہ کسی خدمت دینی کے پیش کرینکے وقت ڈرتا رہتا ہون کہ ان کو ابتلا پیش نہ آوے اور اس خدمت کو اپنے پر ایک بوجھ سمجھ کر اپنی بیعت کو الوداع نہ کہہ دین لیکن مین کن الفاظ سے اس بزرگ مرحوم کی تعریف کرون جس نے اپنے مال اور آبرو اور جان کو میری پیروی مین یون پھینک دیا کہ جس طرح کوئی ردی چیز پھینک دیجاتی ہے۔ اکثر لوگون کو مین دیکھتا ہون کہ ان کا اول اور آخر برابر نہین ہوتا اور ادنے اسی ٹھوکر یا شیطانی وسوسہ یا بد صحبت سے وہ گر جاتے ہین مگر جوانمرد مرحوم کی استقامت کی تفصیل مین کن الفاظ سے بیان کرون کہ وہ نور یقین مین دمبدم ترقی کرتا گیا اور جب وہ میرے پاس پہنچا تو مین نے ان سے دریافت کیا کہ کن دلائل سے آپ نے مجھے شناخت کیا تو انہون نے فرمایا کہ سب سے پہلے قرآن ہے جس نے آپ کی طرف میری رہبری کی اور فرمایا کہ مین ایک ایسی طبیعت کا آدمی تھا کہ پہلے سے فیصلہ کر چکا تھا کہ یہ زمانہ جس مین ہم ہین اس زمانہ کے اکثر مسلمان اسلامی روحانیت سے بہت دور جا پڑے ہین وہ اپنی زبانون سے کہتے ہین کہ ہم ایمان لائے مگر ان کے دل مومن نہین اور ان کے اقوال اور افعال بدعت اور شرک اور انواع و اقسام کی معصیت سے پُر ہین۔ ایسا ہی بیرونی حملے بھی انتہا تک پہنچ گئے ہین اور اکثر دل تاریک پردون مین ایسے بےحس و حرکت ہین۔ کہ گویا مر گئے ہین۔ اور وہ دین اور تقوے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لائے تھے جس کی تعلیم صحابہ رضی اللہ عنہم کو دی گئی تھی اور وہ صدق اور یقین اور ایمان جو اس پاک جماعت کو ملا تھا بلاشبہ اب وہ بباعث کثرت غفلت کے مفقود ہے اور شاذ و نادر حکم معدوم کا رکھتا ہے ایسا ہی مین دیکھ رہا تھا کہ اسلام ایک مردہ کی حالت مین ہو رہا ہے اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ پردہ غیب سے کوئی منجانب اللہ مجدد دین پیدا ہو۔ بلکہ مین روز بروز اس اضطراب مین تھا کہ وقت تنگ ہوتا جاتا ہے۔ انہین دنون مین یہ آواز میرے کانون تک پہنچی کہ ایک شخص نے قادیان ملک پنجاب مین مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا ہے اور مین نے بڑی کوشش سے چند کتابین آپ کی تالیف کردہ ہم پہنچائین اور انصاف کی نظر سے ان پر غور کر کے پھر قرآن کریم پر ان کو عرض کیا تو قرآن شریف کو ان کے ہر ایک بیان کا مصدق پایا پس وہ بات جس نے پہلے پہلے مجھے اس طرف حرکت دی وہ یہی ہے کہ مین نے دیکھا کہ ایک طرف تو قرآن شریف بیان کر رہا ہے کہ عیسے علیہ السلام فوت ہو گئے اور واپس نہین آئینگے اور دوسری وہ موسوی سلسلہ کے مقابل پر اس امت کو وعدہ دیتا ہے کہ وہ اس امت کی مصیبت اور ضلالت کے دنون مین ان خلیفون کے رنگ مین خلیفے بھیجتا رہیگا جو موسوی سلسلہ کے قائم اور بحال رکھنے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ سو چونکہ ان مین سے حضرت عیسے علیہ السلام ایک ایسے خلیفے تھے جو موسوی سلسلہ کے آخر مین پیدا ہوئے اور نیز وہ ایسے خلیفے تھے کہ جو لڑائی

کے لئے مامور نہیں ہوئے تھے اس لئے خدا تعالیٰ کے کلام سے ضرور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کے رنگ پر بھی اس امت میں آخری زمانہ میں کوئی پیدا ہو اسی طرح بہت سے کلمات معرفت اور دانائی کے ان کے منہ سے میں نے سنے جو بعض یاد رہے اور بعض بھول گئے اور وہ کئی مہینے تک میرے پاس رہے اور اس قدر ان کو میری باتوں میں دلچسپی ہوئی کہ انہوں نے میری باتوں کو حج پر ترجیح دی اور کہا کہ میں اس علم کا محتاج ہوں جس سے ایمان قوی ہو اور علم عمل پر مقدم ہے۔ سو میں نے ان کو مستعد پا کر جہاں تک میرے لئے ممکن تھا اپنے معارف ان کے دل میں ڈالے اور اس طرح پر ان کو سمجھایا کہ دیکھو یہ بات بہت صاف ہے کہ اللہ جلشانہ قرآن شریف میں فرماتا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے ایک رسول کو جو تم پر گواہ ہے یعنی اس بات کا گواہ کہ تم کیسی خراب حالت میں ہو تمہاری طرف اسی رسول کی مانند بھیجا ہے جو فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا سو اس آیت میں اللہ جلشانہ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ ٹھہرایا ہے پھر سورۂ نور میں سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل ٹھہرا دیا ہے۔ سو کم سے کم تحقق مشابہت کے لئے یہ ضروری ہے کہ دونوں سلسلوں کے اول اور آخر میں نمایاں مشابہت ہو یعنی یہ ضروری ہے کہ اس سلسلہ کے اول پر مثیل موسیٰ ہو اور اس سلسلہ کے اخیر میں مثیل عیسیٰ اور وہ ہمارے مخالف علماء یہ تو مانتے ہیں کہ سلسلہ ملت اسلامیہ مثیل موسیٰؑ سے شروع ہوا۔ مگر وہ سراسر ہٹ دھرمی سے اس بات کو قبول نہیں کرتے کہ خاتمہ اس سلسلہ کا مثیل عیسیٰ پر ہوگا۔ اور اس صورت میں وہ عمداً قرآن شریف کو چھوڑتے ہیں کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن شریف نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا بلکہ آیت كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں تمام سلسلہ خلافت محمدیہ کو سلسلہ خلافت موسویہ کا مثیل قرار دیدیا ہے۔ پس اس صورت میں قطعاً و وجوباً لازم آتا ہے کہ سلسلۂ خلافت اسلامیہ کے آخر میں ایک مثیل عیسےٰ پیدا ہو اور چونکہ اول اور آخر کی مشابہت ثابت ہونے سے تمام سلسلہ کی مشابہت ثابت ہو جاتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کی کتابوں میں جا بجا انہیں دونوں ہستیوں پر زور دیا گیا ہے بلکہ اول اور آخر کے دشمنوں میں بھی مشابہت ثابت کی گئی ہے جیسا کہ ابوجہل کو فرعون سے مشابہت دی گئی ہے اور آخری مسیح کے مخالفین کو یہود مغضوب علیہم سے اور آیت كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ میں یہ بھی اشارہ کر دیا ہے کہ آخری خلیفہ اس امت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایسے زمانہ میں آئیگا جو وہ زمانہ اپنی مدت میں اس زمانہ کی مانند ہوگا جبکہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام حضرت موسےٰ علیہ السلام کے بعد آئے تھے یعنے چودھویں صدی کیونکہ کَمَا کا لفظ جس مشابہت کو چاہتا ہے اس میں زمانہ کی مشابہت بھی داخل ہے۔ تمام فرقے یہودیوں کے اس بات پر متفق ہیں کہ عیسےٰؑ بن مریم نے جس زمانہ میں دعوے نبوت کیا وہ زمانہ حضرت موسےٰؑ سے چودھویں صدی تھی۔ اور عیسائیوں میں سے پروٹسٹنٹ مذہب والے

خیال کرتے ہین کہ پندرھوین صدی موسوی سے کچھ سال گذر چکے تھے جب حضرت عیسے نے دعوے نبوت کیا۔اور پروٹسٹنٹ کا قول یہودیون کے متفق علیہ قول کے مقابل پر کچھ چیز نہین اور اگر اس کی صحت مان بھی لین تو اس قدر قلیل فرق سے مشابہت مین کچھ فرق نہین آتا بلکہ مشابہت ایک قلیل فرق کو چاہتی ہے ایسا ہی قرآن شریف کی رو سے سلسلہ محمدیہ سلسلہ موسویہ سے ہر ایک نیکی اور بدی مین مشابہت رکھتا ہے اسی کی طرف ان آیتون مین اشارہ ہے کہ ایک جگہ یہود کے حق مین لکھا ہے **فینظر کیف تعملون** دوسری جگہ مسلمانون کے حق مین لکھا ہے **لننظر کیف تعملون**۔ان دونون آیتون کے یہ معنے ہین کہ خدا تمہین خلافت اور حکومت عطا کر کے پھر دیکھے گا کہ تم راستباری پر قائم رہتے ہو یا نہین۔ان آیتون مین جو الفاظ یہود کے لئے استعمال کئے ہین وہی مسلمانون کے لئے یعنی ایک ہی آیت کے نیچے ان دونون کو رکھا ہے پس ان آیتون سے بڑھ کر اس بات کے لئے اور کونسا ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا نے بعض مسلمانون کو یہود قرار دیدیا ہے اور صاف اشارہ کر دیا ہے کہ جن بدیون کے یہود مرتکب ہوئے تھے یعنے علماء ان کے اس امت کے علماء بھی انہین بدیون کے مرتکب ہونگے اور اسی مفہوم کی طرف آیت **غیر المغضوب علیہم** مین بھی اشارہ ہے کیونکہ اس آیت مین باتفاق کل مفسرین مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہین جن پر حضرت عیسے علیہ السلام کے انکار کی وجہ سے غضب نازل ہوا تھا۔اور احادیث صحیحہ مین مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہین جو مورد غضب الٰہی دنیا مین ہی ہوئے تھے اور قرآن شریف یہ بھی گواہی دیتا ہے کہ یہود کو مغضوب علیہم ٹھہرانے کے لئے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی زبان پر لعنت جاری ہوئی تھی پس یقینی اور قطعی طور پر مغضوب علیہم سے مراد وہ یہود ہین جنہون نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو سولی پر ہلاک کرنا چاہا تھا۔اب خدا تعالےٰ کا یہ دعا سکھلانا کہ خدایا ایسا کر کہ ہم وہی یہودی نہ بن جائین جنہون نے عیسےٰ کو قتل کرنا چاہا تھا صاف بتلا رہا ہے کہ امت محمدیہ مین بھی ایک عیسےٰ پیدا ہونے والا ہے ورنہ اس دعا کی کیا ضرورت تھی اور نیز جبکہ آیات مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی زمانہ مین بعض علماء مسلمان بالکل علماء یہود سے مشابہ ہوجائینگے اور یہود بن جائین گے۔پھر یہ کہنا کہ ان یہودیون کی اصلاح کے لئے اسرائیلی عیسےٰ آسمان سے نازل ہوگا بالکل غیر معقول بات ہے کیونکہ اول تو باہر سے ایک نبی کے آنے سے مہر ختم نبوت ٹوٹتی ہے اور قرآن شریف صریح طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء ٹھہراتا ہے۔ماسوا اس کے قرآن شریف کی رو سے یہ امت خیر الامم کہلاتی ہے پس اس کی اس سے زیادہ بے عزتی اور کوئی نہین ہو سکتی کہ یہودی بننے کے لئے تو یہ امت ہو مگر عیسے باہر سے آوے۔اگر یہ سچ ہے کہ کسی زمانہ مین اکثر علماء اس امت کے یہودی بن جائین گے یعنے یہود خصلت ہو جائین گے تو پھر یہ بھی سچ ہے کہ ان یہود کے درست کرنے لئے عیسے باہر سے نہین آئے گا بلکہ جیسا کہ بعض افراد کا نام یہود رکھا گیا ہے ایسا ہی ان کے مقابل پر ایک فرد کا نام عیسے بھی رکھا جائیگا۔اس بات کا انکار نہین ہو سکتا کہ قرآن اور حدیث دونون نے بعض

افراد اس امت کا نام یہود رکھا ہے جیسا کہ آیت غیر المغضوب علیہم سے بھی ظاہر ہے کیونکہ اگر بعض افراد اس امت کے یہودی
بننے والے نہ ہوتے تو دعا مذکورہ بالا ہرگز نہ سکھلائی جاتی جب سے دنیا میں خدا کی کتابیں آئی ہیں خدا تعالے کا
ان میں یہی محاورہ ہے کہ جب کسی قوم کو ایک بات سے منع کرتا ہے کہ مثلاً تم زنا نہ کرو یا چوری نہ کرو یا یہودی نہ بنو تو
اس منع کے اندر یہ پیشگوئی مخفی ہوتی ہے کہ بعض ان میں سے ارتکاب ان جرائم کا کریں گے دنیا میں کوئی شخص
ایسی نظیر پیش نہیں کر سکتا کہ ایک جماعت یا ایک قوم کو خدا تعالے نے کسی ناکردنی کام سے منع کیا ہو اور پھر وہ
سب کے سب اس کام سے باز رہے ہوں بلکہ ضرور بعض اس کام کے مرتکب ہو جاتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالے نے
توریت میں یہودیوں کو یہ حکم دیا کہ تم نے توریت کی تحریف نہ کرنا سو اس حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض یہود نے توریت کی
تحریف کی مگر قرآن شریف میں خدا تعالے نے مسلمانوں کو کہیں یہ حکم نہیں دیا کہ تم نے قرآن کی تحریف نہ کرنا بلکہ یہ
فرمایا کہ **انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون** - یعنے ہم نے ہی قرآن شریف کو اتارا اور ہم ہی اس کی محافظت
کریں گے۔ اسی وجہ سے قرآن شریف تحریف سے محفوظ رہا۔ غرض یہ قطعی اور یقینی اور مسلم سنت الٰہی ہے کہ جب خدا تعالے
کسی کتاب میں کسی قوم یا جماعت کو ایک بُرے کام سے منع کرتا ہے یا نیک کام کے لئے حکم فرماتا ہے تو اس کے علم قدیم
میں یہ ہوتا ہے کہ بعض لوگ اس کے حکم کی مخالفت بھی کریں گے پس خدا تعالے کا سورہ فاتحہ میں یہ فرمانا کہ تم دعا
کیا کرو کہ تم وہ یہودی نہ بن جاؤ جنہوں نے عیسٰے علیہ السلام کو سولی دینا چاہا تھا جس سے دنیا میں ہی ان پر غضب الٰہی کی
مار پڑی اس سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ خدا تعالے کے علم میں یہ مقدر تھا کہ بعض افراد اس امت کے جو علماء امت
کہلائیں گے اپنی شرارتوں اور تکذیب مسیح وقت کی وجہ سے یہودیوں کا جامہ پہن لیں گے ورنہ ایک لغو دعا
کے سکھلانے کی کچھ ضرورت نہ تھی یہ تو ظاہر ہے کہ علماء اس امت کے اس طرح کے یہودی نہیں بن سکتے کہ وہ اسرائیل
کے خاندان میں سے بن جائیں اور پھر عیسٰے بن مریم کو جو مدت سے اس دنیا سے گذر چکا ہے سولی دینا چاہیں کیونکہ
اب اس زمانہ میں نہ وہ یہودی اس زمین پر موجود ہیں نہ وہ عیسٰے موجود ہے پس ظاہر ہے کہ اس آیت میں ایک
آیندہ واقعہ کی طرف اشارہ ہے اور یہ بتلانا منظور ہے کہ اس امت میں عیسٰی مسیح کے رنگ میں آخری زمانہ میں
ایک شخص مبعوث ہوگا اور اس کے وقت کے بعض علماء اسلام ان یہودی علما کی طرح اسکو دکھ دیں گے جو عیسٰے
علیہ السلام کو دکھ دیتے تھے اور ان کی شان میں بدگوئی کرینگے بلکہ احادیث صحیحہ سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہودی
بننے کے یہ معنے ہیں کہ یہودیوں کی بد اخلاق اور بد عادات علماء اسلام میں پیدا ہو جائیں گی۔ اور گو بظاہر مسلمان
کہلائیں گے مگر ان کے دل مسخ ہو کر ان یہودیوں کے رنگ سے رنگین ہو جائیں گے جو حضرت عیسٰی علیہ السلام کو
دکھ دے کر مورد غضب الٰہی ہوئے تھے پس جبکہ یہودی یہی لوگ بنیں گے جو مسلمان کہلاتے ہیں تو کیا یہ اس

امت مرحومہ کی بےعزتی ہے کہ یہودی بننے کے لئے تو یہ مقرر کئے جائیں مگر مسیح جو ان یہودیوں کو درست کریگا وہ باہر سے آوے یہ تو قرآن شریف کے منشاء کے سراسر برخلاف ہے۔ قرآن شریف نے سلسلہ محمدیہ کو ہر ایک نیکی اور بدی میں سلسلہ موسویہ کے مقابل رکھا ہے نہ صرف بدی میں ماسوا اس کے آیت غیر المغضوب علیہم کا صریح یہ منشاء ہے کہ وہ لوگ یہودی اس لئے کہلائیں گے کہ خدا کے مامور کو جو ان کی اصلاح کے لئے آئیگا بنظر تحقیر دیکھیں گے اور اس کی تکذیب کرینگے اور اس کو قتل کرنا چاہیں گے اور اپنے قوائے غضبیہ کو اس کی مخالفت میں بھڑکائیں گے اس لئے وہ آسمان پر مغضوب علیہم کہلائیں گے۔ ان یہودیوں کی مانند جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکذب تھے جس تکذیب کا آخر کار نتیجہ یہ ہوا تھا کہ سخت طاعون یہود میں پڑی تھی اور بعد اس کے طیطوس رومی کے ہاتھ سے وہ نیست و نابود کئے گئے تھے پس آیت غیر المغضوب علیہم سے ظاہر ہے کہ دنیا میں ہی کوئی غضب ان پر نازل ہوگا کیونکہ آخرت کے غضب میں تو ہر ایک کافر شریک ہے اور آخرت کے لحاظ سے تمام کافر مغضوب علیہم ہیں پھر کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں خاص کر کے ان یہودیوں کا نام مغضوب علیہم رکھا جنہوں نے حضرت عیسیٰ کو سولی دینا چاہا تھا۔ بلکہ اپنی دانست میں سولی دے چکے تھے۔ پس یاد رہے کہ ان یہودیوں کو مغضوب علیہم کی خصوصیت اس لئے دی گئی کہ دنیا میں ہی ان پر غضب الٰہی نازل ہوا تھا اور اسی بنا پر سورہ فاتحہ میں اس امت کو یہ دعا سکھلائی گئی کہ خدایا ایسا کر کہ وہی یہودی ہم نہ بن جائیں یہ ایک پیشگوئی تھی جسکا یہ مطلب تھا کہ جب اس امت کا مسیح مبعوث ہوگا تو اس کے مقابل پر وہ یہود بھی پیدا ہو جائیں گے۔ جن پر اسی دنیا میں خدا کا غضب نازل ہوگا پس اس دعا کا یہ مطلب تھا کہ یہ مقدر ہے کہ تم میں سے بھی ایک مسیح پیدا ہوگا اور اس کے مقابل پر یہود پیدا ہوں گے جن پر دنیا میں ہی غضب نازل ہوگا سو تم دعا کرتے رہو کہ تم ایسے یہود نہ بن جاؤ +

یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یوں تو ہر ایک کافر قیامت میں مورد غضب الٰہی ہے لیکن اس جگہ غضب سے مراد دنیا کا غضب ہے جو مجرموں کے سزا دینے کے لئے دنیا میں ہی نازل ہوتا ہے اور وہ یہودی جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دکھ دیا تھا اور بموجب نص قرآن کریم ان کی زبان پر لعنتی کہلائے تھے وہ وہی لوگ تھے جن پر دنیا میں ہی عذاب کی مار پڑی تھی یعنی اول سخت طاعون سے وہ ہلاک کئے گئے تھے اور پھر جو باقی رہ گئے تھے وہ طیطوس رومی کے ہاتھ سے سخت عذاب کے ساتھ ملک سے منتشر کئے گئے تھے پس غیر المغضوب علیہم میں یہی عظیم الشان پیشگوئی مخفی ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں میں سے یہودی کہلائیں گے وہ بھی ایک مسیح کی تکذیب کریں گے جو اس پہلے مسیح کے رنگ پر آئے گا یعنی نہ وہ جہاد کرے گا اور نہ تلوار اٹھائے گا بلکہ

پاک تعلیم اور آسمانی نشانوں کے ساتھ دین کو پھیلائے گا اور اس آخری مسیح کی تکذیب کے بعد بھی دنیا میں طاعون پھیلے گی اور وہ سب باتیں پوری ہوں گی جو ابتدا سے سب نبی کہتے چلے آئے ہیں اور یہ وسوسہ کہ آخری زمانہ میں وہی مسیح ابن مریم دوبارہ دنیا میں آجائے گا۔ یہ تو قرآن شریف کے منشاء کے سراسر برخلاف ہے جو شخص قرآن شریف کو ایک تقوےٰ اور ایمان اور انصاف اور تدبر کی نظر سے دیکھے گا اس پر روز روشن کی طرح کھلجائیگا کہ خداوند قادر کریم نے اس امت محمدیہ کو موسوی امت کے بالکل بالمقابل پیدا کیا ہے۔ ان کی اچھی باتوں کے بالمقابل پر اچھی باتیں دی ہیں اور ان کی بُری باتوں کے مقابل پر بُری باتیں اس امت میں بعض ایسے ہیں جو انبیاء بنی اسرائیل سے مشابہت رکھتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو مغضوب علیہم یہود سے مشابہت رکھتے ہیں اس کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گھر ہے جس میں عمدہ عمدہ آراستہ کمرے موجود ہیں جو عالیشان اور مہذب لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ ہیں اور جس کے بعض حصے میں پاخانے بھی ہیں اور بدر رو بھی اور گھر کے مالک نے چاہا کہ اس محل کے مقابل پر ایک اور محل بناوے کہ تا جو جو سامان اس پہلے محل میں تھا اس میں بھی موجود ہو۔ سو یہ دوسرا محل اسلام کا محل ہے اور پہلا محل موسوی سلسلہ کا محل تھا۔ یہ دوسرا محل پہلے محل کا کسی بات میں محتاج نہیں۔ قرآن شریف توریت کا محتاج نہیں اور یہ امت کسی اسرائیلی نبی کی محتاج نہیں۔ ہر ایک کامل جو اس امت کے لئے آتا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فیض سے پرورش یافتہ ہے اور اس کی وحی محمدی وحی کی ظل ہے۔ یہی ایک نکتہ ہے جو سمجھنے کے لایق ہے۔ افسوس ہمارے مخالف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو دوبارہ لاتے ہیں نہیں سمجھتے کہ مطلب تو یہ ہے کہ اسلام کو فخر مشابہت حاصل ہو نہ یہ ذلت کہ کوئی اسرائیلی نبی آوے تا امت اصلاح پاوے۔ علاوہ اس کے یہ نہایت بیہودہ خیال ہے کہ ایسے لغو اعتقاد پر زور دیا جاوے جس کی خدا کی کتاب میں کوئی نظیر نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے آسمان پر چڑھنے کی درخواست کی گئی جیسا قرآن شریف میں مذکور ہے مگر وہ یہ کہہ کر نامنظور کی گئی کہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ ہَلْ کُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا۔ تو کیا عیسےٰ بشر نہ تھا کہ اس کو بغیر درخواست کے آسمان پر چڑھا یا گیا۔ پھر قرآن شریف سے تو صرف رفع الی اللہ ثابت ہے جو ایک روحانی امر ہے نہ رفع الی السماء اور یہودیوں کا اعتراض تو یہ تھا کہ جو شخص لکڑی پر لٹکایا جاوے اس کا رفع روحانی دوسرے نبیوں کی طرح خدا تعالےٰ کی طرف نہیں ہوتا اور یہی اعتراض دفع کرنے کے لائق تھا پس قرآن شریف نے کہاں اس اعتراض کو دفع کیا ہے یعنی اس تمام نزاع کی بنیاد یہی تھی کہ یہودی کہتے تھے کہ عیسےٰ مصلوب ہو گیا ہے اور جو شخص مصلوب ہو اُسکا خدا تعالیٰ کی طرف رفع نہیں ہوتا اِسلئے عیسےٰ کا اور نبیوں کی طرح خدا تعالےٰ کی طرف رفع روحانی نہیں ہوا لہٰذا وہ مومن نہیں ہے اور نہ نجات یافتہ ہے اور چونکہ قرآن اس بات کا ذمہ وار ہے کہ

پہلے جھگڑون کا تصفیہ فرما دے لہذا اس نے یہ فیصلہ فرمایا کہ عیسٰے کا بھی دوسرے نبیون کی طرح رفع ہوا ہے۔ خدا نے تو ایک جھگڑے کا فیصلہ کرنا تھا پس اگر خدا تعالے نے ان آیتون مین یہ فیصلہ نہین کیا تو پھر بتلاؤ کہ کس مقام مین یہ فیصلہ کیا۔ کیا نعوذ باللہ اس طرح کی بدفہمی خدا تعالے کی طرف منسوب ہو سکتی ہو۔ کہ جھگڑا تو یہود کی طرف سے روحانی رفع کا تھا اور خدا یہ کہے کہ عیسٰے مع جسم دوسرے آسمان پر بیٹھا ہے ظاہر ہے کہ نجات کے لئے مع جسم آسمان پر جانا شرط نہین صرف روحانی رفع شرط ہے +

پس اس جگہ اس جھگڑے کے فیصلہ کے لئے یہ بیان کرنا تھا کہ نعوذ باللہ عیسٰے لعنتی نہین ہو بلکہ ضرور رفع روحانی اسکو نصیب ہوا ہے ماسوا اسکے قرآن شریف مین جو **رفع** کے پہلے **توفی** کا لفظ لایا گیا ہے یہ صریح اس بات پر قرینہ ہے کہ یہ وہ رفع ہے جو ہر ایک مومن کو موت کے بعد نصیب ہوتا ہے اور توفی کے یہ معنی کرنا کہ زندہ آسمان پر حضرت عیسٰے اٹھائے گئے یہ بھی یہودیون کی طرح قرآن شریف کی تحریف ہے قرآن شریف اور تمام حدیثون مین توفی کا لفظ قبض روح کے بارہ مین استعمال پاتا ہے کسی مقام مین ان معنون پر استعمال نہین ہوا کہ کوئی شخص مع جسم زندہ آسمان پر اٹھایا گیا +

ماسوا اسکے ان معنون سے تو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قرآن شریف مین عیسٰے کی موت کا کہین ذکر نہین اور اس نے کبھی مرنا ہی نہین کیونکہ جس جگہ اور جس مقام مین حضرت عیسٰی کی نسبت توفی کا لفظ ہوگا وہان یہی معنے کرنے پڑینگے کہ مع جسم آسمان پر چلا گیا یا جائیگا پھر موت اس کی کس طرح ثابت ہوگی +

علاوہ اس کے اگر دنیا مین دوبارہ انسان آسکتا ہے تو پھر خدا تعالے نے حضرت عیسٰے کو یہودیون کے سامنے شرمندہ کیون کیا کیونکہ جب حضرت عیسٰے علیہ السلام نے دعوے مسیحیت کیا تو یہودیون نے یہ حجت پیش کی تھی کہ ہم تجھے سچا مسیح نہین مان سکتے کیونکہ ملاکی نبی کی کتاب مین لکھا ہے کہ وہ سچا مسیح جس کے آنیکا وعدہ دیا گیا ہے جب وہ آئیگا تو ضرور ہے کہ اس سے پہلے الیاس نبی دوبارہ دنیا مین آوے مگر الیاس نبی ابتک دوبارہ دنیا مین نہین آیا اس لئے ہم تجھے سچا نہین سمجھ سکتے تب حضرت مسیح نے ان کو یہ جواب دیا کہ وہ الیاس جو آنے والا تھا وہ یوحنا نبی ہے جس کو اہل اسلام یحیٰی پکارتے ہین اس جواب پر یہود سخت ناراض ہو گئے اور حضرت عیسٰے کو مفتری اور کاذب قرار دیا چنانچہ ابتک وہ اپنی کتابون مین جو بعض میرے پاس موجود ہین حضرت عیسٰے کی تکذیب کرتے ہین اور اپنی کتابون مین لکھتے ہین کہ اگر خدا تعالے قیامت کے دن ہمین پوچھے گا کہ اس شخص کو تم نے قبول کیون نہین کیا تو ہم ملاکی نبی کی کتاب اسکے آگے رکھدینگے اور عرض کرینگے کہ یا الٰہی جبکہ تو نے صاف لفظون مین کہدیا تھا کہ جبتک الیاس نبی دوبارہ دنیا مین نہ آوے وہ سچا مسیح جس کا بنی اسرائیل سے وعدہ ہے مبعوث نہین ہوگا پس الیاس

نبی دوبارہ دنیا میں نہ آیا اس لئے ہم نے اس شخص کو قبول نہ کیا ہمیں یہ نہیں کہا گیا تھا کہ جب تک الیاس کا مثیل نہ آوے سچا مسیح نہیں آئیگا بلکہ ہمیں کہا گیا تھا کہ سچے مسیح کے پہلے سچ مچ الیاس کا دوبارہ آنا ضروری ہے سو وہ بات پوری نہ ہوئی ۔

پھر اس کے بعد یہ فاضل یہودی جس کی کتاب میرے پاس ہے اپنی اس دلیل پر بڑا فخر کر کے پبلک کے سامنے اپیل کرتا ہے کہ کیا ایسے مفتری کو کوئی قبول کر سکتا ہے جو تاویلوں سے کام لیتا ہے۔ اور اپنے استاد یوحنا کو خواہ نخواہ الیاس ٹھہراتا ہے۔ پھر اس کے بعد اس نے بڑا جوش ظاہر کیا ہے اور ایسے تحقیر کے الفاظ سے حضرت مسیح کو یاد کرتا ہے جن کی نقل ہم اس جگہ کر نہیں سکتے اور اگر قرآن نازل نہ ہوا ہوتا تو اس حجت میں بظاہر یہود حق بجانب معلوم ہوتے تھے کیونکہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں درحقیقت یہ الفاظ نہیں ہیں کہ سچے مسیح کے پہلے مثیل الیاس آئیگا بلکہ صاف لکھا ہے کہ اس مسیح سے پہلے خود الیاس کا دوبارہ آنا ضروری ہے۔ اس صورت میں اگرچہ عیسائی حضرت مسیح کی خدائی کے لئے روتے ہیں مگر نبوت بھی ثابت نہیں ہو سکتی اور یہودی سچے معلوم ہوتے ہیں پس یہ احسان قرآن شریف کا عیسائیوں پر ہے کہ حضرت مسیح کی سچائی ظاہر کر دی ۔

اس جگہ ایک سوال باقی رہتا ہے اور وہ یہ کہ جس حالت میں ملاکی نبی کے صحیفہ میں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ جب تک الیاس نبی دوبارہ دنیا میں نہ آوے تب تک وہ سچا مسیح جسکا بنی اسرائیل کو وعدہ دیا گیا ہے دنیا میں نہیں آوے گا تو پھر اس صورت میں یہود کا کیا قصور تھا جو انہوں نے حضرت مسیح کو قبول نہیں کیا۔ اور اسکو کافر اور مرتد اور ملحد قرار دیا کیا ان کی صحت نیت کیلئے یہ کافی نہیں ہو کہ کتاب اللہ کی نص کے موافق انہوں نے عملدرآمد کیا ہاں اگر ملاکی نبی کے صحیفہ میں مثیل الیاس کے دوبارہ آنے کا ذکر ہوتا تو اس صورت میں یہود ملزم ہو سکتے تھے کیونکہ یہ امر زیادہ بحث کے لائق نہیں تھا کہ یحیٰی نبی کو مثیل الیاس قرار دیا جاوے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ یہود خوب جانتے تھے کہ خدا تعالے کی یہ عادت نہیں ہے کہ کوئی شخص دوبارہ دنیا میں آوے اور اس کی کوئی نظیر پہلے سے موجود نہیں تھی لہذا یہ صرف ایک استعارہ تھا جس طرح اور صدہا استعارات خدا تعالیٰ کی کتابوں میں استعمال پاتے ہیں اور ایسے استعارات سے یہود بے خبر نہ تھے۔ پھر علاوہ اسکے حضرت عیسے علیہ السلام کے ساتھ تائیدات الٰہیہ بھی شامل تھیں اور فراست سمجھ کے لئے کافی ذخیرہ تھا کہ یہود ان کو شناخت کر لیتے اور ان پر ایمان لاتے مگر وہ دن بدن شرارت میں بڑھتے گئے اور وہ نور جو صادقوں میں ہوتا ہے وہ ضرور انہوں نے حضرت عیسٰی میں مشاہدہ کر لیا تھا مگر تعصب اور بخل اور شرارت نے ان کو نہ چھوڑا۔ لیکن یاد رہے کہ یہ سوال تو صرف یہود کے بارہ میں ہوتا ہے جنکو پہلے پہل یہ ابتلا پیش آیا تھا۔ مگر مسلمان اگر

تقوے کو اختیار کرتے تو قرآن شریف نے اس ابتلاء سے انکو بچالیا تھا کیونکہ صاف لفظون مین کہدیا تھا کہ عیسےٰ فوت ہوگیا اور نہ صرف یہی بلکہ سورۃ مائدہ مین صاف طور پر سمجھا دیا تھا کہ وہ دوبارہ نہین آئیگا کیونکہ آیت **فلما توفیتنی** مین یہی ذکر ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت کو حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری مان کو خدا کر کے ماننا تو حضرت عیسےٰ جواب دینگے کہ یا الٰہی اگر مین نے ایسا کہا ہے تو تجھے معلوم ہوگا کیونکہ تیرے علم سے کوئی چیز باہر نہین - مین نے تو صرف وہی کہا تھا جو تو نے فرمایا تھا پھر جبکہ تو نے مجھے وفات دیدی تو پھر صرف تو ہی ان کا نگہبان تھا مجھے ان کے حال کا کیا علم تھا +

اب ظاہر ہے کہ اگر یہ بات سچ ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دوبارہ دنیا مین آئین گے ۔ اور چالیس برس دنیا مین ٹھہرین گے اور صلیب کو توڑینگے اور عیسائیون کے ساتھ لڑائیان کرینگے تو وہ قیامت کو خدا تعالےٰ کے حضور مین کیونکر کہہ سکتے ہین کہ جب تو نے مجھے وفات دی تو اسکے بعد مجھے کیا علم ہے کہ عیسائیون نے کونسی راہ اختیار کی اگر وہ یہی جواب دینگے کہ مجھے خبر نہین تو ان سے بڑھکر دنیا مین کوئی جھوٹا نہین ہوگا کیونکہ جس شخص کو یہ علم ہے کہ وہ دنیا مین دوبارہ آیا تھا اور عیسائیون کو دیکھا تھا کہ اسکو خدا سمجھ رہے ہین اور اس کی پرستش کرتے ہین اور ان سے لڑائیان کین اور پھر وہ خدا تعالےٰ کے روبرو انکار کرتا ہے - کہ مجھے کچھ بھی خبر نہین کہ میرے بعد انہون نے کیا کیا - اس سے زیادہ کاذب کون ٹھہر سکتا ہے جواب صحیح تو یہ تھا کہ ہان میرے خداوند مجھے عیسائیون کی گمراہی کی خوب خبر ہے کیونکہ مین دوبارہ دنیا مین جا کر چالیس برس تک وہان رہا اور صلیب کو توڑا بس میرا کچھ گناہ نہین ہے - جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مشرک ہین تو مین اسی وقت ان کا دشمن ہوگیا بلکہ ایسی صورت مین کہ جبکہ قیامت سے پہلے حضرت عیسےٰ علیہ السلام چالیس برس تک دنیا مین رہ چکے ہونگے اور ان سب کو سزائین دی ہونگی جو ان کو خدا سمجھتے تھے خدا تعالےٰ کا ایسا سوال ان سے ایک لغو سوال ہوگا کیونکہ جب کہ خدا تعالےٰ کے علم مین یہ بات ہے کہ اس شخص نے اپنے معبود ٹھہرائے جانے کی اطلاع پاکر ایسے لوگون کو خوب سزا دی تو پھر ایسا سوال کرنا اس کی شان سے بعید ہے - غرض جس قدر مسلمانون کو خدا تعالےٰ نے یہ کھولکر سنا دیا ہے کہ عیسےٰ فوت ہوگیا ہے اور پھر دنیا مین نہین آئیگا ہان اسکا مثیل آنا ضروری ہے اگر اس قسم کی تصریح ملاکی نبی کے صحیفہ مین ہوتی تو یہود ہلاک نہ ہوتے پس بلا شبہ وہ لوگ یہود سے بدتر ہین کہ جو اس قدر تصریحات خدا تعالےٰ کے پاک کلام مین پاکر پھر حضرت عیسےٰ کے دوبارہ آنے کے منتظر ہین +

ماسوا اسکے ہمارے مخالف مولوی لوگون کو دھوکہ دینے کیلئے کہا کرتے ہین کہ قرآن شریف سے اگرچہ نہین مگر حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا مین آئینگے مگر ہمین معلوم نہین کہ حدیثون

مین کہان اور کس جگہ لکھا ہے کہ وہی اسرائیلی نبی جس کا عیسےٰ نام تھا جس پر انجیل نازل ہوئی تھی باوجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے کے پھر دنیا مین آجائیگا اگر صرف عیسے یا ابن مریم کے نام پر دھوکہ کھانا ہے تو قرآن کریم کی سورۃ تحریم مین اس امت کے بعض افراد کا نام عیسےٰ اور ابن مریم رکھدیا گیا ہے! ایماندار کے لئے اس قدر کافی ہے کہ اس امت کے بعض افراد کا نام بھی عیسےٰ یا ابن مریم رکھا گیا ہے کیونکہ جب خدا تعالےٰ نے سورۂ موصوفہ مین بعض افراد امت کو مریم سے مشابہت دی اور پھر اس مین نفخ روح کا ذکر کیا تو صاف ظاہر ہے کہ وہ روح جو مریم مین پھونکی گئی وہ عیسےٰ تھا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس امت کا کوئی فرد اول اپنی خداداد تقوےٰ کی وجہ سے مریم بنے گا اور پھر عیسےٰ ہوجائیگا جیسا کہ براہین احمدیہ مین خدا تعالےٰ نے پہلے میرا نام مریم رکھا اور پھر نفخ روح کا ذکر کیا اور پھر آخر مین میرا نام عیسےٰ رکھ دیا۔

اور حدیثون مین تو صاف لکھا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مین حضرت عیسےٰ کو مردہ روحون مین ہی دیکھا آپ عرش تک پہنچگئے مگر کوئی عیسےٰ نام ایسا نظر نہ آیا جو معہ جسم عنصری علیحدہ تھا دیکھا تو وہی روح دیکھی جو یحیےٰ وفات یافتہ کے پاس تھی ظاہر ہے کہ زندون کو مردون کے مکان مین گذر نہین ہوسکتا غرض خدا نے اپنے قول سے حضرت عیسےٰ کی وفات پر گواہی دی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فعل سے یعنی رویت سے وہی گواہی دیدی اگر اب بھی کوئی نہ سمجھے تو پھر اس سے خدا سمجھے گا۔

ماسوا اس کے یہود سے زیادہ ان کو تجربہ ہوچکا ہے کہ خدا تعالیٰ کی عادت نہین ہے کہ دوبارہ دنیا مین لوگونکو بھیجا کرے ورنہ ہمین تو عیسےٰ کی نسبت حضرت سیدنا **محمد مصطفےٰ** کے دوبارہ دنیا مین آنے کی زیادہ ضرورت تھی اور اسی مین ہماری خوشی تھی مگر خدا تعالےٰ نے **اِنَّکَ مَیِّتٌ** کہکر اس امید سے محروم کردیا۔ یہ بات سوچنے کے لایق ہے کہ اگر دوبارہ دنیا مین آنے کا دروازہ کھلا تھا تو خدا تعالےٰ نے کیون چندروز کے لئے الیاس نبی کو دوبارہ دنیا مین نہ بھیجا اور اس طرح پر لاکھون یہودیون کو داصل جہنم کیا۔ آخر حضرت مسیح نے آپ ہی یہ فیصلہ دیا کہ دوبارہ آنے سے کسی مثیل کا آنا مراد ہے یہ فیصلہ اب تک انجیلون مین لکھا ہوا موجود ہے پھر جو بات ایک مرتبہ طے پاچکی ہے اور جو راہ خطرناک ثابت ہوچکا ہے اسی راہ پر پھر قدم مارنا عقلمندون کا کام نہین ہے، یہودیون نے اس بات پر ضد کرکے کہ الیاس نبی دوبارہ دنیا مین آئیگا۔ بجز کفر اور روسیاہی کے کیا فائدہ اٹھایا تا اس زمانہ کے مسلمان اس فائدہ کی توقع رکھین جس سوراخ سے ایک بڑا گروہ کاٹا گیا اور ہلاک ہوچکا ہے پھر کیون یہ لوگ اسی سوراخ مین ہاتھ ڈالتے ہین۔ کیا حدیث **لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین** یاد نہین۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انہون نے مرنا بھلا دیا ہے وہ لوگ جس سورت کو پانچ وقت

اپنی نمازون مین پڑھتے ہین یعنے **غیر المغضوب علیہم ولا الضالین** کیون اس کے معنون مین غور نہین کرتے اور کیون یہ نہین سوچتے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر بھی بعض صحابہ کو یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ آنجناب صلے اللہ علیہ وسلم دوبارہ دنیا مین آوینگے مگر حضرت ابوبکر نے یہ آیت پڑھکر کہ **مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ** اس خیال کو رفع دفع کر دیا اور اس آیت کے یہ معنے سمجھائے کہ کوئی نبی نہین جو فوت نہین ہو چکا پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو جائین تو کوئی افسوس کی جگہ نہین یہ امر سب کے لیئے مشترک ہے +

ظاہر ہے کہ اگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلون مین یہ خیال ہوتا کہ عیسے آسمان پر چھ سو برس سے زندہ بیٹھا ہے تو وہ ضرور حضرت ابوبکرؓ کے آگے یہ خیال پیش کرتے لیکن اس روز سب نے مان لیا کہ سب نبی مر چکے ہین اور اگر کسی کے دل مین یہ خیال بھی تھا کہ عیسے زندہ ہے تو اُس نے اس خیال کو ایک ردی چیز کی طرح اپنے دل سے باہر پھینک دیا یہ مین نے اس لئے کہا کہ ممکن ہے کہ عیسائی مذہب کے قرب وجوار کے اثر کی وجہ سے کوئی ایسا شخص جو غبی ہو اور جس کی درایت صحیح نہ ہو یہ خیال رکھتا ہو کہ شاید عیسے ابتک زندہ ہی ہے مگر اس مین کچھ شک نہین کہ اس وعظ صدیقی کے بعد کل صحابہؓ اس بات پر متفق ہو گئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے جتنے نبی تھے سب مر چکے ہین اور یہ پہلا اجماع تھا جو صحابہ مین ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت مین محو تھے کیونکر اس بات کو قبول کر سکتے تھے باوجودیکہ ان کے بزرگ نبی نے جو تمام نبیون کا سردار ہے۔ چونسٹھ ۶۴ برس کی بھی پوری عمر نہ پائی مگر عیسے چھ سو ۶۰۰ برس سے آسمان پر زندہ بیٹھا ہے ہرگز ہرگز محبت نبوی فتوے نہین دیتی کہ وہ عیسے علیہ السلام کی نسبت بالتخصیص ایسی فضیلت قایم کرتے لعنت ہے ایسے اعتقاد پر جس سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین لازم آوے۔ وہ لوگ تو عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے وہ تو اس بات کے سننے سے زندہ ہی مر جاتے کہ ان کا پیارا رسول فوت ہو گیا مگر عیسے آسمان پر زندہ بیٹھا ہے وہ رسول نہ ان کو بلکہ خدا تعالے کو بھی تمام نبیون سے زیادہ پیارا تھا اسی وجہ سے جب عیسائیون نے اپنی بدقسمتی سے اس رسول مقبول کو قبول نہ کیا اور عیسٰی کو اتنا اُڑایا کہ خدا بنا دیا تو خدا تعالی کی غیرت نے تقاضا کیا کہ ایک غلام غلمان محمدی سے یعنے یہ عاجز اس کا مثیل کرکے اس امت مین سے پیدا کیا اور اُس کی نسبت اپنے فضل اور انعام کا زیادہ اسکو حصہ دیا کہ تا عیسائیون کو معلوم ہو کہ تمام فضل خدا تعالے کے اختیار مین ہے +

غرض عیسے بن مریم کے مثیل آنے کی ایک یہ بھی غرض تھی کہ اس کی خدائی کو **پاش پاش** کر دیا

جائے۔ انسان کا آسمان پر جاکر مع جسم عنصری آباد ہونا ایسا ہی سنت اللہ کے خلاف ہے جیسے کہ فرشتے مجسم ہوکر زمین پر آباد ہو جائین **ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا**۔

پھر یہ نادان قوم نہین سوچتی کہ جس حالت مین صلیب دینے کے وقت ابھی **تبلیغ** حضرت عیسے علیہ السلام کی **ناتمام** تھی اور ابھی **دس قومین** یہود کی دوسرے ملکون مین باقی تھین جو ان کے نام سے بھی بے خبر تھین تو پھر حضرت عیسے کو یہ کیا سوجھی کہ اپنا منصبی کام **ناتمام چھوڑ کر آسمان** پر جا بیٹھے۔ پھر تعجب کہ **اسلامی** کتابون مین تو حضرت عیسے کو نبی **سیاح** لکھا ہے مگر وہ تو صرف ساڑھے تین برس اپنے ہی گاؤن مین رہ کر راہیٔ **ملک سماوی** ہوئے +

ظاہر ہے کہ جبکہ صرف بیہودہ قصون پر بھروسہ کر کے حضرت عیسے کو خدا مانا جاتا ہے پھر اگر وہ یہ کرشمہ بھی دکھلاوین کہ آسمان سے معہ فرشتون کے اُترین تو اس وقت کیا حال ہوگا۔ یاد رہے کہ جو شخص اُترنے والا تھا۔ وہ عین وقت پر اُتر آیا اور آج تمام نوشتے پورے ہوگئے تمام نبیون کی کتابین اسی زمانہ کا حوالہ دیتی ہین عیسائیون کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ اسی زمانہ مین مسیح موعود کا آنا ضروری تھا ان کتابون مین صاف طور پر لکھا تھا کہ آدم سے چھٹے ہزار کے اخیر پر مسیح موعود آئے گا سو چھٹے ہزار کا اخیر ہوگیا اور لکھا تھا کہ اس سے پہلے **ذو السنین ستارہ** نکلے گا سو مدت ہوئی کہ نکل چکا اور لکھا تھا کہ اس کے ایام مین **سورج اور چاند** کو ایک ہی مہینہ مین جو رمضان کا مہینہ ہوگا گرہن لگے گا سو مدت ہوئی کہ یہ پیش گوئی بھی پوری ہو چکی اور لکھا تھا کہ اسکے زمانہ مین ایک بڑے جوش سے **طاعون** پیدا ہوگی اس کی خبر انجیل مین بھی موجود ہے سو دیکھتا ہون کہ طاعون نے ابتک پیچھا نہین چھوڑا اور قرآن شریف اور احادیث اور پہلی کتابون مین لکھا تھا کہ اسکے زمانہ مین ایک **نئی سواری** پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی اور انہین دنون مین **اونٹ بیکار** ہو جائینگے اور یہ آخری حصہ کی حدیث صحیح مسلم مین بھی موجود ہے سو وہ سواری **ریل** ہے جو پیدا ہوگئی اور لکھا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا سو صدی مین سے بھی اکیس [۲۱] برس گذر گئے اب ان تمام نشانون کے بعد جو شخص مجھے رد کرتا ہے وہ مجھے نہین بلکہ تمام نبیون کو رد کرتا ہے اور خدا تعالے سے جنگ کر رہا ہے اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اسکے لئے بہتر تھا +

خوب یاد رکھو کہ تمام خرابی اور تباہی جو اسلام مین پیدا ہوئی یہانتک کہ ابھی ملک ہندوستان مین ۲۹ لاکھ انسان مرتد ہوکر عیسائی ہوگیا اس کا سبب یہی تھا کہ مسلمان حضرت عیسٰی کی نسبت بیجا اور مبالغہ آمیز امیدین رکھ کر اور ان کو ہر ایک صفت مین خصوصیت دے کر قریب قریب عیسائیون کے پہنچ گئے یہانتک کہ جو کچھ بعض انسانی صفات وہ حضرت سیدنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت تجویز کرتے ہین

اگر کسی تاریخی کتاب مین اسی قسم کے صفات حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی نسبت لکھے ہون تو توبہ توبہ کر اٹھتے ہین۔ مثلاً ظاہر ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسا اوقات بیمار بھی ہو جاتے تھے اور آپ کو تپ بھی آجاتا تھا اور آپ دوا بھی کرتے تھے اور بسا اوقات سنگیان پچھ کے ساتھ لگواتے تھے لیکن اگر اسی کے مشابہ حضرت مسیح کی نسبت لکھا ہو کہ وہ تپ مین یا کسی اور بیماری مین گرفتار ہو گئے اور ان کو اٹھا کر کسی ڈاکٹر کے پاس لے گئے تو فی الفور چونک اُٹھین گے کہ یہ مسیح کی شان سے بعید ہے حالانکہ وہ صرف ایک عاجز انسان تھا اور تمام انسانی ضعفون سے پورا حصہ رکھتا تھا اور وہ اپنے چار بھائی حقیقی اور رکھتا تھا جو بعض اسکے مخالف تھے اور اس کی حقیقی ہمشیرہ دو تھین کمزور سا آدمی تھا جسکو صلیب پر محض دو منٹون کے کھڑا کرنے سے غش آگیا۔ ہائے افسوس اگر مسلمان حضرت عیسے کی نسبت قرآن شریف کے قول پر چلتے اور ان کو وفات یافتہ یقین رکھتے اور جیسا کہ قرآن کا منشا ہے ان کا دوبارہ آنا ممتنع سمجھتے تو اسلام مین یہ تباہی نہ آتی جو آگئی اور عیسائیت کا جلد تر خاتمہ ہو جاتا۔ شکر للہ کہ اسوقت خدا نے آسمان سے اسلام کا ہاتھ پکڑ لیا*

یہ وہ باتین تھین جو مین نے صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب سے کین اور وہ امر جو آخر مین ان کو سمجھایا وہ یہ تھا کہ حضرت عیسے علیہ السلام مین مذہبی پہلو کے رو سے تین خصوصیتین تھین (۱) اول یہ کہ وہ بنی اسرائیل کے لئے ایک موعود نبی تھا جیسا کہ اس پر اسرائیلی نبیون کے صحیفے گواہ ہین (۲) دوسری یہ کہ مسیح ایسے وقت مین آیا تھا جبکہ یہودی اپنی سلطنت کھو چکے تھے یعنی اس ملک مین یہودیون کی کوئی سلطنت نہین رہی تھی گو ممکن تھا کہ کسی اور ملک مین جہان بعض فرقے یہود کے چلے گئے تھے کوئی حکومت ان کی قائم ہو گئی ہو جیسا کہ سمجھا جاتا ہے کہ افغان اور ایسا ہی کشمیری بھی یہود مین سے ہین جن کا اسلام قبول کرنے کے بعد سلاطین مین داخل ہونا ایک ایسا واقعہ ہے جس سے انکار نہین ہو سکتا۔ بہر حال حضرت مسیح کے ظہور کے وقت اس حصہ ملک سے یہود کی سلطنت ص سے بہت مشابہت ہے (۳) تیسری یہ کہ وہ ایسے وقت مین آیا تھا کہ جبکہ یہودی بہت سے فرقون پر منقسم ہو چکے تھے اور ہر یک فرقہ دوسرے فرقہ کا مخالف تھا اور ان سب مین باہم سخت عناد اور خصومتین پیدا ہو گئی تھین۔ اور توریت کے اکثر احکام بباعث ان کے کثرت اختلافات کے مشتبہ ہو گئے تھے صرف وحدانیت الٰہی مین وہ باہم اتفاق رکھتے تھے باقی اکثر مسائل جزئیہ مین وہ ایک دوسرے کے دشمن تھے اور کوئی واعظ ان مین باہم صلح نہین کرا سکتا تھا اور نہ ان کا فیصلہ کر سکتا تھا اس صورت مین وہ ایک آسمانی حکم یعنی فیصلہ کنندہ کے محتاج تھے جو خدا سے جدید وحی پا کر اہل حق کی حمایت کرے اور قضاؤ قدر سے

ص جاتی رہی تھی اور وہ رومی سلطنت کے ماتحت زندگی بسر کرتے تھے اور رومی سلطنت کو انگریزی سلطنت

ایسی ضلالت کی ملونی ان کے کل فرقوں میں ہوگئی تھی جو خالص طور پر ان میں ایک بھی اہل حق نہیں کہلا سکتا تھا۔ ہر ایک فرقہ میں کچھ نہ کچھ جھوٹ اور افراط و تفریط کی آمیزش تھی پس یہی وجہ پیدا ہوگئی تھی کہ یہود کے تمام فرقوں نے حضرت مسیح کو دشمن پکڑ لیا تھا اور ان کی جان لینے کی فکر میں ہوگئے تھے کیونکہ ہر ایک فرقہ چاہتا تھا کہ حضرت مسیح پورے طور پر ان کا مصدق ہو اور ان کو راستباز اور نیک چلن خیال کرے اور ان کے مخالف کو جھوٹا کہے اور ایسا مداہنہ خدا تعالےٰ کے نبی سے غیر ممکن تھا (۴) چہارم یہ کہ مسیح ابن مریم کے لئے جہاد کا حکم نہ تھا اور حضرت موسےٰ ع کا مذہب یونانیوں اور رومیوں کی نظر میں اس وجہ سے بہت بدنام ہوچکا تھا کہ وہ دین کی ترقی کے لئے تلوار سے کام لیتا رہا ہے گو کسی بہانہ سے چنانچہ اب تک ان کی کتابوں میں موسےٰ ع کے مذہب پر برابر یہ اعتراض ہیں کہ کئی لاکھ شیر خوار بچے اسکے حکم اور نیز اسکے خلیفہ یشوع کے حکم سے جو اسکا جانشین تھا قتل کئے گئے اور پھر داؤد اور دوسرے نبیوں کی لڑائیاں بھی اس اعتراض کو چمکاتی تھیں پس انسانی فطرتیں اس سخت حکم کو برداشت نہ کر سکیں اور جب یہ خیالات غیر مذہب والوں کے انتہا تک پہنچ گئے تو خدا تعالےٰ نے چاہا کہ ایک ایسا نبی بھیج کر جو صرف صلح اور امن سے مذہب کو پھیلائے توریت پر سے وہ نکتہ چینی اٹھادے جو غیر قوموں نے کی تھی سو وہ صلح کا نبی عیسےٰ ابن مریم تھا (۵) پانچویں یہ کہ حضرت عیسےٰ کے وقت میں یہودیوں کے علماء کا عموماً چال چلن بہت بگڑ چکا تھا اور ان کا قول اور فعل باہم مطابق نہ تھا۔ ان کی نمازیں اور ان کے روزے محض ریاکاری سے پُر تھے اور وہ جاہ طلب علماء رومی سلطنت کے نیچے ایسے دنیا کے کیڑے ہوچکے تھے کہ تمام ہمتیں ان کی اسی میں مصروف ہوگئی تھیں کہ مکر سے یا خیانت سے یا دغا سے یا جھوٹی گواہی سے یا جھوٹے فتووں سے دنیا کماویں ان میں بجز زاہدانہ لباس اور بڑے بڑے جُبّوں کے ایک ذرہ روحانیت باقی نہیں رہی تھی وہ رومی سلطنت کے حکام سے بھی عزت پانے کے بہت خواہاں تھے اور طرح طرح کے جوڑ توڑ اور جھوٹی خوشامد سے سلطنت سے عزت اور کسی قدر حکومت حاصل کرلی تھی اور چونکہ ان کی دنیا ہی دنیا رہ گئی تھی اس لئے وہ اس عزت سے جو توریت پر عمل کرنے سے آسمان پر مل سکتی تھی بالکل لاپروا ہو کر دنیا پرستی کے کیڑے بن گئے تھے اور تمام فخر دنیا کی وجاہت میں ہی سمجھتے تھے اور اسی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک کے گورنر پر جو رومی سلطنت کی طرف سے تھا کسی قدر ان کا دباؤ بھی تھا کیونکہ ان کے بڑے بڑے دنیا پرست مولوی دور دراز سفر کرکے قیصر کی ملاقاتیں بھی کرتے تھے اور سلطنت سے تعلقات بنا رکھے تھے اور کئی لوگ ان میں سے سلطنت کے وظیفہ خوار بھی تھے اسی بنا پر وہ لوگ اپنے تئیں سلطنت کے بڑے خیر خواہ جتلاتے تھے اس لئے وہ اگرچہ ایک نظر

سے زیر نگرانی بھی تھے مگر خوشامدانہ طریقون سے انہون نے قیصر اور اس کے بڑے حکام کو اپنی نسبت بہت نیک ظن بنا رکھا تھا انہین چال بازیون کی وجہ سے علماء ان مین سے سلطنت کے حکام کی نظر مین معزز سمجھے جاتے تھے اور کرسی نشین تھے لہذا وہ غریب گلیل کا رہنے والا جس کا نام یسوع بن مریم تھا ان شریر لوگون کے لئے بہت کو فتہ خاطر کیا گیا اسکے مُنہ پر نہ صرف تھوکا گیا بلکہ گورنر کے حکم سے اسکو تازیانے بھی مارے گئے وہ چورون اور بدمعاشون کے ساتھ حوالات مین دیا گیا حالانکہ اس کا ایک ذرہ قصور نہ تھا صرف گورنمنٹ کی طرف سے یہودیون کی ایک دل جوئی تھی کیونکہ سلطنت کی حکمت عملی کا یہ اصول ہے کہ گروہ کثیر کی رعایت رکھی جائے سو اس غریب کو کون پوچھتا تھا۔ یہ عدالت تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر وہ یہودیون کے مولویون کے سپرد ہوا اور انہون نے اس کو صلیب پر چڑھا دیا ایسی عدالت پر خدا جو زمین و آسمان کا مالک ہے۔ لعنت کرتا ہے مگر افسوس ان حکومتون پر جن کی آسمان کے خدا پر نظر نہین یون بگفتن پیلاطوس جو اس ملک کا گورنر تھا مع اپنی بیوی کے حضرت عیسے کا مرید تھا اور چاہتا تھا کہ اسے چھوڑ دے مگر جب زبردست یہودیون کے علماء نے جو قیصر کی طرف سے بباعث اپنی دنیاداری کے کچھ عزت رکھتے تھے اسکو یہ کہہ کر دھمکایا کہ اگر تو اس شخص کو سزا نہین دے گا تو ہم قیصر کے حضور مین تیرے پر فریاد کرینگے تب وہ ڈر گیا کیونکہ بزدل تھا اپنی ارادت پر قائم نہ رہ سکا۔ یہ خوف اس لئے اسکے دامن گیر ہوا کہ بعض معزز علماء یہود نے قیصر تک اپنی رسائی بنا رکھی تھی اور پوشیدہ طور پر حضرت عیسےٰ کی نسبت یہ مخبری کرتے تھے کہ یہ مفسد اور در پردہ گورنمنٹ کا دشمن ہے اور اپنی ایک جمعیت بنا کر قیصر پر حملہ کرنا چاہتا ہے بظاہر یہ مشکلات بھی پیش تھین کہ اس سادہ اور غریب الانسان کو قیصر اور اس کے حکام سے کچھ تعلق نہ تھا اور ریاکارون اور دنیا طلبون کی طرح ان سے کچھ تعارف نہ تھا اور خدا پر بھروسہ رکھتا تھا اور اکثر علمائے یہود اپنی دنیا پرستی اور چال بازی اور خوشامدانہ وضع سے سلطنت مین دھنس گئے تھے وہ سلطنت کے درحقیقت دوست نہ تھے مگر معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت اس دھوکے مین ضرور آگئی تھی کہ وہ دوست ہین اس لئے ان کی خاطر سے ایک بے گناہ خدا کا نبی ہر ایک طرح سے ذلیل کیا گیا مگر وہ جو آسمان سے دیکھتا اور دلون کا مالک ہے وہ تمام شرارت پیشہ اس کی نظر سے محجوب نہ تھے۔ آخر انجام یہ ہوا کہ حضرت عیسے علیہ السلام کو صلیب پر چڑھا دئے جانے کے بعد خدا نے مرنے سے بچا لیا اور ان کی وہ دعا منظور کر لی جو انہون نے درد دل سے باغ مین کی تھی جیسا کہ لکھا ہے کہ جب مسیح کو یقین ہو گیا کہ یہ خبیث یہودی میری جان کے دشمن ہین اور مجھے نہین چھوڑتے تب وہ ایک باغ مین رات کے وقت جا کر زار زار رویا اور دعا کی کہ یا الٰہی اگر تو یہ پیالہ مجھ سے ٹال دے تو تجھ سے بعید نہین

تو جو چاہتا ہے کرتا ہے اس جگہ عربی انجیل میں یہ عبارت لکھی ہے **فبکی بدموع جاریۃ وعبرات متحدرۃ فسمع لتقواہ** یعنے یسوع مسیح اس قدر رویا کہ دعا کرتے کرتے اسکے منہ پر آنسو رواں ہو گئے اور وہ آنسو پانی کی طرح اس کے رخساروں پر بہنے لگے اور وہ سخت رویا اور سخت دردناک ہوا تب اس کے تقوے کی وجہ سے اس کی دعا سنی گئی اور خدا کے فضل نے کچھ اسباب پیدا کر دئے کہ وہ صلیب سے زندہ اتارا گیا اور پھر پوشیدہ طور پر باغبانوں کی شکل بنا کر اس باغ سے جہاں وہ قبر میں رکھا گیا تھا باہر نکل آیا اور خدا کے حکم سے دوسرے ملک کی طرف چلا گیا اور ساتھ ہی اس کی ماں گئی جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے **واویناھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین** یعنی اس مصیبت کے بعد جو صلیب کی مصیبت تھی ہم نے مسیح اور اس کی ماں کو ایسے ملک میں پہنچا دیا جس کی زمین بہت اونچی تھی اور صاف پانی تھا اور بڑے آرام کی جگہ تھی اور احادیث میں آیا ہے کہ اس واقعہ کے بعد عیسے ابن مریم نے ایک سو بیس برس کی عمر پائی اور پھر فوت ہو کر اپنے خدا کو جا ملا اور دوسرے عالم میں پہنچ کر یحییٰ کا ہمنشین ہوا کیونکہ اس کے واقعہ اور یحییٰ نبی کے واقعہ کو باہم مشابہت تھی اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ نیک انسان تھا اور نبی تھا مگر اسے خدا کہنا کفر ہے لاکھوں انسان دنیا میں ایسے گذر چکے ہیں اور آیندہ بھی ہوں گے خدا کسی کے برگزیدہ کرنے میں کبھی نہیں تھکا اور نہ تھکے گا (۶) چھٹی خصوصیت یہ ہے۔ کہ حضرت عیسے علیہ السلام قیصر روم کی عملداری کے ماتحت مبعوث ہوئے تھے (۷) ساتویں خصوصیت یہ ہی کہ رومی سلطنت کو مذہب عیسوی سے مخالفت تھی مگر اخیری نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب عیسائی قیصری قوم میں گھس گیا یہانتک کہ کچھ مدت کے بعد خود قیصر روم عیسائی ہو گیا (۸) آٹھویں خصوصیت یہ ہی کہ یسوع مسیح کے وقت میں جس کو اہل اسلام عیسے کہتے ہیں ایک نیا ستارہ نکلا تھا (۹) نویں خصوصیت یہ ہی کہ جب اسکو صلیب پر چڑھایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا (۱۰) دسویں خصوصیت یہ ہے کہ اسکو دکھ دینے کے بعد یہودیوں میں سخت طاعون پھیلی تھی (۱۱) گیارھویں خصوصیت یہ ہے کہ اس پر مذہبی تعصب سے مقدمہ بنایا گیا اور یہ بھی ظاہر کیا گیا کہ وہ سلطنت روم کا مخالف اور بغاوت پر آمادہ ہے (۱۲) بارھویں خصوصیت یہ ہے کہ وہ صلیب پر چڑھایا گیا تھا اسکے ساتھ ایک چور بھی صلیب پر لٹکایا گیا (۱۳) تیرھویں خصوصیت یہ ہے کہ جب وہ پیلاطوس کے سامنے سزائے موت کے لئے پیش گیا تو پیلاطوس نے کہا کہ میں اس کا کوئی گناہ نہیں پاتا (۱۴) چودھویں خصوصیت یہ کہ اگرچہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر ان کے سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسےٰ کے بعد چودھویں صدی میں ظاہر ہوا (۱۵) پندرھویں خصوصیت یہ کہ یسوع بن مریم کے وقت میں جو قیصر تھا اسکے عہد میں بہت سی نئی باتیں رعایا کے آرام اور ان کے سفر و حضر کی سہولت

کے لیے مثل آئی تھیں۔ سڑکیں بنائی گئی تھیں اور سرائیں تیار کی گئی تھیں اور عدالت کے نئے طریقے وضع کیے گئے تھے جو انگریزی عدالت سے مشابہ تھے (۱۶) سولھوین خصوصیت مسیح مین یہ تھی کہ بن باپ پیدا ہونے مین آدم سے مشابہ تھے۔ یہ سولہ خصوصیتین ہین جو موسوی سلسلہ مین حضرت عیسےٰ علیہ السلام مین رکھی گئی تھیں۔ پھر جبکہ خدا تعالےٰ نے موسوی سلسلہ کو ہلاک کر کے محمدی سلسلہ قائم کیا جیسا کہ نبیون کے صحیفون مین وعدہ دیا گیا تھا تو اس حکیم و علیم نے چاہا کہ اس سلسلہ کے اول اور آخر دونون مین مشابہت تامہ پیدا کرے تو پہلے اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر مثیل موسےٰ قرار دیا جیسا کہ آیت انا ارسلنا الیکم رسولاً شاہداً علیکم کما ارسلنا الےٰ فرعون رسولا۔ سے ظاہر ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کافرون کے مقابل پر تلوار اٹھائی تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس وقت جبکہ مکہ سے نکالے گئے اور تعاقب کیا گیا مسلمانون کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھائی ایسا ہی حضرت موسےٰ کی نظر کے سامنے سخت دشمن ان کا جو فرعون تھا غرق کیا گیا اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے سخت دشمن آپ کا جو ابو جہل تھا ہلاک کیا گیا ایسا ہی اور بہت سی مشابہتین ہین جن کا ذکر کرنا موجب طول ہے یہ تو سلسلہ کے اول مین مشابہتین ہین مگر ضروری تھا کہ سلسلہ محمدیہ کے آخری خلیفہ مین بھی سلسلہ موسویہ کے آخری خلیفہ سے مشابہت ہو تا خدا تعالےٰ کا یہ فرمانا کہ سلسلہ محمدیہ باعتبار امام سلسلہ اور خلفاء سلسلہ کے سلسلہ موسویہ سے مشابہ ہے ٹھیک ہو اور ہمیشہ مشابہت اول اور آخر مین دیکھی جاتی ہے اور درمیانی زمانہ جو ایک طویل مدت ہوتی ہے گنجایش نہین رکھتا کہ پوری پوری نظر سے اس کو جانچا جائے۔ مگر اول اور آخر کی مشابہت سے یہ قیاس پیدا ہو جاتا ہے کہ درمیان مین بھی ضرور مشابہت ہوگی گو نظر عقلی اس کی پوری پڑتال سے قاصر ہے اور ابھی ہم لکھ چکے ہین کہ حضرت عیسے علیہ السلام مین مذہبی پہلو سے وہ سولہ خصوصیتین تھین جن کا اسلام کے آخری خلیفہ مین پایا جانا ضروری ہے تا اس مین اور حضرت عیسے مین مشابہت تامہ ثابت ہو۔ پس اول موعود ہونے کی خصوصیت ہے اسلام مین اگرچہ ہزارہا ولی اور اہل اللہ گذرے ہین مگر ان مین کوئی موعود نہ تھا لیکن وہ جو مسیح کے نام پر آنے والا تھا وہ موعود تھا ایسا ہی حضرت عیسے علیہ السلام کے پہلے کوئی نبی موعود نہ تھا صرف مسیح موعود تھا۔ دوم خصوصیت سلطنت کے برباد ہو چکنے کی ہے پس اس مین کیا شک ہے کہ جیسا کہ حضرت عیسےٰ بن مریم سے کچھ دن پہلے اس ملک سے اسرائیلی سلطنت جاتی رہی تھی ایسا ہی اس آخری مسیح کی پیدائش سے پہلے اسلامی سلطنت بباعث طرح طرح کی بدچلنیون کے ملک ہندوستان سے اٹھ گئی تھی اور انگریزی سلطنت اس کی جگہ قائم ہو گئی تھی

سوم خصوصیت جو پہلے مسیح مین پائی گئی وہ یہ ہو کہ اس کے وقت مین یہود لوگ بہت سے فرقون پر منقسم ہو گئے تھے اور
بالطبع ایک حَکَم کے محتاج تھے تا ان مین فیصلہ کرے ایسا ہی آخری مسیح کے وقت مین مسلمانون مین کثرت سے فرقے پھیل
گئے تھے **چہارم** خصوصیت جو پہلے مسیح مین تھی وہ یہ ہو کہ وہ جہاد کے لئے مامور نہ تھا ایسا ہی آخری مسیح جہاد کے لئے مامور
نہین ہو اور کیونکہ مامور ہو زمانہ کی رفتار نے قوم کو متنبہ کر دیا ہو کہ تلوار سے کوئی دل تسلی نہین پا سکتا اور اب مذہبی امور کے
لئے کوئی مہذب تلوار نہین اٹھاتا اور اب زمانہ جس صورت پر واقع ہو خود شہادت دے رہا ہو کہ مسلمانون کے وہ فرقے جو مہدی
خونی یا مسیح خونی کے منتظر ہین وہ سب غلطی پر ہین اور ان کے خیالات خدا تعالیٰ کی منشاء کے برخلاف ہین اور عقل بھی یہی گواہی
دیتی ہو کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا یہ منشاء ہوتا کہ مسلمان دین کے لئے جنگ کرین تو موجودہ وضع کی لڑائیون کے لئے سب سے فائق مسلمان
ہوتے وہی توپون کی ایجاد کرتے وہی نئی نئی بندوقون کے موجد ٹھہرتے اور انہین کو فنون حرب مین ہر یک پہلو سے کمال
بخشا جاتا یہانتک کہ آئندہ زمانہ کے جنگون کے لئے انہین کو غبارہ بنانیکی سوجھتی اور وہی آب دوز کشتیان جو پانی کے اندر
چوٹین کرتی ہین بناتے اور دنیا کو حیران کرتے حالانکہ ایسا نہین ہو بلکہ دن بدن عیسائی ان باتون مین ترقی کر رہے ہین اس
سے ظاہر ہو کہ خدا تعالیٰ کا یہ منشاء نہین ہو کہ لڑائیون کے ذریعہ سے اسلام پھیلے ہان عیسائی مذہب دلائل کے رو سے
دن بدن سست ہوتا جاتا ہے اور بڑے بڑے محقق تثلیث کے عقیدہ کو چھوڑتے جاتے ہین یہانتک کہ جرمن کے بادشاہ
نے بھی اس عقیدہ کے ترک کی طرف اشارہ کر دیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ محض دلائل کے ہتھیار سے عیسائی
تثلیث کے عقیدہ کو زمین پر سے نابود کرنا چاہتا ہو یہ قاعدہ ہو کہ جو پہلو ہونہار ہوتا ہے پہلے سے اسکے علامات شروع ہو جاتے
ہین سو مسلمانون کے لئے آسمان سے حربی فتوحات کی کچھ علامات ظاہر نہین ہوئین البتہ مذہبی دلائل کی علامات
ظاہر ہوئی ہین اور عیسائی مذہب خود بخود ڈگمگاتا جاتا ہے اور قریب ہے کہ جلد تر صفحۂ دنیا سے نابود ہو جائے **پنجم** خصوصیت
جو پہلے مسیح مین تھی وہ یہ ہے کہ اسکے زمانہ مین یہودیون کا چال چلن بگڑ گیا تھا بالخصوص اکثر ان کے جو علماء کہلاتے
تھے وہ سخت مکار اور دنیا پرست اور دنیا کے لالچون مین اور دنیوی عزتون کی خواہشون مین غرق ہو گئے تھے
ایسا ہی آخری مسیح کے وقت مین عام لوگون اور اکثر علماء اسلام کی حالت ہو رہی ہے مفصل لکھنے کی کچھ حاجت نہین
ششم خصوصیت یعنے یہ کہ حضرت مسیح قیصر روم کے ماتحت مبعوث ہوئے تھے سو اس خصوصیت مین آخری
مسیح کا بھی اشتراک ہو کیونکہ مین بھی قیصر کی عملداری کے ماتحت مبعوث ہوا ہون یہ قیصر اس قیصر سے بہتر ہو جو حضرت
مسیح کے وقت مین تھا کیونکہ تاریخ مین لکھا ہو کہ جب قیصر روم کو خبر ہوئی کہ اسکے گورنر پیلاطوس نے حیلہ جوئی سے مسیح کو اس
سزا سے بچا لیا ہو کہ وہ صلیب پر مارا جائے اور روپوش کر کے کسی طرف فراری کر دیا ہو تو وہ بہت ناراض ہوا اور یہ ثابت
شدہ امر ہو کہ یہ مخبری یہودیون کے مولویون نے ہی کی تھی کہ پیلاطوس نے ایک قیصر کے باغی کو مفرور کرا دیا ہے تو اس مخبری

کے بعد نے الفو پیلاطوس قیصر کے حکم سے جیلخانہ مین ڈالا گیا اور آخری نتیجہ یہ ہوا کہ جیلخانہ مین ہی اس کا سر کاٹا گیا اور اس طرح پر پیلاطوس مسیح کی محبت مین شہید ہوا اس سے معلوم ہوا کہ اہل حکم اور سلطنت اکثر دین سے محروم ہجاتی ہین۔ اُس نادان قیصر نے یہودیون کے علماء کو بہت معتبر سمجھا اور ان کی عزت افزائی کی اور ان کی باتون پر عمل کیا اور حضرت مسیح کے قتل کیے جانے کو مصلحت ملکی قرار دیا مگر جہانتک میرا خیال ہی اب زمانہ بہت بدل گیا ہی اس لیے ہمارا قیصر بمراتب اس قیصر سے بہتر ہے جو ایسا جاہل اور ظالم تھا **ہفتم** خصوصیت یہ کہ مذہب عیسائی آخر قیصری قوم مین گھس گیا سو اس خصوصیت مین بھی آخری مسیح کا اشتراک ہی کیونکہ مین دیکھتا ہون کہ یورپ اور امریکہ مین میرے دعوے اور دلائل کو بڑی دلچسپی سے دیکھا جاتا ہے اور ان لوگون نے خود بخود صدہا اخبار مین میرے دعوے اور دلائل کو شائع کیا ہے اور میری تائید اور تصدیق مین ایسے الفاظ لکھے ہین کہ ایک عیسائی کے قلم سے ایسے الفاظ کا نکلنا مشکل ہی یہانتک کہ بعض نے صاف لفظون مین لکھ دیا ہی کہ یہ شخص سچا معلوم ہوتا ہی اور بعض نے یہ بھی لکھا ہی کہ درحقیقت یسوع مسیح کو خدا بنانا ایک بھاری غلطی ہی اور بعض نے یہ بھی لکھا ہی کہ اس وقت مسیح موعود کا دعوے عین وقت پر ہی اور وقت خود ایک دلیل ہی غرض ان کے ان تمام بیانات سے صاف ظاہر ہی کہ وہ میرے دعوے کے قبول کرنے کے لیے تیاری کر رہے ہین اور ان ملکون مین سے دن بدن عیسائی مذہب خود بخود برف کی طرح پگلتا جاتا ہی **ہشتم** خصوصیت مسیح مین یہ تھی کہ اسکے وقت مین ایک ستارہ نکلا تھا اس خصوصیت مین بھی مین آخری مسیح بننے مین شریک کیا گیا ہون کیونکہ وہی ستارہ جو مسیح کے وقت مین نکلا تھا دوبارہ میرے وقت مین نکلا ہے اس بات کی انگریزی اخبارون نے بھی تصدیق کی ہی اور اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ مسیح کے ظہور کا وقت نزدیک ہی **نہم** خصوصیت یسوع مسیح مین یہ تھی کہ جب اسکو صلیب پر چڑھایا گیا تو سورج کو گرہن لگا تھا سو اس واقعہ مین بھی خدا نے مجھے شریک کیا ہی۔ کیونکہ جب میری تکذیب کی گئی تو اس کے بعد نہ صرف سورج بلکہ چاند کو بھی ایک ہی مہینہ مین جو رمضان کا مہینہ تھا گرہن لگا تھا اور نہ ایک دفعہ بلکہ حدیث کے مطابق دو دفعہ یہ واقعہ ہوا ان دونون گرہنون کی انجیلون مین بھی خبر دی گئی ہی اور قرآن شریف مین بھی یہ خبر ہے اور حدیثون مین بھی جیسا کہ دارقطنی مین **دہم** خصوصیت یہ ہے کہ یسوع مسیح کو دُکھ دینے کے بعد یہودیون مین سخت طاعون پھیلی تھی سو میرے وقت مین بھی سخت طاعون پھیل گئی **یازدہم** خصوصیت یسوع مسیح مین یہ تھی کہ یہودیون کے علماء نے کوشش کی کہ وہ باغی قرار پاوے اور اس پر مقدمہ بنایا گیا اور زور لگایا گیا کہ اسکو سزائے موت دیجائے سو اس قسم کے مقدمہ مین بھی قضاء و قدر الٰہی نے مجھے شریک کر دیا کہ ایک خون کا مقدمہ مجھ پر بنایا گیا اور اسی کے ضمن مین مجھے باغی بنانے کی کوشش کی گئی یہ وہی مقدمہ ہے جس مین فریق ثانی کی طرف سے مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی گواہ بن کر آئے تھے۔ **دوازدہم** خصوصیت یسوع مسیح مین یہ تھی کہ جب وہ

صلیب پر چڑھایا گیا تو اس کے ساتھ ایک چور بھی صلیب پر لٹکایا گیا تھا سو اس واقعہ مین بھی مین شریک کیا گیا ہون کیونکہ جس دن مجھ کو خون کے مقدمہ سے خدا تعالےٰ نے رہائی بخشی اور اس پیش گوئی کے موافق جو مین خدا تعالےٰ سے وحی یقینی پاکر صدہا لوگون مین شائع کر چکا تھا مجھ کو بری فرمایا اس دن میرے ساتھ ایک عیسائی چور بھی عدالت مین پیش کیا گیا تھا یہ چور عیسائیون کی مقدس جماعت مکتی فوج مین سے تھا جس نے کچھ روپیہ چرا لیا تھا اس چور کو صرف تین مہینہ کی سزا ملی پہلے مسیح کے رفیق چور کی طرح سزائے موت اسکو نہین ہوئی **سیزدہم** خصوصیت مسیح مین یہ تھی کہ جب وہ پیلاطوس گورنر کے سامنے پیش کیا گیا اور سزائے موت کی درخواست کی گئی تو پیلاطوس نے کہا کہ مین اس کا کوئی گناہ نہین پاتا جس سے یہ سزا دون ایسا ہی کپتان ڈگلس صاحب ضلع مجسٹریٹ نے میرے ایک سوال کے جواب مین مجھ کو کہا کہ مین آپ پر کوئی الزام نہین لگاتا +

میرے خیال مین ہے کہ کپتان ڈگلس اپنی استقامت اور عادلانہ شجاعت مین پیلاطوس سے بہت بڑھ کر تھا کیونکہ پیلاطوس نے آخر کار بزدلی دکھائی اور یہودیون کے شریر مولویون سے ڈر گیا مگر ڈگلس ہرگز نہ ڈرا اس کو مولوی محمد حسین نے کرسی مانگ کر کہا کہ میرے پاس صاحب لفٹننٹ گورنر بہادر کی چٹھیان ہین مگر کپتان ڈگلس نے اس کی کچھ پروا نہ کی اور مین باوجودیکہ ملزم تھا مجھے کرسی دی اور اسکو کرسی کی درخواست پر جھڑک دیا اور کرسی نہ دی اگرچہ آسمان پر کرسی پانیوالے زمین کی کرسی کے محتاج نہین ہین مگر یہ نیک اخلاق اس ہمارے وقت کے پیلاطوس کے ہمیشہ ہمین اور ہماری جماعت کو یاد رہین گے اور دنیا کے اخیر تک اس کا نام عزت سے لیا جائے گا۔ **چہاردہم** خصوصیت یسوع مسیح مین یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل مین سے نہ تھا مگر باایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسے کے بعد چودھوین صدی مین پیدا ہوا ایسا ہی مین بھی خاندان قریش مین سے نہین ہون اور چودھوین صدی مین مبعوث ہوا ہون اور سب سے آخر ہون۔ **پانزدہم** خصوصیت حضرت مسیح مین یہ تھی کہ ان کے عہد مین دنیا کی وضع جدید ہو گئی تھی۔ سڑکین ایجاد ہو گئی تھین ڈاک کا عمدہ انتظام ہو گیا تھا فوجی انتظام مین بہت صلاحیت پیدا ہو گئی تھی اور مسافرون کے آرام کے لئے بہت کچھ باتین ایجاد ہو گئی تھین اور پہلے کی نسبت قانون معدلت نہایت صاف ہو گیا تھا ایسا ہی میرے وقت مین دنیا کے آرام کے اسباب بہت ترقی کر گئے ہین یہان تک کہ ریل کی سواری پیدا ہو گئی جس کی خبر قرآن شریف مین پائی جاتی ہے باقی امور کو پڑھنے والا خود سمجھ لے۔ **شانزدہم** خصوصیت حضرت مسیح مین یہ تھی کہ بن باپ ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے وہ مشابہ تھے ایسا ہی مین بھی توام پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت آدم سے مشابہ ہون اور اس قول کے مطابق جو حضرت محی الدین ابن عربی لکھتے ہین کہ خاتم الخلفاء صینی الاصل ہوگا یعنی مغلون مین سے اور وہ جوڑہ

یعنے توام پیدا ہوگا پہلے لڑکی نکلے گی بعد اس کے وہ پیدا ہوگا۔ ایسا ہی وقت میں اسی طرح میری پیدایش ہوئی۔ کہ جمعہ کی صبح کو بطور توام مین پیدا ہوا اول لڑکی اور بعدہٗ مین پیدا ہوا نہ معلوم کہ پیش گوئی کہان سے ابن عربی صاحب نے لی تھی جو پوری ہوگئی۔ ان کی کتابون مین ابتک یہ پیش گوئی موجود ہے +

یہ سولہ مشابہتین ہین جو مجھ مین اور مسیح مین ہین اب ظاہر ہے کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو مجھ مین اور مسیح ابن مریم مین اس قدر مشابہت ہرگز نہ ہوتی یون تو تکذیب کرنا قدیم سے ان لوگون کا کام ہے جن کے حصہ مین سعادت نہین مگر اس زمانہ کے مولویون کی تکذیب عجیب ہے مین وہ شخص ہون جو عین وقت پر ظاہر ہوا جس کے لئے آسمان پر رمضان کے مہینہ مین چاند اور سورج کو قرآن اور حدیث اور انجیل اور دوسرے نبیون کی خبرون کے مطابق گرہن لگا اور مین وہ شخص ہون جس کے زمانہ مین تمام نبیون کی خبر اور قرآن شریف کی خبر کے موافق اس ملک مین خارق عادت طور پر طاعون پھیل گئی۔ اور مین وہ شخص ہون جو حدیث صحیح کے مطابق اس کے زمانہ مین حج روکا گیا اور مین وہ شخص ہون جسکے عہد مین وہ ستارہ نکلا جو مسیح ابن مریم کے وقت مین نکلا تھا۔ اور مین وہ شخص ہون جسکے زمانہ مین اس ملک مین ریل جاری ہوکر اونٹ بیکار کئے گئے اور عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ بہت نزدیک ہے جبکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوکر وہ تمام اونٹ بیکار ہو جائینگے جو تیرہ سو برس سے یہ سفر مبارک کرتے تھے۔ تب اس وقت ان اونٹون کی نسبت وہ حدیث جو صحیح مسلم مین موجود ہے صادق آئے گی یعنے یہ کہ **لیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیھا** یعنے مسیح کے وقت مین اونٹ بیکار کئے جائینگے اور کوئی ان پر سفر نہین کریگا ایسا ہی مین وہ شخص ہون جس کے ہاتھ پر صدہا نشان ظاہر ہوئے کیا زمین پر کوئی ایسا انسان زندہ ہے کہ جو نشان نمائی مین میرا مقابلہ کر کے مجھ پر غالب آسکے مجھے اس خدا کی قسم جسکے ہاتھ مین میری جان ہے۔ کہ اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہوچکے ہین اور شائد دس ہزار کے قریب یا اس سے زیادہ لوگون نے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا اور آپنے میری تصدیق کی اور اس ملک مین جو بعض نامی اہل کشف تھے جن کا تین تین چار چار لاکھ مرید تھا انکو خواب مین دکھلایا گیا کہ یہ انسان خدا کی طرف سے ہے اور بعض ان مین سے ایسے تھے کہ میرے ظہور سے تیس برس پہلے دنیا سے گذر چکے تھے جیسا کہ ایک بزرگ گلاب شاہ نام ضلع لدہانہ مین تھا جس نے میان کریم بخش مرحوم ساکن جمال پور کو خبر دی تھی کہ عیسےٰ قادیان مین پیدا ہو گیا اور وہ لدہانہ مین آئیگا میان کریم بخش ایک صالح موحد اور بڈہا آدمی تھا اس نے مجھ سے لدہانہ مین ملاقات کی اور یہ تمام پیش گوئی مجھے سنائی اس لئے مولویون نے اسکو بہت تکلیف دی مگر اس نے کچھ پروانہ کی اس نے مجھے کہا کہ گلاب شاہ مجھے کہتا تھا کہ عیسے ابن مریم زندہ نہین وہ مر گیا ہے وہ دنیا مین واپس نہین آئیگا اس امت کے لئے مرزا غلام احمد عیسے ہے جسکو خدا کی قدرت

اور مصلحت نے پہلے عیسیٰ سے مشابہ بنایا ہے اور آسمان پر اسکا نام عیسے رکھا ہے اور فرمایا کہ اسے کریم بخش جب وہ عیسے ظاہر ہوگا تو تو دیکھے گا کہ مولوی لوگ کس قدر اس کی مخالفت کرینگے وہ سخت مخالفت کرینگے لیکن نامراد رہینگے۔ وہ اس لئے دنیا مین ظاہر ہوگا کہ تا وہ جھوٹے حاشئے جو قرآن پر چڑہائے گئے ہین ان کو دور کرے اور قرآن کا اصل چہرہ دنیا کو دکھاوے۔ اس پیش گوئی مین اس بزرگ نے صاف طور پر یہ اشارہ کیا تھا کہ تو اس قدر عمر پائے گا کہ اس عیسے کو دیکھ لے گا ؛

اب باوجود ان تمام شہادتون اور معجزات اور زبردست نشانون کے مولوی لوگ میری تکذیب کرتے ہین اور ضرور تھا کہ ایسا ہی کرتے تا پیش گوئی آیت غیر المغضوب علیھم کی پوری ہو جاتی۔ یاد رہے کہ اصل جڑھ اس مخالفت کی ایک حماقت ہے اور وہ یہ کہ مولوی لوگ یہ چاہتے ہین کہ جو کچھ ان کے پاس رطب و یابس کا ذخیرہ ہے وہ سب علامتین مسیح موعود مین ثابت ہونی چاہئیں اور ایسے مدعی مسیحیت یا مہدویت کو ہرگز نہین ماننا چاہئے کہ ان کی تمام حدیثون مین سے گو ایک حدیث اس پر صادق نہ آوے حالانکہ قدیم سے یہ امر غیر ممکن چلا آیا ہے۔ یہود نے جو جو علامتین حضرت عیسے کے لئے اپنی کتابون مین تراش رکھی تھین وہ پوری نہ ہوئین۔ پھر انہین بدبخت لوگون نے ہمارے سید و مولے محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے جو جو علامتین تراشی تھین اور مشہور کر رکھی تھین وہ بھی بہت ہی کم پوری ہوئین ان کا خیال تھا کہ یہ آخری نبی نبی اسرائیل سے ہوگا مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنی اسماعیل مین پیدا ہوئے اگر خدا تعالے چاہتا تو توریت مین لکھ دیتا کہ اس نبی کا نام محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوگا اور باپ کا نام عبد اللہ اور دادا کا نام عبد المطلب اور مکہ مین پیدا ہوگا اور مدینہ اس کی ہجرت گاہ ہوگی مگر خدا تعالے نے یہ نہ لکھا کیونکہ ایسی پیش گوئیون مین کچھ امتحان بھی منظور ہوتا ہے اصل حقیقت یہ ہے کہ مسیح موعود کے لئے پہلے سے خبر دی گئی ہے کہ وہ اسلام کے مختلف فرقون کے لئے بطور حکم کے آئیگا اب ظاہر ہے کہ ہر ایک فرقہ کی جدا جدا حدیثین ہین پس یہ کیونکر ممکن ہو کہ سب کے خیالات کی وہ تصدیق کرے اگر اہل حدیث کی تصدیق کرے تو حنفی ناراض ہونگے اگر حنفیون کی تصدیق کرے تو شافعی بگڑ جائینگے اور شیعہ جدا یہ اصول ٹھہرائینگے کہ ان کے عقیدہ کے موافق وہ ظاہر ہو اس صورت مین وہ کیونکر سب کو خوش کر سکتا ہے علاوہ اسکے خود حکم کا لفظ چاہتا ہے کہ وہ ایسے وقت مین آئے گا کہ جب تمام فرقے کچھ نہ کچھ حق سے دور جا پڑینگے اس صورت مین اپنی اپنی حدیثون کے ساتھ اس کو آزمانا سخت غلطی ہے بلکہ قاعدہ یہ چاہیئے کہ جو نشان اور قرار دادہ علامتین اس کے وقت مین ظاہر ہو جائین ان سے فایدہ اٹھائین اور باقی کو موضوع اور انسانی افترا سمجھین۔ یہی قاعدہ ان نیک بخت یہودیون نے برتا جو مسلمان ہو گئے تھے کیونکہ جو جو باتین مقرر کردہ احادیث یہود

وقوع مین آگئین اور آنحضرت پر صادق آگئین ان حدیثون کو انہون نے صحیح سمجھا اور جو پوری نہ ہوئین ان کو موضوع قرار دیا اگر ایسا نہ کیا جاتا تو پھر نہ حضرت عیسے کی نبوت یہودیون کے نزدیک ثابت ہوسکتی نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جو لوگ مسلمان ہوئے تھے انہین یہود کی صدہا جھوٹی حدیثون کو چھوڑنا پڑا جب انہون نے دیکھا کہ ایک طرف بعض علامات قرار دادہ پوری ہوگئین اور ایک تائیدات الٰہیہ کا خدا کے رسول مین ایک دریا جاری ہے۔ تو انہون نے ان حدیثون سے فائدہ اٹھایا جو پوری ہوگئین اگر ایسا نہ کرتے تو ایک شخص بھی ان مین سے مسلمان نہ ہوسکتا

یہ تمام وہ باتین ہین کہ کئی دفعہ اور کئی پیرایئون مین مین نے مولوی عبد اللطیف صاحب کو سنائی تھین اور تعجب کہ انہون نے میرے پاس بیان کیا کہ یہ باتین پہلے سے میرے علم مین ہین اور بہت سے ایسے عجیب دلائل حضرت مسیح کی وفات اور اس بات پر سنائے کہ اسی زمانہ مین اور اسی امت سے مسیح موعود ہونا چاہیئے جس سے مجھے بہت تعجب ہوا اور اسوقت شعر حسن ز بصرہ بلال از حبش یاد آیا۔ اور اکثر ان کا استدلال قرآن شریف سے تھا اور وہ بار بار کہتے تھے کہ کیسے نادان وہ لوگ ہین جن کا خیال ہو کہ مسیح موعود کی پیش گوئی صرف حدیثون مین ہو حالانکہ جس قدر قرآن شریف سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عیسے فوت ہوگیا اور مسیح موعود اسی امت مین سے آنے والا ہے اس قدر ثبوت حدیثون سے نہین ملتا غرض خدا تعالے نے ان کے دل کو حق الیقین سے پر کر دیا تھا اور وہ پوری معرفت سے اس طرح پر مجھے شناخت کرتے تھے جس طرح درحقیقت ایک شخص کو آسمان سے اترتا مع فرشتون کے دیکھا جاتا ہو اسوقت سے مجھے یہ خیال آیا ہو کہ حدیثون مین جو مسیح موعود کے نزول کا ذکر ہے اگرچہ یہ لفظ اکرام اور اعزاز کے لئے محاورہ عرب مین آتا ہو جیسا کہ کہتے ہین کہ فلان لشکر فلان جگہ اترا ہے اور جیسا کہ کسی شہر کے نووارد کو کہا جاتا ہو کہ آپ کہان اترے ہین اور جیسا کہ قرآن شریف مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت اللہ تعالے فرماتا ہو کہ مین نے ہی اس رسول کو اتارا ہے اور جیسا کہ انجیل مین آیا ہو کہ عیسے اور یحییٰ آسمان سے اترے لیکن با این ہمہ یہ نزول کا لفظ اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ اس قدر اس مسیح کی سچائی پر دلائل جمع ہوجائینگے کہ اہل فراست کو اسکے مسیح موعود ہونے مین یقین تام ہوجائیگا گویا وہ ان کے روبرو آسمان سے ہی اترا ہی چنانچہ ایسے یقین کامل کا نمونہ شہزادہ مولوی عبد اللطیف شہید نے دکھا دیا جان دینے سے بڑھکر کوئی امر نہین اور ایسی استقامت سے جان دینا صاف بتلا رہا ہی کہ انہون نے مجھے آسمان سے اترتے دیکھ لیا اور دوسرے لوگون کے لئے بھی یہ امر صاف ہو کہ میرے دعوے کے تمام پہلو آفتاب کی طرح چمک رہے ہین اول قرآن شریف نے یہ فیصلہ کر دیا ہو کہ عیسے بن مریم فوت ہوگیا ہو اور پھر دنیا مین نہین آئیگا اور اگر بفرض محال قرآن کریم کے مخالف ایک لاکھ حدیث بھی ہو وہ سب باطل اور جھوٹ اور کسی باطل پرست کی بناوٹ ہے حق وہی ہو جو قرآن نے فرمایا اور حدیثین وہ ماننے کے لائق ہین

جو اپنے قصون مین قرآن کے بیان کردہ قصون سے مخالف ہین پھر بعد اسکے یہ فیصلہ بھی قرآن شریف نے ہی سورۃ نور مین
لفظ منکم کے ساتھ ہی کر دیا ہے کہ اس دین کے تمام خلیفے اسی امت مین سے پیدا ہونگے اور وہ خلفاء سلسلہ موسوی کے
مثیل ہونگے اور صرف ایک ان مین سے سلسلہ کے آخر مین موعود ہوگا جو عیسے بن مریم کے مشابہ ہوگا باقی موعود نہین ہونگے
یعنی نام لیکر انکے لئے کوئی پیش گوئی نہین ہوگی اور یہ منکم کا لفظ بخاری مین بھی موجود ہے اور مسلم مین بھی ہے جسکے یہی معنی
ہین - کہ وہ مسیح موعود اسی امت مین سے پیدا ہوگا پس اگر ایک غور کرنے والا اس جگہ پورا غور کرے اور طریق خیانت
اختیار نہ کرے تو اسکو ان تین منکم کے لفظون پر نظر ڈالنے سے یقین ہو جائیگا کہ یہ امر قطعی فیصلہ تک پہنچ چکا ہے کہ مسیح موعود اسی
امت مین سے پیدا ہوگا - اب رہا میرا دعوے سو میرے دعوے کے ساتھ اس قدر دلائل ہین کہ کوئی انسان اگر ایمانداری سے کام لے
ہو تو اسکے لئے اس سے چارہ نہین ہے کہ میرے دعوے کو اسی طرح مان لے جیسا کہ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی
نبوت کو مانا ہے کیا یہ دلائل میرے دعوے کے ثبوت کے لئے کم ہین کہ میری نسبت قرآن کریم نے اسقدر پورے پورے
قراین اور علامات کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ایک طور سے میرا نام بتلا دیا ہے اور حدیثون مین کدعہ کے لفظ سے میرے گاؤن کا
نام موجود ہے اور حدیثون سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرھوین صدی مین پیدایش ہوگی اور چودھوین
صدی مین اسکا ظہور ہوگا اور صحیح بخاری مین میرا تمام حلیہ لکھا ہے اور پہلے مسیح کی نسبت جو میرے حلیہ مین فرق
ہے وہ ظاہر کر دیا ہے اور ایک حدیث مین صریح یہ اشارہ ہے کہ وہ مسیح موعود ہند مین ہوگا کیونکہ دجال کا بڑا مرکز مشرق یعنی
ہند قرار دیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق سے مشرق کی طرف ظاہر ہوگا سو قادیان دمشق سے مشرق کیطرف
ہے اور پھر دعوے کے وقت مین اور لوگون کی تکذیب کے دنون مین آسمان پر رمضان کے مہینہ مین کسوف خسوف ہونا -
زمین پر طاعون کا پھیلنا حدیث اور قرآن کے مطابق ریل کی سواری پیدا ہو جانا - اونٹ بیکار ہو جانے حج روکا
جانا - صلیب کے غلبہ کا وقت ہونا - میرے ہاتھ پر صدہا نشانون کا ظاہر ہونا - نبیون کے مقرر کردہ وقت مسیح موعود کیلئے یہی
وقت ہونا - صدی کے سر پر میرا مبعوث ہونا - ہزارہا نیک لوگون کا میری تصدیق کے لئے خوابین دیکھنا اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن شریف کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود میری امت مین سے پیدا ہوگا اور خدا تعالی کی تائیدات
کا میرے شامل حال ہونا اور ہزارہا لوگون کا دو لاکھ کے قریب میرے ہاتھ پر بیعت کر کے راستبازی اور پاکدلی
اختیار کرنا اور میرے وقت مین عیسائی مذہب مین ایک عام تزلزل پڑ جانا یہانتک کہ تثلیث کی طلسم کا برف کیطرح
گداز ہونا شروع ہو جانا اور میرے وقت مین مسلمانون کا بہت سے فرقون پر منقسم ہو کر تنزل کی حالت مین ہونا اور
طرح طرح کی بدعات اور شرک اور میخواری اور حرامکاری اور خیانت اور دروغگوئی دنیا مین شائع ہو کر ایک عام
تغیر دنیا مین پیدا ہو جانا اور ہر ایک پہلو سے انقلاب عظیم اس عالم مین پیدا ہو جانا اور ہر ایک دانشمند کی شہادت سے

دنیا کا ایک مصلح کا محتاج ہونا اور میرے مقابلہ سے خواہ وہ اعجازی کلام میں اور خواہ آسمانی نشانوں میں تمام لوگوں کا عاجز آجانا اور میری تائید میں خدا تعالیٰ کی لاکھوں پیشگوئیاں پوری ہونا یہ تمام نشان اور علامات اور قرائن ایک خدا ترس کے لئے میرے قبول کرنیکے لئے کافی ہیں بعض جاہل اس جگہ اعتراض کرتے ہیں کہ بعض پیش گوئیاں پوری نہیں ہوئیں جیسا کہ آتھم کے مرنے کی اور احمد بیگ کے داماد کی پیش گوئی مگر ان کو خدا تعالےٰ سے شرم کرنی چاہیئے کیونکہ جس حالت میں کئی لاکھ پیش گوئی روز روشن کی طرح پوری ہو چکی ہے اور دن بدن نئے نئے نشان ظاہر ہوتے جاتے ہیں تو اس صورت میں اگر ایک دو پیش گوئیاں ان کی سمجھ میں نہیں آئیں تو یہ ان کی سراسر شقاوت ہے کہ بباعث اس بدفہمی کے جس میں خود ان کا قصور ہے خدا تعالےٰ کے ہزارہا نشانوں اور دلیلوں اور معجزات سے انکار کر دیں اور اگر اسی طرح پر انکار ہو سکتا ہے تو پھر ہمیں کسی پیغمبر کا پتہ بتلا دیں جس کی بعض پیش گوئیوں کے پورا ہونے کی نسبت انکار نہیں کیا گیا چنانچہ ملاکی نبی کی پیش گوئی اپنے ظاہری معنوں کے رو سے ابتک پوری نہیں ہوئی کہاں الیاس نبی دنیا میں آیا جسکا یہود کو آج تک انتظار ہے حالانکہ مسیح آچکا ہے جس سے پہلے اُسکا آنا ضروری تھا کہاں یہ پیش گوئی مسیح کی پوری ہوئی کہ اس زمانہ کے لوگ ابھی زندہ ہی ہونگے کہ میں واپس آجاؤنگا کہاں یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ پطرس کے ہاتھ میں آسمان کی کنجیاں ہیں کہاں اس کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ وہ داؤد کا تخت قائم کرے گا اور کب یہ پیشگوئی ظہور میں آئی کہ اسکے بارہ حواری بارہ تختوں پر بیٹھیں گے کیونکہ یہودا اسکریوطی مرتد ہو گیا اور جہنم میں جا پڑا اور اس کی بجائے جسکے لئے تخت کا وعدہ تھا ایک نیا حواری تراشا گیا جو مسیح کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا ایسا ہی حدیثوں میں لکھا ہے چنانچہ دُرّ منثور میں بھی ہے کہ یونس نبی نے یہ پیش گوئی قطعی طور پر بغیر کسی شرط کے کی تھی کہ نینوہ کے رہنے والوں پر چالیس دن کے اندر عذاب نازل ہوگا جو ان کو اس میعاد کے اندر ہلاک کر دیگا مگر کوئی عذاب نازل نہ ہوا اور نہ وہ ہلاک ہوئے آخر یونس کو شرمندہ ہو کر اس جگہ سے بھاگنا پڑا یہ پیش گوئی بائیبل میں یونہ نبی کی کتاب میں بھی موجود ہے جس کو عیسائی خدا تعالےٰ کی طرف سے سمجھتے ہیں پھر باوجود ان سب باتوں کے مسلمان ان پیغمبروں پر ایمان بھی لاتے ہیں اور ان چند اعتراضات کی کچھ پروا نہیں کرتے اور وہ دو پیشگوئیاں مذکورہ بالا جن کی نسبت ان کا اعتراض ہے یعنی آتھم کے متعلق اور احمد بیگ کے داماد کے متعلق ان کی نسبت ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ آتھم کی موت کی پیشگوئی تمام تر صفائی سے پوری ہو گئی اب تلاش کرو آتھم کہاں ہے کیا وہ زندہ ہے یا مر گیا پیشگوئی کا ماحصل یہ تھا کہ ہم دونوں فریق میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے سے پہلے مریگا سو مدت ہوئی کہ آتھم مر گیا اور یہ فقرہ جو اس پیش گوئی میں موجود تھا کہ آتھم پندرہ مہینہ کے اندر مرے گا اس کے ساتھ یہ شرط بھی شائع کی گئی تھی

کہ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے مگر آتھم نے اُسی مجلس بحث مین اپنی بے ادبی سے رجوع کر لیا تھا کیونکہ جب مین نے اسکو کہا کہ یہ پیش گوئی اس لئے کی گئی ہے کہ تم نے آنحضرت صلعم کو اپنی کتاب مین دجال لکھا ہے تو سنتے ہی اسکا چہرہ زرد ہو گیا اور نہایت تضرع سے اس نے اپنی زبان منہ سے باہر نکالی اور دونون ہاتھ کانون پر رکھ لئے اور کہا کہ مین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مین ہرگز ایسا نہین کہا اور بڑی عاجزی اور تضرع ظاہر کی اسوقت ساٹھ سے زیادہ مسلمان اور عیسائی وغیرہ موجود تھے کیا یہ ایسا لفظ نہین تھا جس کو شوخی اور بے ادبی سے رجوع سمجھا جائے اور پھر وہ پندرہ مہینہ تک مخالفت سے بالکل چپ رہا اور اکثر گریہ و بکا مین رہا اور اپنی حالت اس نے بالکل بدل لی پس ایک نیک دل ایماندار کے لئے یہ کافی ہے کہ اس نے پندرہ مہینہ کے اندر کسی حد تک اپنی تبدیلی کر لی تھی اور چونکہ اُس نے خدا تعالےٰ سے خوف کھا کر نرمی اور تضرع اختیار کیا اور قطعاً شوخی اور گستاخی چھوڑ دی بلکہ امرت سر مین جو ایسے لوگون کی صحبت اسے میسر تھی اس صحبت کو ترک کر کے اور وہ مکان چھوڑ کر دہ فیروزپور مین جا کر مقیم ہو گیا پس ضرور تھا کہ وہ اسقدر خوف سے فائدہ اٹھاتا۔ پس اگرچہ اس بات سے محفوظ نہ رہا کہ میرے پہلے بہت جلد انہین دنون مین مر گیا مگر کسی قدر شرط کے پورا کرنے سے فائدہ اٹھا لیا۔ اس کے مقابل لیکھرام تھا جس نے پیش گوئی کی میعاد مین کوئی تضرع اور خوف ظاہر نہ کیا بلکہ پہلے سے بھی زیادہ گستاخ ہو کر بازارون اور کوچون اور شہرون اور دیہات مین توہین اسلام کرنے لگا تب وہ میعاد کے اندر ہی اپنی اس بداعمالی کی وجہ سے پکڑا گیا اور وہ زبان اس کی جو گالی اور بدزبانی مین چھری کی طرح چلتی تھی اسی چھری نے اسکا کام تمام کر دیا +

رہا احمد بیگ کا داماد پس ہر ایک شخص کو معلوم ہے کہ یہ پیشگوئی دو شخصون کی نسبت تھی ایک احمد بیگ کی نسبت اور دوسری اسکے داماد کی نسبت سو ایک حصہ اس پیش گوئی کا میعاد کے اندر ہی پورا ہو گیا یعنی احمد بیگ میعاد کے اندر مر گیا اور اس طرح پر ایک ٹانگ پیشگوئی کی پوری ہو گئی اب دوسری ٹانگ جو باقی ہے اس کی نسبت جو اعتراض ہے افسوس کہ وہ **دیانت** کے ساتھ پیش نہین کیا جاتا اور آج تک کسی معترض کے منہ سے مین نے یہ نہین سنا کہ وہ اس طرح پر اعتراض کرے کہ اگرچہ اس پیش گوئی کا ایک حصہ پورا ہو چکا ہے اور بصدق دل اعتراف کرتے ہین کہ وہ پورا ہوا مگر دوسرا حصہ ابتک پورا نہین ہوا بلکہ یہودیون کی طرح پورا ہونے والا حصہ بالکل مخفی رکھ کر اعتراض کرتے ہین کیا ایسا شیوہ ایمان اور حیا اور راستبازی کے مطابق ہے؟ اب قطع نظر ان کی خائنانہ طرز گفتگو کے جواب یہ ہے کہ یہ پیشگوئی بھی آتھم کی پیش گوئی کی طرح مشروط بشرط ہے یعنے یہ لکھا گیا تھا کہ اس شرط سے وہ میعاد کے اندر پوری ہوگی کہ ان دونون مین سے کوئی شخص خوف اور خشیت ظاہر نہ کرے سو احمد بیگ کو یہ خوفناک علامت پیش نہ آئی اور وہ پیشگوئی کو خلاف واقعہ سمجھتا رہا مگر احمد بیگ کے داماد اور اسکے عزیزون کو یہ

یہ خوفناک حالت پیش آگئی کیونکہ احمد بیگ کی موت نے ان کے دلون پر ایک لرزہ ڈال دیا جیسا کہ انسانی فطرت مین داخل ہی کہ سخت سے سخت انسان نمونہ دیکھنے کے بعد ضرور ہراسان ہو جاتا ہے سو ضرور تھا کہ اسکو بھی مہلت دیجاتی سو یہ تمام اعتراضات جہالت اور نابینائی اور تعصب کیوجہ سے ہین نہ دیانت اور حق طلبی کی وجہ سے جس شخص کے ہاتھ سے ابتک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکے ہین اور ہو رہے ہین کیا اگر ایک یا دو پیش گوئیان اس کی کسی جاہل اور بد فہم اور غبی کو سمجھ مین نہ آوین تو اس سے یہ نتیجہ نکال سکتے ہین کہ وہ تمام پیش گوئیان صحیح نہین ہین یہ بات حتمی وعدہ سے لکھتا ہون کہ اگر کوئی مخالف خواہ عیسائی ہو خواہ مگفتن مسلمان میری پیش گوئیون کے مقابل پر اس شخص کی پیش گوئیون کو جسکا آسمان سے اترنا خیال کرتے ہین صفائی اور یقین اور بداہت کے مرتبہ پر زیادہ ثابت کر سکے تو مین اسکو نقد ایک ہزار روپیہ دینے کو تیار ہون مگر ثابت کرنے کا یہ طریق نہین ہوگا کہ وہ قرآن شریف کو پیش کرے کہ قرآن کریم نے حضرت عیسے علیہ السلام کو نبی مان لیا ہے اور یا اسکو نبی قرار دیدیا ہے کیونکہ اس طرح پر تو مین بھی زور سے دعوے کرتا ہون کہ قرآن شریف میری سچائی کا بھی گواہ ہے تمام قرآن شریف مین کہین یسوع کا لفظ نہین ہے مگر میری نسبت **منکم** کا لفظ موجود ہی اور دوسرے بہت سے علامات موجود ہین بلکہ اس جگہ میرا صرف یہ مطلب ہے کہ قرآن شریف سے قطع نظر کرکے محض میری پیشگوئیون اور یسوع کی پیش گوئیون پر عدالتون کی عام تحقیق کے رنگ مین نظر ڈالی جائے اور دیکھا جائے کہ ان دونون مین سے کونسی پیش گوئیان یا اکثر حصہ ان کا بحکم عقل کمال صفائی سے پورا ہو گیا اور کونسا اس درجہ پر نہین یعنی یہ تحقیقات اور مقابلہ ایسے طور سے ہونا چاہیئے کہ اگر کوئی شخص قرآن شریف سے منکر ہو تو وہ بھی رائے ظاہر کر سکے کہ ثبوت کا پہلو کس طرف ہے +

ماسوا اس کے اس جگہ مجھے افسوس آتا ہے کہ ہمارے مخالف مسلمان تو کہلاتے ہین لیکن اسلام کے اصول سے بیخبر ہین اسلام مین یہ مسلم امر ہے کہ جو پیش گوئی وعید کے متعلق ہو اس کی نسبت ضروری نہین کہ خدا اسکو پورا کرے یعنی جس پیش گوئی کا یہ مضمون ہو کہ کسی شخص یا گروہ پر کوئی بلا پڑے گی اس مین یہی ممکن ہی کہ خدا تعالے اس بلا کو ٹالدے جیسا کہ یونس کی پیش گوئی کو جو چالیس دن تک محدود تھی ٹال دیا لیکن جس پیشگوئی مین وعدہ ہو یعنی کسی انعام اکرام کی نسبت پیشگوئی ہو وہ کسی طرح ٹل نہین سکتی خدا تعالے نے یہ فرمایا ہے کہ **ان اللہ لا یخلف المیعاد** مگر کبھی جگہ یہ نہین فرمایا کہ **ان اللہ لا یخلف الوعید** - پس اس مین راز یہی ہی کہ وعید کی پیش گوئی خوف اور دعا اور صدقہ خیرات سے ٹل سکتی ہی تمام پیغمبرون کا اس پر اتفاق ہی کہ صدقہ اور دعا اور خوف اور خشوع سے وہ بلا جو خدا کے علم مین ہی جو کسی شخص پر آئے گی وہ رد ہو سکتی ہی - اب سوچ لو کہ ہر ایک بلا جو خدا کے

علم مین ہے اگر کسی نبی یا ولی کو اس کی اطلاع دیجاے تو اس کا نام اس وقت پیش گوئی ہوگا جب وہ نبی یا ولی دوسرونکو اس بلا سے اطلاع دے اور یہ ثابت شدہ بات ہی کہ بلا ٹل سکتی ہے۔ پس ضرورتاً یہ نتیجہ نکلا کہ ایسی پیش گوئی کے ظہور مین تاخیر ہو سکتی ہے جو کسی بلا کی پیش خبری کرے۔

پھر ہم اپنے پہلے کلام کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہین کہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب جب قادیان مین آئے تو صرف انکو یہی فائدہ نہ ہوا کہ انہون نے مفصل طور پر میرے دعوے کے دلائل سنے بلکہ ان چند مہینون کے عرصہ مین جو وہ قادیان مین میرے پاس رہے اور ایک سفر جہلم تک بھی میرے ساتھ کیا بعض آسمانی نشان بھی میری تائید مین انہون نے مشاہدہ کئے ان تمام براہین اور انوار اور خوارق کے دیکھنے کی وجہ سے وہ فوق العادت یقین سے بھر گئے اور طاقت بالا اُن کو کھینچ کر لے گئی۔ مین نے ایک موقعہ پر ایک اعتراض کا جواب بھی انکو سمجھایا تھا جس سے وہ بہت خوش ہوئے تھے اور وہ یہ کہ جس حالت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مثیل موسےٰ ہین اور آپکے خلفاء مثیل انبیاء بنی اسرائیل ہین تو پھر کیا وجہ کہ مسیح موعود کا نام احادیث مین نبی کر کے پکارا گیا ہے مگر دوسرے تمام خلفاء کو یہ نام نہین دیا گیا۔ سو مین نے ان کو یہ جواب دیا کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء تھے اور آپکے بعد کوئی نبی نہین تھا۔ اس لئے اگر تمام خلفاء کو نبی کے نام سے پکارا جاتا تو امر ختم نبوت مشتبہ ہو جاتا اور اگر کسی ایک فرد کو بھی نبی کے نام سے نہ پکارا جاتا تو عدم مشابہت کا اعتراض باقی رہ جاتا کیونکہ موسےٰ کے خلفاء نبی ہین۔ اس لئے حکمت الٰہی نے یہ تقاضا کیا۔ کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختم نبوت بھیجا جائے اور ان کا نام نبی نہ رکھا جائے اور یہ مرتبہ انکو نہ دیا جائے تا ختم نبوت پر نشان ہو پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعود کو نبی کے نام سے پکارا جائے تا خلافت کے امر مین دونون سلسلون کی مشابہت ثابت ہو جائے اور ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہین کہ مسیح موعود کی نبوت ظلی طور پر ہے کیونکہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز کامل ہونے کی وجہ سے نفس نبی سے مستفیض ہو کر نبی کہلانے کا مستحق ہو گیا ہی۔ جیسا کہ ایک وحی مین خدا تعالےٰ نے مجھ کو مخاطب کر کے فرمایا تھا۔ **یا احمد جعلت مُرسلا**۔ اے احمد تو مرسل بنایا گیا یعنی جیسے کہ تو بروزی رنگ مین احمد کے نام کا مستحق ہوا۔ حالانکہ تیرا نام **غلام احمد** تھا سو اسی طرح بروز کے رنگ مین نبی کے نام کا مستحق ہی کیونکہ احمد نبی ہی۔ نبوت اس سے منفک نہین ہو سکتی اور ایک دفعہ یہ ذکر آیا کہ احادیث مین ہی کہ مسیح موعود دو زرد رنگ چادرون مین اُتریگا۔ ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ مین ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ مین۔ سو مین نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریون کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ تعبیر کے علم مین زرد کپڑے سے مراد بیماری ہی۔ اور وہ دونون بیماریان مجھ مین ہین یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستون کی بیماری ابھی وہ اسی جگہ تھے کہ بہت سے یقین اور بھاری تبدیلی کی وجہ سے ان پر الہام

اور وحی کا دروازہ کھولا گیا۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کھلے لفظوں میں میری تصدیق کے بارے میں انہوں نے شہادتیں پائیں
جن کی وجہ سے آخرکار انہوں نے اس شہادت کا شربت اپنے لئے منظور کیا جسکے مفصل لکھنے کے لئے اب وقت آگیا ہے۔ یقیناً
یاد رکھو کہ جس طرز سے انہوں نے میری تصدیق کی راہ میں مرنا قبول کیا اس قسم کی موت اسلام کے تیرہ سو برس کے سلسلہ
میں بجز نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اور کسی جگہ نہیں پاؤ گے۔ پس بلاشبہ اس طرح ان کا مرنا اور میری تصدیق میں نقد جان خدا تعالیٰ کے
حوالہ کرنا یہ میری سچائی پر ایک عظیم الشان نشان ہے مگر انکے لئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ انسان شک و شبہ کی حالت میں کب چاہتا
ہے کہ اپنی جان دیدے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو تباہی میں ڈالے۔ پھر عجیب تر یہ کہ یہ بزرگ معمولی انسان نہیں تھا
بلکہ ریاست کابل میں کئی لاکھ کی ان کی اپنی جاگیر تھی اور انگریزی عملداری میں بھی بہت سی زمین تھی۔ اور طاقت
علمی اس درجہ تک تھی کہ ریاست نے تمام مولویوں کا انکو سردار قرار دیا تھا وہ سب سے زیادہ عالم علم قرآن اور حدیث
اور فقہ میں سمجھے جاتے تھے اور نئے امیر کی دستاربندی کی رسم بھی انہیں کے ہاتھ سے ہوتی تھی اور اگر امیر فوت ہو جائے تو
اسکے جنازہ پڑھنے کے لئے بھی وہی مقرر تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں معتبر ذریعہ سے پہنچی ہیں اور ان کی خاص زبان
میں نے سنا تھا کہ ریاست کابل میں پچاس ہزار کے قریب ان کے معتقد اور ارادتمند ہیں جن میں سے بعض ارکان ریاست
بھی تھے۔ غرض یہ بزرگ ملک کابل میں ایک فرد تھا۔ اور کیا علم کے لحاظ سے اور کیا تقوےٰ کے لحاظ سے اور کیا
جاہ اور مرتبہ کے لحاظ سے اور کیا خاندان کے لحاظ سے اس ملک میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اور علاوہ مولوی کے
خطاب کے صاحبزادہ اور اخوند زادہ اور شاہزادہ کے لقب سے اس ملک میں مشہور تھے۔ اور شہید مرحوم ایک بڑا کتبخانہ
حدیث اور تفسیر اور فقہ اور تاریخ کا اپنے پاس رکھتے تھے اور نئی نئی کتابوں کے خریدنے کے لئے ہمیشہ حریص تھے اور ہمیشہ درس
تدریس کا شغل جاری تھا۔ اور صدہا آدمی ان کی شاگردی کا فخر حاصل کرکے مولویت کا خطاب پاتے تھے۔ لیکن
باایں ہمہ کمال یہ تھا کہ بےنفسی اور انکسار میں اس مرتبہ تک پہنچ گئے تھے کہ جب تک انسان فنا فی اللہ نہ ہو یہ مرتبہ نہیں
پاسکتا۔ ہر ایک شخص کسی قدر شہرت اور علم سے محجوب ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں کچھ چیز سمجھنے لگتا ہے اور وہی علم اور
شہرت حق طلبی سے اسکو مانع ہو جاتی ہے مگر یہ شخص ایسا بےنفس تھا کہ باوجودیکہ ایک مجموعہ فضائل کا جامع تھا مگر
تب بھی کسی حقیقت حقہ کے قبول کرنے سے اسکو اپنی علمی اور عملی اور خاندانی وجاہت مانع نہیں ہو سکتی تھی اور
آخر سچائی پر اپنی جان قربان کی۔ اور ہماری جماعت کے لئے ایک ایسا نمونہ چھوڑ گیا جس کی پابندی اصل منشاء خدا
کا ہے۔ اب ہم ذیل میں اس بزرگ کی شہادت کے واقعہ کو لکھتے ہیں کہ کس دردناک طریق سے وہ قتل کیا گیا اور اس
راہ میں کیا استقامت اس نے دکھلائی کہ بجز کامل قوت ایمانی کے اس دار الغرور میں کوئی نہیں دکھلا سکتا اور
بالآخر ہم یہ بھی لکھینگے کہ ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا کیونکہ آج سے تئیس برس پہلے ان کی شہادت اور ان کے ایک شاگرد

کی شہادت کی نسبت خدا تعالے نے مجھے خبر دی تھی جس کو اسی زمانہ مین مین نے اپنی کتاب براہین احمدیہ مین شائع کردیا تھا۔ سو اس بزرگ مرحوم نے نہ فقط وہ نشان دکھلایا جو کامل استقامت کے رنگ مین اس سے ظہور مین آیا بلکہ یہ دوسرا نشان بھی اسکے ذریعہ سے ظاہر ہوگیا جو ایک مدت دراز کی پیش گوئی اس کی شہادت سے پوری ہوگئی جیسا کہ ہم انشاء اللہ اخیر مین اس پیش گوئی کو درج کرین گے۔

واضح ہے کہ براہین احمدیہ کی پیشگوئی مین دو شہادتون کا ذکر ہے اور پہلی شہادت میان عبد الرحمن مولوی صاحب موصوف کے شاگرد کی تھی جس کی تکمیل امیر عبد الرحمن یعنی اس امیر کے باپ سے ہوئی اسلئے ہم بلحاظ ترتیب زمانی پہلے میان عبد الرحمن مرحوم کی شہادت کا ذکر کرتے ہین۔

بیان شہادت میان عبد الرحمن مرحوم شاگرد مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب رئیس اعظم خوست ملک افغانستان

Digitized by Khilafat Library

مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے تخمیناً دو برس پہلے انکے ایما اور ہدایت سے میان عبد الرحمن شاگرد رشید انکے قادیان مین شاید دو یا تین دفعہ آئے اور ہر ایک مرتبہ کئی کئی مہینہ تک رہے اور متواتر صحبت اور تعلیم اور دلائل کے سننے سے انکا ایمان شہدا کا رنگ پکڑ گیا اور آخری دفعہ جب کابل واپس گئے تو وہ میری تعلیم سے پورا حصہ لے چکے تھے اور اتفاقاً ان کی حاضری کے ایام مین بعض کتابین میری طرف سے جہاد کی ممانعت مین چھپی تھین جنسے انکو یقین ہوگیا تھا کہ یہ سلسلہ جہاد کا مخالف ہے پھر ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ مجھ سے رخصت ہو کر پشاور مین پہنچے تو اتفاقاً خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر سے جو پشاور مین تھے اور میرے مریدین ملاقات ہوئی اور انہین دنون مین خواجہ کمال الدین صاحب نے ایک رسالہ جہاد کی ممانعت مین شائع کیا تھا اس سے انکو بھی اطلاع ہوئی اور وہ مضمون ایسا انکے دل مین بیٹھ گیا کہ کابل مین جا کر جابجا انہون نے یہ ذکر شروع کیا کہ انگریزون سے جہاد کرنا درست نہین کیونکہ وہ ایک کثیر گروہ مسلمانون کے حامی ہین اور کئی کروڑ مسلمان امن و عافیت سے انکے زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہین۔ تب یہ خبر رفتہ رفتہ امیر عبد الرحمن کو پہنچ گئی اور یہ بھی بعض شریر پنجابیون نے جو اسکے ساتھ ملازمت کا تعلق رکھتے ہین اس پر ظاہر کیا کہ یہ ایک پنجابی شخص کا مرید ہے جو اپنے تئین مسیح موعود ظاہر کرتا ہے اور اس کی یہ بھی تعلیم ہے کہ انگریزون سے جہاد درست نہین بلکہ اس زمانہ مین قطعاً جہاد کا مخالف ہے تب امیر یہ بات سن کر بہت برافروختہ ہوگیا اور اسکو قید کرنیکا حکم دیا تا مزید تحقیقات سے کچھ زیادہ حال معلوم ہو۔ آخر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ ضرور یہ شخص مسیح قادیانی

کا میدان اور مسئلہ جہاد کا مخالف ہے تب اس مظلوم کو گردن میں کپڑا ڈال کر اور دم بند کر کے شہید کیا گیا۔ کہتے ہیں کہ اس کی شہادت کے وقت بعض آسمانی نشان ظاہر ہوئے ❖

یہ تو میان عبد الرحمٰن شہید کا ذکر ہے اب ہم مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف کی شہادت کا دردناک ذکر کرتے ہیں اور اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ اس قسم کا ایمان حاصل کرنے کے لئے دعا کرتے رہیں۔ کیونکہ جب تک انسان کچھ خدا کا اور کچھ دنیا کا ہے تب تک آسمان پر اُس کا نام مومن نہیں ❖

بیان واقعہ ہائلہ شہادت مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب مرحوم ❖ رئیس اعظم خوست علاقہ کابل غفر اللہ لہ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مولوی صاحب خوست علاقہ کابل سے قادیان میں آکر کئی مہینہ میرے پاس اور میری صحبت میں رہے۔ پھر بعد اسکے جب آسمان پر یہ امر قطعی طور پر فیصلہ پا چکا کہ وہ درجہ شہادت پاویں تو اس کے لئے یہ تقریب پیدا ہوئی کہ وہ مجھ سے رخصت ہو کر اپنے وطن کی طرف واپس تشریف لے گئے۔ اب جیسا کہ معتبر ذرائع سے اور خاص دیکھنے والوں کی معرفت مجھے معلوم ہوا ہے قضاء و قدر سے یہ صورت پیش آئی۔ کہ مولوی صاحب جب سرزمین علاقہ ریاست کابل کے نزدیک پہنچے تو علاقہ انگریزی میں ٹھہر کر بریگیڈیر محمد حسین کوتوال کو جو ان کا شاگرد تھا ایک خط لکھا کہ اگر آپ امیر صاحب سے میرے آنے کی اجازت حاصل کر کے مجھے اطلاع دیں تو امیر صاحب کے پاس بمقام کابل میں حاضر ہو جاؤں۔ بلا اجازت اس لئے تشریف نہ لیگئے کہ وقت سفر امیر صاحب کو یہ اطلاع دی تھی کہ میں حج کو جاتا ہوں مگر وہ ارادہ قادیان میں بہت دیر تک ٹھہرنے سے پورا نہ ہو سکا اور وقت ہاتھ سے جاتا رہا اور چونکہ وہ میری نسبت شناخت کر چکے تھے کہ یہی شخص مسیح موعود ہے اس لئے میری صحبت میں رہنا انکو مقدم معلوم ہوا۔ اور بموجب نص اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول حج کا ارادہ انہوں نے کسی دوسرے سال پر ڈالدیا اور ہر ایک دل اس بات کو محسوس کر سکتا ہے کہ ایک حج کے ارادہ کرنے والے کے لئے اگر یہ بات پیش آجائے کہ وہ اس مسیح موعود کو دیکھ لے جسکا تیرہ سو برس سے اہل اسلام میں انتظار ہے تو بموجب نص صریح قرآن اور احادیث کے وہ بغیر اس کی اجازت کے حج کو نہیں جا سکتا۔ ہاں باجازت اسکے دوسرے وقت میں جا سکتا ہے غرض چونکہ وہ مرحوم سید الشہداء اپنی صحبت کے سبب سے حج نہ کر سکا اور قادیان میں ہی دن گذر گئے تو قبل اسکے کہ وہ سرزمین کابل میں وارد ہوں اور حدود ریاست کے اندر قدم رکھیں احتیاطاً

قرین مصلحت سمجھا کہ انگریزی علاقہ مین رہکر امیر کابل پر اپنی سرگذشت کھول دیجائے کہ اس طرح پر حج کرنے سے معذوری پیش آئی۔ سو انہون نے مناسب سمجھا کہ برگیڈیر محمد حسین کو خط لکھا تا وہ مناسب موقعہ پر اصل حقیقت مناسب لفظون مین امیر کے گوش گذار کردین اور اس خط مین یہ لکھا کہ اگرچہ مین حج کرنے کے لئے روانہ ہوا تھا مگر مسیح موعود کی مجھے زیارت ہو گئی اور چونکہ مسیح کے ملنے کے لئے اور اس کی اطاعت مقدم رکھنے کے لئے خدا اور رسول کا حکم ہے اس مجبوری سے مجھے قادیان مین ٹھہرنا پڑا اور مین نے اپنی طرف سے یہ کام نہ کیا۔ بلکہ قرآن اور حدیث کی رو سے اسی امر کو ضروری سمجھا۔ جب یہ خط برگیڈیر محمد حسین کوتوال کو پہنچا تو اس نے وہ خط اپنے زانو کے نیچے رکھ لیا اور اسوقت پیش نہ کیا مگر اسکے نائب کو جو مخالف اور شریر آدمی تھا کسی طرح پتہ لگ گیا کہ یہ مولوی صاحبزادہ عبد اللطیف صاحب کا خط ہے اور وہ قادیان مین ٹھہرے رہے۔ تب اس نے وہ خط کسی تدبیر سے نکال لیا۔ اور امیر صاحب کے آگے پیش کردیا امیر صاحب نے برگیڈیر محمد حسین کوتوال سے دریافت کیا کہ کیا یہ خط آپکے نام آیا ہے۔ اس نے امیر کے موجودہ غیظ و غضب سے خوف کھا کر انکار کردیا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی صاحب شہید نے کسی دن پہلے خط کے جواب کا انتظار کر کے ایک اور خط بذریعہ ڈاک محمد حسین کوتوال کو لکھا۔ وہ خط افسر ڈاکخانہ نے کھول لیا اور امیر صاحب کو پہنچادیا۔ چونکہ قضاو قدر سے مولوی صاحب کی شہادت مقدر تھی اور آسمان پر وہ برگزیدہ بزمرۂ شہدا داخل ہو چکا تھا اسلئے امیر صاحب نے انکے بلانے کے لئے حکمت عملی سے کام لیا اور ان کی طرف خط لکھا کہ آپ بلا خطرہ چلے آؤ۔ اگر یہ دعوے سچا ہوگا تو مین بھی مرید ہو جاؤن گا۔ بیان کرنے والے کہتے ہین کہ ہمین یہ معلوم نہین کہ خط امیر صاحب نے ڈاک مین بھیجا تھا یا دستی روانہ کیا تھا۔ بہرحال اس خط کو دیکھ کر مولوی صاحب موصوف کابل کیطرف روانہ ہو گئے اور قضاو قدر نے نازل ہونا شروع کردیا۔ راویون نے بیان کیا ہے کہ جب شہید مرحوم کابل کے بازار سے گذرے تو گھوڑے پر سوار تھے اور ان کے پیچھے آٹھ سرکاری سوار تھے اور ان کی تشریف آوری سے پہلے عام طور پر کابل مین مشہور تھا کہ امیر صاحب نے اخوندزادہ صاحب کو دھوکہ دیکر بلایا ہے۔ اب بعد اسکے دیکھنے والون کا یہ بیان ہے۔ کہ جب اخوندزادہ صاحب مرحوم بازار سے گذرے تو ہم اور دوسرے بہت سے بازاری لوگ ساتھ چلے گئے۔ اور یہ بھی بیان کیا کہ آٹھ سرکاری سوار خوست سے ہی ان کے ہمراہ کئے گئے تھے کیونکہ ان کے خوست مین پہنچنے سے پہلے حکم سرکاری ان کے گرفتار کرنے کے لئے حاکم خوست کے نام آچکا تھا غرض جب امیر صاحب کے روبرو پیش کئے گئے تو مخالفون نے پہلے سے ہی ان کے مزاج کو بہت کچھ متغیر کر رکھا تھا اسلئے وہ بہت ظالمانہ جوش سے پیش آئے اور حکم دیا کہ مجھے ان سے بو آتی ہے ان کو فاصلہ پر کھڑا کرو۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد حکم دیا کہ ان کو اُس قلعہ مین جسمین خود امیر صاحب رہتے ہین قید کردو۔ اور زنجیر غراغراب لگادو۔ یہ زنجیر وزنی ایک من چوبیس سیر انگریزی کا ہوتا ہے۔ گردن سے کمر تک گھیر لیتا ہے اور اس مین ہتکڑی بھی شامل ہے اور نیز حکم دیا۔ کہ

پاؤن مین بیڑی وزنی آٹھ سیر انگریزی کی لگادو - پھر اس کے بعد مولوی صاحب مرحوم چار مہینہ قید مین رہے اور اس عرصہ مین کئی دفعہ انکو امیر صاحب کی طرف سے فہمائش ہوئی کہ اگر تم اس خیال سے توبہ کرو کہ قادیانی درحقیقت مسیح موعود ہے تو تمہین رہائی دیجائیگی - مگر ہر ایک مرتبہ انہون نے یہی جواب دیا کہ مین صاحب علم ہون اور حق اور باطل کی شناخت کرنے کی خدا نے مجھے قوت عطا کی ہے مین نے پوری تحقیق سے معلوم کر لیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مسیح موعود ہے - اگرچہ مین جانتا ہون کہ میرے اس پہلو کے اختیار کرنے مین میری جان کی خیر نہین ہے اور میرے اہل و عیال کی بربادی ہے مگر مین اس وقت اپنے **ایمان** کو اپنی جان اور ہر ایک دنیوی راحت پر مقدم سمجھتا ہون - شہید مرحوم نے نہ ایک دفعہ بلکہ قید ہونے کی حالت مین بارہا یہی جواب دیا اور یہ قید انگریزی قید کی طرح نہین تھی جس مین انسانی کمزوری کا کچھ کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے بلکہ ایک سخت قید تھی جس کو انسان موت سے بدتر سمجھتا ہے اس لئے لوگون نے شہید موصوف کی اس استقامت اور استقلال کو نہایت تعجب سے دیکھا اور درحقیقت تعجب کا مقام تھا کہ ایسا جلیل الشان شخص کہ جو کئی لاکھ روپیہ کی ریاست کابل مین جاگیر رکھتا تھا اور اپنے فضائل علمی اور تقوے کی وجہ سے گویا تمام سرزمین کابل کا پیشوا تھا - اور قریباً پچاس برس کی عمر تک تنعم اور آرام مین زندگی بسر کی تھی اور بہت سا اہل و عیال اور عزیز فرزند رکھتا تھا پھر یکدفعہ وہ ایسی سنگین قید مین ڈالا گیا جو موت سے بدتر تھی اور جسکے تصوّر سے بھی انسان کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے ایسا نازک اندام اور نعمتون کا پروردہ انسان وہ اس روح کے گداز کرنے والی قید مین صبر کر سکے اور جان کو ایمان پر فدا کرے - بالخصوص جس حالت مین امیر کابل کی طرف سے بار بار ان کو پیغام پہنچتا تھا کہ اس قادیانی شخص کے تصدیق دعوے سے انکار کر دو تو تم ابھی عزت سے رہا کئے جاوگے - مگر اس قوی الایمان بزرگ نے اس بار بار کے وعدہ کی کچھ بھی پروا نہ کی اور بار بار یہی جواب دیا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ مین ایمان پر دنیا کو مقدم رکھ لون - اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ جسکو مین نے خوب شناخت کر لیا اور ہر ایک طرح سے تسلی کر لی اپنی موت کے خوف سے اسکا انکار کر دون یہ انکار تو مجھ سے نہین ہوگا - مین دیکھ رہا ہون کہ مین نے حق پا لیا اس لئے چند روزہ زندگی کے لئے مجھ سے یہ بے ایمانی نہین ہوگی کہ مین اس ثابت شدہ حق کو چھوڑ دون - مین جان چھوڑنے کے لئے تیار ہون اور فیصلہ کر چکا ہون مگر حق میرے ساتھ جائیگا اس بزرگ کے بار بار کے یہ جواب ایسے تھے کہ سرزمین کابل کبھی ان کو فراموش نہین کریگی اور کابل کے لوگون نے اپنی تمام عمر مین یہ نمونہ ایمانداری اور استقامت کا کبھی نہین دیکھا ہوگا - اس جگہ یہ بھی ذکر کرنیکے لایق ہے کہ کابل کے امیرون کا یہ طریق نہین ہے کہ اسقدر بار بار وعدہ معافی دیکر ایک عقیدہ کے چھوڑانے کے لئے توجہ دلاوین لیکن مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی یہ خاص رعایت اس وجہ سے تھی کہ وہ ریاست کابل کا گویا ایک بازو تھا اور ہزارہا انسان اُسکے معتقد تھے اور جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہین وہ امیر کابل کی نظر مین اسقدر منتخب عالم فاضل تھا کہ تمام علماء مین آفتاب کی طرح سمجھا جاتا تھا پس ممکن ہے کہ امیر کو بجائے خود یہ رنج بھی ہو کہ ایسا برگزیدہ انسان علماء کے اتفاق رائے سے ضرور قتل

کیا جائے گا۔ اور یہ تو ظاہر ہے کہ آج کل ایک طور سے عنان حکومت کابل کی مولویون کے ہاتھ مین ہے اور جس بات پر مولوی لوگ اتفاق کرلین پھر ممکن نہین کہ امیر اسکے برخلاف کچھ کر سکے پس یہ امر قرین قیاس ہے کہ ایک طرف اس امیر کو مولویون کا خوف تھا اور دوسری طرف شہید مرحوم کو بیگناہ دیکھتا تھا ایسی ہی وجہ ہے کہ وہ قید کی تمام مدت مین یہی ہدایت کرتا رہا کہ آپ اس شخص قادیانی کو مسیح موعود مت مانین اور اس عقیدہ سے توبہ کرین تب آپ عزت کے ساتھ رہا کر دیئے جاؤ گے اور اسی نیت سے اس نے شہید مرحوم کو اس قلعہ مین قید کیا تھا جس قلعہ مین وہ آپ رہتا تھا تا متواتر فہمایش کا موقعہ ملتا رہے۔ اور اس جگہ ایک اور بات لکھنے کے لایق ہے اور دراصل وہی ایک بات ہے جو اس بلا کی موجب ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ عبدالرحمان شہید کے وقت سے یہ بات امیر اور مولویون کو خوب معلوم تھی کہ قادیانی جو مسیح موعود کا دعوے کرتا ہے جہاد کا سخت مخالف ہے اور اپنی کتابون مین بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ اس زمانہ مین تلوار کا جہاد درست نہین اور اتفاق سے اس امیر کے باپ نے جہاد کے واجب ہونے کے بارے مین ایک رسالہ لکھا تھا جو میرے شائع کردہ رسالون کے بالکل مخالف ہے اور پنجاب کے شرانگیز بعض آدمی جو اپنے تئین موحد یا اہل حدیث کے نام سے موسوم کرتے تھے امیر کے پاس پہنچ گئے تھے غالباً ان کی زبانی امیر عبدالرحمن نے جو امیر حال کا باپ تھا میری ان کتابون کا مضمون سن لیا ہوگا اور عبدالرحمٰن شہید کے قتل کی بھی یہی وجہ ہوئی تھی کہ امیر عبدالرحمٰن نے خیال کیا تھا کہ یہ اس گروہ کا انسان ہے جو لوگ جہاد کو حرام جانتے ہین اور یہ بات یقینی ہے کہ قضا و قدر کی کشش سے مولوی عبداللطیف مرحوم سے بھی یہ غلطی ہوئی کہ اس قید کی حالت مین بھی جتلا دیا کہ اب یہ زمانہ جہاد کا نہین اور وہ مسیح موعود جو درحقیقت مسیح ہے اس کی یہی تعلیم ہے کہ اب یہ زمانہ دلائل کے پیش کرنے کا ہے تلوار کے ذریعہ سے مذہب کو پھیلانا جائز نہین اور اب اس قسم کا بودہ ہرگز بارور نہین ہوگا بلکہ جلد خشک ہو جائیگا۔ چونکہ شہید مرحوم سچ کے بیان کرنے مین کسی کی پروا نہین کرتے تھے اور درحقیقت انکو سچائی کے پھیلانے کے وقت اپنی موت کا بھی اندیشہ نہ تھا اسلئے ایسا الفاظ انکے منہ سے نکل گئے اور عجیب بات یہ ہے کہ ان کے بعض شاگرد بیان کرتے ہین کہ جب وہ وطن کی طرف روانہ ہوئے تو بار بار کہتے تھے کہ کابل کی زمین اپنی اصلاح کے لئے میرے خون کی محتاج ہے اور درحقیقت وہ سچ کہتے تھے کیونکہ سرزمین کابل مین اگر ایک کروڑ اشتہار شائع کیا جاتا اور دلائل قویہ سے میرا مسیح موعود ہونا ان مین ثابت کیا جاتا تو ان اشتہارات کا ہرگز ایسا اثر نہ ہوتا جیسا کہ اس شہید کے خون کا ہوا۔ کابل کی سرزمین پر یہ خون اس تخم کی مانند پڑا ہے جو تھوڑے عرصہ مین بڑا درخت بن جاتا ہے اور ہزار ہا پرندے اس پر اپنا بسیرا لیتے ہین۔ اب ہم اس دردناک واقعہ کا باقی حصہ اپنی جماعت کیلئے لکھ کر اس مضمون کو ختم کرتے ہین۔ اور وہ یہ ہے کہ جب چار مہینے قید کے گذر گئے۔ تب امیر نے اپنے روبرو شہید مرحوم کو بلا کر پھر اپنی عام کچہری مین توبہ کے لئے فہمائش کی۔ اور بڑے زور سے رغبت دی کہ اگر تم اب بھی قادیانی کی تصدیق اور اسکے اصولون کی تصدیق سے میرے روبرو انکار کرو تو تمہاری جان بخشی کی جائیگی اور تم عزت کے ساتھ چھوڑے جاؤ گے۔ شہید مرحوم نے جواب دیا کہ یہ تو غیر ممکن ہے کہ مین سچائی سے توبہ

کردون ۔اس دنیا کے حکام کا عذاب تو موت تک ختم ہو جاتا ہے لیکن مین اس سے ڈرتا ہون جس کا عذاب کبھی ختم نہین ہو سکتا ہان
چونکہ مین سچ پر ہون اسلئے مین چاہتا ہون کہ ان مولویون سے جو میرے عقیدہ کے مخالف ہین میری بحث کرائی جائے اگر مین
دلائل کے رو سے جھوٹا نکلا تو مجھے سزا دیجائے راوی اس قصہ کے کہتے ہین کہ ہم اس گفتگو کے موجود تھے امیر نے اس بات
کو پسند کیا اور مسجد شاہی مین خان ملا خان اور آٹھ مفتی بحث کے لئے منتخب کیے گئے اور ایک لاہوری ڈاکٹر جو خود پنجابی ہونیکی
وجہ سے سخت مخالف تھا بطور ثالث کے مقرر کر کے بھیجا گیا بحث کے وقت مجمع کثیر تھا اور دیکھنے والے کہتے ہین کہ ہم اس
بحث کے وقت موجود تھے مباحثہ تحریری تھا صرف تحریر ہوتی تھی اور کوئی بات حاضرین کو سنائی نہین جاتی تھی اسلئے
اس مباحثہ کا کچھ حال معلوم نہین ہوا۔ سات بجے صبح سے تین بجے سہ پہر تک مباحثہ جاری رہا۔ پھر جب عصر کا آخری وقت
ہوا تو کفر کا فتوے لگایا گیا اور آخر بحث مین شہید مرحوم سے یہ بھی پوچھا گیا کہ اگر مسیح موعود یہی قادیانی شخص ہے تو پھر تم عیسے
علیہ السلام کی نسبت کیا کہتے ہو کیا وہ واپس دنیا مین آئینگے یا نہین تو انہون نے بڑی استقامت سے جواب دیا کہ حضرت
عیسے ؑ فوت ہو چکے ہین اب وہ ہرگز واپس نہین آئینگے قرآن کریم انکے مرنے اور واپس نہ آنیکا گواہ ہے تب تو وہ لوگ ان
مولویون کی طرح جنہون حضرت عیسی کی بات کو سن کر اپنے کپڑے پھاڑ دیئے تھے گالیان دینے لگے اور کہا اب اس شخص کے
کفر مین کیا شک رہا اور بڑی غضبناک حالت مین یہ کفر کا فتوے لکھا گیا۔ پھر بعد اسکے اخوندزادہ حضرت شہید مرحوم اسی طرح
پا بزنجیر ہونیکی حالت مین قید خانہ مین بھیجے گئے اور اس جگہ یہ بات بیان کرنے سے رہ گئی ہے کہ جب شہزادہ مرحوم کی ان بد قسمت
مولویون سے بحث ہو رہی تھی تب آٹھ آدمی برہنہ تلوارین لیکر شہید مرحوم کے سر پر کھڑے تھے۔ پھر بعد اسکے وہ فتوے کفر
رات کے وقت امیر صاحب کی خدمت مین بھیجا گیا اور یہ چالاکی کی گئی کہ مباحثہ کے کاغذات ان کی خدمت مین عمداً نہ بھیجے گئے
اور نہ عوام پر ان کا مضمون ظاہر کیا گیا۔ یہ صاف اس بات پر دلیل تھی کہ مخالف مولوی شہید مرحوم کے ثبوت پیش کردہ
کا کوئی رد نہ کر سکے۔ مگر افسوس امیر پر کہ اسنے کفر کے فتوے پر ہی حکم لگا دیا اور مباحثہ کے کاغذ طلب نہ کئے حالانکہ اسکو
چاہیئے تو یہ تھا کہ اس عادل حقیقی سے ڈر کر جس کی طرف عنقریب تمام دولت و حکومت کو چھوڑ کر واپس جائیگا خود
مباحثہ کے وقت ہوتا۔ بالخصوص جبکہ وہ خوب جانتا تھا کہ اس مباحثہ کا نتیجہ ایک معصوم بیگناہ کی جان ضائع کرنا ہے تو اس
صورت مین مقتضا خدا ترسی کا یہی تھا کہ بہرحال اُفتان و خیزان اس مجلس مین جاتا اور نیز چاہیئے تھا کہ قبل ثبوت
کسی جرم کے اس شہید مظلوم پر یہ سختی روا نہ رکھتا کہ ناحق ایک مدت تک قید کے عذاب مین انکو رکھتا اور زنجیرون اور
ہتھکڑیون کے شکنجہ مین اسکو دبایا جاتا۔ اور ساٹھ سپاہی برہنہ شمشیرونکے ساتھ اسکے سر پر کھڑے کیے جاتے اور اس طرح
ایک عذاب اور رُعب مین ڈالکر اسکو ثبوت دینے سے روکا جاتا۔ پھر اگر اس نے ایسا نہ کیا تو عادلانہ حکم دینے کے لئے یہ لازم
فرض تھا کہ کاغذات مباحثہ کو اپنے حضور مین طلب کرتا بلکہ پہلے سے یہ تاکید کر دیتا کہ کاغذات مباحثہ کے میرے پاس بھیجدیئے

چاہئیں اور نہ صرف اس بات پر کفایت کرتا کہ آپ ان کاغذات کو دیکھتا بلکہ چاہئے تھا کہ سرکاری طور پر ان کاغذات کو چھپوا دیتا کہ دیکھو کیسے یہ شخص ہمارے مولویوں کے مقابل پر مغلوب ہو گیا اور کچھ ثبوت قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے بارہ میں اور نیز جہاد کی ممانعت میں اور حضرت مسیحؑ کے فوت ہونیکے بارہ میں نہ دے سکا۔ ہائے وہ معصوم اس کی نظر کے سامنے ایک بکرے کی طرح ذبح کیا گیا اور باوجود صادق ہونیکے اور باوجود پورا ثبوت دینے کے اور باوجود ایسی استقامت کے کہ صرف اولیاء کو دیجاتی ہے۔ پھر بھی اسکا پاک جسم پتھروں سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا اور اس کی بیوی اور اسکے یتیم بچوں کو خوست سے گرفتار کر کے بڑی ذلت اور عذاب کے ساتھ کسی اور جگہ حراست میں بھیجا گیا۔ اے نادان! کیا مسلمانوں میں اختلاف مذہب اور رائے کی یہی سزا ہوا کرتی ہے۔ تو نے کیا سوچ کر یہ خون کر دیا۔ سلطنت انگریزی جو اس امیر کی نگاہ میں اور نیز اسکے مولویوں کے خیال میں ایک کافر کی سلطنت ہے کس قدر مختلف فرقے اس سلطنت کے زیر سایہ رہتے ہیں۔ کیا اب تک اس سلطنت نے کسی مسلمان یا ہندو کو اس قصور کی بنا پر پھانسی دیدیا کہ اس کی رائے پادریوں کی رائے کے مخالف ہے۔ ہائے افسوس آسمان کے نیچے یہ بڑا ظلم ہوا کہ ایک بے گناہ معصوم باوجود صادق ہونیکے باوجود اہل حق ہونیکے اور باوجود اسکے کہ وہ ہزارہا معزز لوگوں کی شہادت سے تقوے اور طہارت کے پاک پیرایہ سے مزین تھا۔ اس طرح بیرحمی سے محض اختلاف مذہب کی وجہ سے مارا گیا۔ اس امیر سے وہ گورنر ہزارہا درجہ اچھا تھا جس نے ایک مخبری پر حضرت مسیح کو گرفتار کر لیا تھا یعنے پیلاطوس جسکا آج تک انجیلوں میں ذکر موجود ہے کیونکہ اس نے یہودیوں کے مولویوں کو جبکہ انہوں نے حضرت مسیح پر کفر کا فتوے لکھ کر یہ درخواست کی کہ اسکو صلیب دیجائے یہ جواب دیا کہ اس شخص کا میں کوئی گناہ نہیں دیکھتا۔ افسوس اس امیر کو کم سے کم اپنے مولویوں سے یہ تو پوچھنا چاہئے تھا کہ یہ سنگساری کا فتوے کس قسم کے کفر پر دیا گیا۔ اور اس اختلاف کو کیوں کفر میں داخل کیا گیا اور کیوں انہیں یہ نہ کہا گیا کہ تمہارے فرقوں میں خود اختلاف بہت ہے کیا ایک فرقہ کو چھوڑ کر دوسروں کو سنگسار کرنا چاہئے جس امیر کا یہ طریق اور یہ عدل ہے نہ معلوم وہ خدا کو کیا جواب دیگا *

بعد اس کے فتوے کفر لگا کر شہید مرحوم قید خانہ میں بھیجا گیا۔ صبح روز شنبہ کو شہید موصوف کو سلام خانہ یعنے خاص مکان دربار امیر صاحب میں بلایا گیا۔ اسوقت بھی بڑا مجمع تھا۔ امیر صاحب جب ارک یعنی قلعہ سے نکلے تو راستہ میں شہید مرحوم ایک جگہ بیٹھے تھے ان کے پاس ہو کر گذرے اور پوچھا کہ اخوندزادہ صاحب کیا فیصلہ ہوا۔ شہید مرحوم کچھ نہ بولے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ ان لوگوں نے ظلم پر کمر باندھی ہے۔ مگر سپاہیوں میں سے کسی نے کہا کہ ملامت ہو گیا یعنے کفر کا فتوے لگ گیا۔ پھر امیر صاحب جب اپنے اجلاس پر آئے تو اجلاس میں بیٹھتے ہی پہلے اخوندزادہ صاحب مرحوم کو بلایا۔ اور کہا کہ آپ پر کفر کا فتوے لگ گیا ہے۔ اب کہو کہ کیا توبہ کرو گے یا سزا پاؤ گے تو انہوں نے صاف لفظوں میں انکار کیا اور کہا کہ میں حق سے توبہ نہیں کر سکتا کیا میں جان کے خوف سے باطل کو مان لوں یہ مجھ سے نہیں ہوگا۔ تب امیر نے

دوبارہ توبہ کے لئے کہا اور توبہ کی حالت مین بہت امید دی اور وعدہ معافی دیا مگر شہید موصوف نے بڑے زور سے انکار کیا اور کہا کہ مجھ سے یہ امید مت رکھو کہ مین سچائی سے توبہ کرون - ان باتون کو بیان کرنیوالے کہتے ہین کہ یہ سُنی سنائی باتین نہین بلکہ ہم خود اس مجمع مین موجود تھے اور مجمع کثیر تھا شہید مرحوم ہر ایک فہمایش کا زور سے انکار کرتا تھا اور وہ اپنے لئے فیصلہ کر چکا تھا کہ ضرور ہے کہ مین اس راہ مین جان دون - تب اس نے یہ بھی کہا کہ مین بعد قتل چھ روز تک پھر زندہ ہو جاؤنگا - یہ راقم کہتا ہے کہ یہ قول وحی الٰہی کی بنا پر ہوگا جو اسوقت ہوئی ہوگی کیونکہ اس وقت شہید مرحوم منقطعین مین داخل ہو چکا تھا اور فرشتے اس سے مصافحہ کرتے تھے تب فرشتون سے یہ خبر پاکر ایسا اسنے کہا اور اس قول کے یہ معنے تھے کہ وہ زندگی جو اولیاء اور ابدال کو دیجاتی ہے چھ روز تک مجھے مل جائیگی اور قبل اس کے جو خدا کا دن آوے یعنے ساتوان دن مین زندہ ہو جاؤنگا اور یاد رہے کہ اولیاء اللہ اور وہ خاص لوگ جو خدا تعالیٰ کی راہ مین شہید ہوتے ہین وہ چند دنون کے بعد پھر زندہ کیے جاتے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء یعنے تم انکو مردے مت خیال کرو جو اللہ کی راہ مین قتل کیے جاتے ہین وہ تو زندے ہین پس شہید مرحوم کا اسی مقام کی طرف اشارہ تھا - اور مین نے ایک کشفی نظر مین دیکھا کہ ایک درخت سرو کی ایک بڑی لمبی شاخ جو نہایت خوبصورت اور سرسبز تھی ہمارے باغ مین سے کاٹی گئی ہے اور وہ ایک شخص کے ہاتھ مین ہے تو کسی نے کہا کہ اس شاخ کو اس زمین مین جو میرے مکان کے قریب ہے اس بیری کے پاس لگا دو جو اس سے پہلے کاٹی گئی تھی اور پھر دوبارہ اُگے گی اور ساتھ ہی مجھے یہ وحی الٰہی ہوئی کہ کابل سے کاٹا گیا اور سیدھا ہماری طرف آیا - اس کی مین نے یہ تعبیر کی کہ تخم کی طرح شہید مرحوم کا خون زمین پر پڑا ہے اور وہ بہت بارور ہو کر ہماری جماعت کو بڑھا دیگا - اس طرف مین نے یہ خواب دیکھا اور اس طرف شہید مرحوم نے کہا کہ چھ روز تک مین زندہ کیا جاؤنگا میرا خواب اور شہید مرحوم کے اس قول کا مآل ایک ہی ہے - شہید مرحوم نے مر کر میری جماعت کو ایک نمونہ دیا ہے اور درحقیقت میری جماعت ایک بڑے نمونہ کی محتاج تھی ابتک ان مین ایسے بھی پائے جاتے ہین کہ جو شخص ان مین سے ادنیٰ خدمت بجا لاتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ اس نے بڑا کام کیا ہے اور قریب ہے کہ میرے پر احسان رکھے حالانکہ خدا کا اس پر احسان ہے کہ اس خدمت کے لئے اس نے اسکو توفیق دی بعض ایسے ہین کہ پورے زور اور پورے صدق سے اس طرف نہین آئے اور جس قوت ایمان اور انتہا درجہ کے صدق و صفا کا وہ دعوے کرتے ہین آخر تک اس پر قائم نہین رہ سکتے اور دنیا کی محبت کے لئے دین کو کھو دیتے ہین اور کسی ادنیٰ امتحان کی بھی برداشت نہین کر سکتے - خدا کے سلسلے مین داخل ہو کر ان کی دنیا داری کم نہین ہوتی لیکن خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ایسے بھی ہین کہ وہ سچے دل سے ایمان لائے اور سچے دل سے اس طرف کو اختیار کیا اور اس راہ کے لئے ہر ایک دکھ اٹھانے کیلئے تیار ہین لیکن جس نمونہ کو اس جوانمرد نے ظاہر کر دیا ابتک وہ قوتین اس جماعت کی مخفی ہین خدا سب کو وہ ایمان سکھاوے اور وہ استقامت بخشے جسکا اس شہید مرحوم نے نمونہ پیش کیا ہے یہ دنیوی زندگی جو شیطانی حملونکے

ساتھ ملی ہوئی ہے کامل انسان بننے سے روکتی ہے اور اس سلسلہ مین بہت داخل ہونگے مگر افسوس کہ تھوڑے ہین کہ یہ نمونہ دکھلاینگے

پھر ہم اصل واقعہ کی طرف رجوع کر کے لکھتے ہین کہ جب شہید مرحوم نے ہر ایک مرتبہ توبہ کرنے کی فہمایش پر توبہ کرنے سے انکار کیا تو امیر نے ان سے مایوس ہو کر اپنے ہاتھ سے ایک لمبا چوڑا کاغذ لکھا۔ اور اس مین مولویون کا فتوے درج کیا اور اس مین یہ لکھا کہ ایسے کافر کی سنگسار کرنا سزا ہے تب وہ فتوے اخوندزادہ مرحوم کے گلے مین لٹکا دیا گیا۔ اور پھر امیر نے حکم دیا کہ شہید مرحوم کے ناک مین چھید کر کے اس مین رسی ڈالدیجائے۔ اور اسی رسی سے شہید مرحوم کو کھینچ کر مقتل یعنی سنگسار کرنے کی جگہ تک پہنچایا جائے چنانچہ اس ظالم امیر کے حکم سے ایسا ہی کیا گیا اور ناک کو چھید کر سخت عذاب کے ساتھ اس مین رسی ڈالی گئی۔ تب اس رسی کے ذریعہ سے شہید مرحوم کو نہایت ٹھٹھے ہنسی اور گالیون اور لعنت کے ساتھ مقتل تک لے گئے۔ اور امیر اپنے تمام مصاحبون کے ساتھ مع قاضیون مفتیون اور دیگر اہلکارون کے یہ دردناک نظارہ دیکھتا ہوا مقتل تک پہنچا۔ اور شہر کی ہزارہا مخلوق جنکا شمار کرنا مشکل ہے اس تماشا کے دیکھنے کیلئے گئی جب مقتل پر پہنچے تو شاہزادہ مرحوم کو کمر تک زمین مین گاڑ دیا اور پھر اس حالت مین جبکہ وہ کمر تک زمین مین گاڑ دئے گئے تھے امیر ان کے پاس گیا اور کہا کہ اگر تو قادیانی سے جو مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتا ہے انکار کرے تو اب بھی مین تجھے بچالیتا ہون۔ اب تیرا آخری وقت ہے اور یہ آخری موقعہ ہے جو تجھے دیا جاتا ہے اور اپنی جان اور اپنے عیال پر رحم کر۔ تب شہید مرحوم نے جواب دیا کہ نعوذ باللہ سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے اور جان کیا حقیقت ہے اور عیال و اطفال کیا چیز ہین جن کے لئے مین ایمان کو چھوڑ دون مجھ سے ایسا ہرگز نہین ہوگا اور مین حق کے لئے مرونگا۔ تب قاضیون اور فقیہون نے شور مچایا کہ کافر ہے کافر ہے اسکو جلد سنگسار کرو۔ اس وقت امیر اور اسکا بھائی نصر اللہ خان اور قاضی اور عبد الاحد کمیدان یہ لوگ سوار تھے اور باقی تمام پیادہ تھے جب ایسی نازک حالت مین شہید مرحوم نے بار بار کہدیا کہ مین ایمان کو جان پر مقدم رکھتا ہون تب امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر تم چلاؤ کہ تم نے کفر کا فتوے لگایا ہے۔ قاضی نے کہا کہ آپ بادشاہ وقت ہین آپ چلاوین۔ تب امیر نے جواب دیا کہ شریعت کے تم ہی بادشاہ ہو اور تمہارا ہی فتوے ہے اس مین میرا کوئی دخل نہین۔ تب قاضی نے گھوڑے سے اتر کر ایک پتھر چلایا جس پتھر سے شہید مرحوم کو زخم کاری لگا اور گردن جھک گئی۔ بعد اسکے بدقسمت امیر نے اپنے ہاتھ سے پتھر چلایا۔ پھر کیا تھا اس کی پیروی سے ہزارون پتھر اس شہید پر پڑنے لگے اور کوئی حاضرین مین سے ایسا نہ تھا جس نے اس شہید مرحوم کی طرف پتھر نہ پھینکا ہو یہان تک کہ کثرت پتھرون سے شہید مرحوم کے سر پر ایک کوٹھہ پتھرون کا جمع ہو گیا پھر امیر نے واپس ہوتے وقت کہا کہ یہ شخص کہتا تھا کہ مین چھ روز تک زندہ ہو جاؤنگا اس پر چھ روز تک پہرہ رہنا چاہیئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہ ظلم یعنی سنگسار کرنا ۱۴ جولائی کو وقوع مین آیا۔ اس بیان مین اکثر حصہ ان لوگون کا ہے جو اس سلسلہ کے مخالف تھے جنہون نے یہ بھی اقرار کیا کہ ہم نے بھی پتھر مارے تھے اور بعض ایسے آدمی بھی اس بیان مین داخل ہین کہ شہید مرحوم کے پوشیدہ شاگرد تھے معلوم ہوتا ہے

کہ یہ واقعہ اس سے زیادہ دردناک ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے کیونکہ امیر کے ظلم کو پورے طور پر ظاہر کرنا کسی نے روا نہیں رکھا اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہت سے خطوط کے مشترک مطلب سے ہم نے خلاصۃً لکھا ہے۔ ہر ایک قصہ میں اکثر مبالغہ ہوتا ہے لیکن یہ قصہ ہے کہ لوگوں نے امیر سے ڈر کر اُسکا ظلم پورا پورا بیان نہیں کیا اور بہت سی پردہ پوشی کرنی چاہی۔ شاہزادہ عبد اللطیف کے لئے جو **شہادت** مقدر تھی وہ ہو چکی۔ اب ظالم کا پاداش باقی ہے **انہ من یأت ربہ مجرما فان لہ جہنم لا یموت فیہا ولا یحییٰ**۔ افسوس کہ یہ امیر زیر آیت **من یقتل مومنا متعمدا** داخل ہو گیا اور ایک ذرہ خدا تعالےٰ کا خوف نہ کیا۔ اور مومن بھی ایسا مومن کہ اگر کابل کی تمام سرزمین میں اس کی نظیر تلاش کیجائے تو تلاش کرنا لاحاصل ہے ایسے لوگ اکسیر احمر کے حکم میں ہیں جو صدق دل سے ایمان اور حق کیلئے جان بھی فدا کرتے ہیں اور زن و فرزند کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے۔ **اے عبد اللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تو نے میری زندگی میں ہی اپنے صدق کا نمونہ دکھایا**۔ اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہینگے میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کرینگے +

آن جوان مرد و حبیب کردگار — جوہر خود کرد آخر آشکار
نقد جان از بہر جانان باختہ — دل ازین فانی سرا پرداختہ

پُرخطر ہست این بیابان حیات — صد ہزاران اژدہا ئش در جہات
صد ہزاران آتشے تا آسمان — صد ہزاران سیل خونخوار و دمان

صد ہزاران فرسخے تا کوے یار — دشت پُرخار و بلائش صد ہزار
بنگر این شوخی ازان شیخ عجم — این بیابان کرد طے از یک قدم

این چنین باید خدا را بندۂ — سر پئے دلدار خود افگندۂ
او پئے دلدار از خود مردہ بود — از پئے تریاق زہرے خوردہ بود

تا نوشد جام این زہرے کسے — کے رہائی یابد از مرگ آن خسے
زیر این موت است پنہان صد حیات — زندگی خواہی بنوش جام ممات

تو گشتی بندۂ حرص و ہوا — این طلب در نفس دونِ تو کجا
دل بدین دنیائے دون آویختی — آبروازبہر عیسان ریختی

صد ہزاران فوج شیطان در نشست — تا بسوزد در جہنم چون خسے
از پئے امید یا بہر خطر — مے شود ایمان تو زیر و زبر

از برائے این سرائے بے وفا — مے نہی دین خدا را زیر پا
دین بود دین فدائے آن نگار — اے سیہ باطن ترا بادین چکار

پست ہستی لاف استعلا مزن — در گلیم خویش بیرون پا مزن
خویشتن را نیک اندیشیدۂ — اے ہلاک اللہ چہ بد فہمیدۂ

خوش نگردد دلستان از قیل و قال — تا نمیری زندگی باشد محال
کبر و کین را ترک کن اے بد خصال — تا بتابد بر تو نورِ ذوالجلال

این چنین بالا زبالا چون پری — یا مگر زان ذات بیچون منکری
کاخ دنیا را چہ دیدا ستی بنا — گت خوش شت افتاد این فانی سرا

دل چرا غافل بہ بندد اندرین — ناگہان باید شدن بیرون ازین
از پئے دنیا بُریدن از خدا — بس ہمین باشد نشان اشقیا

چون شود بخشائش حق بر کسے — دل نہ ماند بر بنا ئش بسے
خوشترش آید بیابان تباہ — تا در و نالد ز بہر دلستان

پیش از مردن بمیرد حق شناس — زانکہ محکم نیست دنیا را اساس
ہوش کن این جائیگاہ ہے فنا ست — باخدا ئے باش چون آخر خدا ست

زہر قاتل گر بدست خود خوری	من چسان دانم کہ تو دانشوری	ببین کہ این عبد اللطیف پاک مرد	چون پئے حق خویشتن برباد کرد
جان بصدق آن دلستان دادہ است	تاکنون در سنگہا افتادہ است	این بود رسم رہ صدق و وفا	این بود مردان حق را انتہا
از پئے آن زندہ از خود فانی اند	جان فشان بر مسلک ربانی اند	فارغ افتادہ ز نام و عز و جاہ	دل ز کف وز فرق افتادہ کلاہ
دور تر از خود بہ یار آمیختہ	آبرو از بہر روئے ریختہ	ذکر شان ہم می دہد یاد از خدا	صدق ورزان در جناب کبریا
گر بجوئی این چنین ایمان بود	کار ہر جوئندگان آسان بود	لیک تو افتادہ در دنیا اسیر	تا نمیری کے رہی زین دار و گیر
تا نمیری اے سگ دنیا پرست	دامن آن یار کے آید بدست	نیست شو تا بر تو فیضانے رسد	جان بیفشان تا دگر جانے رسد
تو گذاری عمر خود در کبر و کین	چشم بستہ از رہ صدق و یقین	نیک دل با نیکوان دارد سرے	بر گہر تف می زند بد گوہرے
ہست دین تخم فنا را کاشتن	وز سر ہستی قدم برداشتن	چون بیفتی یاد صد درد و نفیر	کس ہمی خیزد کہ گردد دستگیر
باخبر را دل تپد بر بے خبر	رحم بر کورے کند اہل بصر	ہمچنین قانون قدرت اوفتاد	مر ضعیفان را قوی آرد بیاد

اپنی جماعت کے لئے بعض نصایح

اے میری جماعت خدا تعالےٰ آپ لوگوں کے ساتھ ہو وہ قادر کریم آپ لوگوں کو سفر آخرت کے لئے ایسا تیار کرے جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب تیار کئے گئے تھے۔ خوب یاد رکھو کہ دنیا کچھ چیز نہیں ہے لعنتی ہے وہ زندگی جو محض دنیا کے لئے ہے اور بد قسمت ہے وہ جسکا تمام ہم و غم دنیا کیلئے ہے ایسا انسان اگر میری جماعت میں ہے تو وہ عبث طور پر میری جماعت میں اپنے تئیں داخل کرتا ہے کیونکہ وہ اس خشک ٹہنی کی طرح ہے جو پھل نہیں لائے گی +

اے سعادتمند لوگو تم زور کے ساتھ اس تعلیم میں داخل ہو جو تمہاری نجات کے لئے مجھے دی گئی ہے تم خدا کو واحد لاشریک سمجھو اور اسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو۔ نہ آسمان میں سے نہ زمین میں سے خدا اسباب کے استعمال سے تمہیں منع نہیں کرتا لیکن جو شخص خدا کو چھوڑ کر اسباب ہی پر بھروسہ کرتا ہے وہ مشرک ہے قدیم سے خدا کہتا چلا آیا ہے کہ پاک دل بننے کے سوا نجات نہیں سو تم پاک دل بن جاؤ اور نفسانی کینوں اور غصوں سے الگ ہو جاؤ انسان کے نفس امارہ میں کئی قسم کی پلیدیاں ہوتی ہیں مگر سب سے زیادہ تکبر کی پلیدی ہے اگر تکبر نہ ہوتا تو کوئی شخص کافر نہ رہتا سو تم دل کے مسکین بنجاؤ عام طور پر بنی نوع کی ہمدردی کرو جبکہ تم انہیں بہشت دلانے کیلئے وعظ کرتے ہو سو یہ وعظ تمہارا کب صحیح ہو سکتا ہے اگر تم اس چند روزہ دنیا میں ان کی بدخواہی کرو خدا تعالےٰ کے فرایض کو دلی خوف سے بجا لاؤ کہ تم ان سے پوچھے جاؤ گے نمازوں میں بہت دعا کرو کہ تا خدا تمہیں اپنی طرف کھینچے اور تمہارے دلوں کو صاف کرے کیونکہ انسان کمزور ہے ہر ایک بدی

جو دور ہوتی ہے وہ خدا تعالیٰ کی قوت سے دور ہوتی ہے اور جب تک انسان خدا سے قوت نہ پاوے کسی بدی کے دور کرنے پر قادر نہیں ہو سکتا اسلام صرف یہ نہیں ہے کہ رسم کے طور پر اپنے تئیں کلمہ گو کہلاؤ بلکہ اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ تمہاری روحیں خدا تعالیٰ کے آستانہ پر گر جائیں اور خدا اور اسکے احکام ہر ایک پہلو کے رو سے تمہاری دنیا پر تمہیں مقدم ہو جائیں۔

اے میری عزیز جماعت یقیناً سمجھو کہ زمانہ اپنے آخر کو پہنچ گیا ہے اور ایک صریح انقلاب نمودار ہو گیا ہے سو اپنی جانوں کو دھوکہ مت دو اور بہت جلد راستبازی میں کامل ہو جاؤ قرآن کریم کو اپنا پیشوا پکڑو اور ہر ایک بات میں اس سے روشنی حاصل کرو اور حدیثوں کو بھی ردّی کی طرح مت پھینکو کہ وہ بڑی کام کی ہیں اور بڑی محنت سے ان کا ذخیرہ تیار ہوا ہے لیکن جب قرآن کے قصوں سے حدیث کا کوئی قصہ مخالف ہو تو ایسی حدیث کو چھوڑ دو تا گمراہی میں نہ پڑو۔ قرآن شریف کو بڑی حفاظت سے خدا تعالیٰ نے تمہارے تک پہنچایا ہے سو تم اس پاک کلام کا قدر کرو اس پر کسی چیز کو مقدم نہ سمجھو کہ تمام راست روی اور راستبازی اسی پر موقوف ہے کسی شخص کی باتیں لوگوں کے دلوں میں اسی حد تک مؤثر ہوتی ہیں جس حد تک اس شخص کی معرفت اور تقوے پر لوگوں کو یقین ہوتا ہے

اب دیکھو خدا نے اپنی حجت کو تم پر اس طرح پر پورا کر دیا ہے کہ میرے دعوے پر ہزار ہا دلائل قائم کر کے تمہیں یہ موقعہ دیا ہے کہ تا تم غور کرو کہ وہ شخص جو تمہیں اس سلسلہ کی طرف بلاتا ہے وہ کس درجہ کی معرفت کا آدمی ہے اور کسقدر دلائل پیش کرتا ہے اور تم کوئی عیب افترا یا جھوٹ یا دغا کا میری پہلی زندگی پر نہیں لگا سکتے تا تم یہ خیال کرو کہ جو شخص پہلے سے جھوٹ اور افترا کا عادی ہے یہ بھی اس نے جھوٹ بولا ہوگا کون تم میں ہے جو میری سوانح زندگی میں کوئی نکتہ چینی کر سکتا ہے پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتدا سے مجھے تقوے پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے یہ ایک دلیل ہے +

پھر ماسوا اسکے میرے خدا نے عین صدی کے سر پر مجھے مامور فرمایا اور جس قدر دلائل میرے سچا ماننے کے لئے ضروری تھے وہ سب دلائل تمہارے لئے مہیا کر دئے اور آسمان سے لیکر زمین تک میرے لئے نشان ظاہر کئے اور تمام نبیوں نے ابتدا سے آج تک میرے لئے خبریں دی ہیں پس اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو اسقدر دلائل اسمیں کبھی جمع نہ ہو سکتے علاوہ اسکے خدا تعالیٰ کی تمام کتابیں اس بات پر گواہ ہیں کہ مفتری کو خدا جلد پکڑتا ہے۔ اور نہایت ذلت سے ہلاک کرتا ہے مگر تم دیکھتے ہو کہ میرا دعوے منجانب اللہ ہونیکا تیئیس برس سے بھی زیادہ کا ہے جیسا کہ براہین احمدیہ کے پہلے حصہ پر نظر ڈالکر تم سمجھ سکتے ہو پس ہر ایک عقلمند سوچ سکتا ہے کہ کیا کبھی خدا کی یہ عادت ہوئی اور جب سے انسان کو اس نے پیدا کیا ہے کیا کبھی اس نے ایسا کام کیا کہ جو شخص ایسا بد طینت اور چالاک اور گستاخ اور مفتری ہے کہ تیئیس برس تک ہر روز نئے دن اور نئی رات میں خدا تعالیٰ پر افترا کر کے ایک نئی وحی اور نیا الہام اپنے دل سے تراشتا ہے اور پھر لوگوں کو یہ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی نازل ہوئی ہے اور خدا تعالیٰ بجائے اسکے کہ ایسے شخص کو ہلاک کرے اپنے زبردست نشانوں سے اس کی تائید کرے اسکے دعوے کے ثبوت کیلئے آسمان پر چاند اور سورج کو پیشگوئی کے موافق گرہن میں ڈالے اور اس طرح پر وہ پیشگوئی جو پہلی کتابوں اور قرآن شریف اور حدیثوں میں

اور خود اس کی کتاب براہین احمدیہ مین تھی پوری کرکے دنیا مین دکھاوے اور سچون کی طرح عین صدی کے سر پر اسکو مبعوث کرے اور عین صلیبی غلبہ کے وقت مین جس کے لئے کاسر صلیب مسیح موعود آنا چاہئے تھا اسکو اس دعوے کے ساتھ کھڑا کردے اور ہر ایک قدم مین اس کی تائید کرے اور دس لاکھ سے زیادہ اس کی تائید مین نشان دکھاوے اور اسکو دنیا مین عزت دے اور زمین پر اس کی قبولیت پھیلادوے اور صدہا پیشگوئیان اسکے حق مین پوری کرے اور نبیون کے مقرر کردہ زمانون مین جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے مقرر ہین اسکو پیدا کرے اور اس کی دعائین قبول فرماوے اور اسکے بیان مین تاثیر ڈالدے اور ایسا ہی ہر ایک پہلو سے اس کی تائید کرے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور ناحق عمداً اس پر افترا کر رہا ہے کیا بتا سکتے ہو کہ یہ کرم وفضل کا معاملہ پہلے مجھ سے خداتعالے نے کسی مفتری سے کیا +

پس اے بندگانِ خدا غافل مت ہو اور شیطان تمہین وساوس مین نہ ڈالے یقیناً سمجھو کہ یہ وہی وعدہ پورا ہوا ہے جو قدیم سے خدا کے پاک نبی کرتے آئے ہین آج خدا کے مرسل اور شیطان کا آخری جنگ ہے اور یہ وہی وقت اور وہی زمانہ ہے جیسا کہ دانیال نبی نے بھی اس کی طرف اشارہ کیا تھا مین ایک فضل کی طرح اہل حق کے لئے آیا پر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا اور مجھے کافر اور دجال ٹھیرایا گیا اور بے ایمانون مین سے مجھے سمجھا گیا اور ضرور تھا کہ ایسا ہی ہوتا تا وہ پیشگوئی پوری ہوتی جو آیت غیر المغضوب علیہم کے اندر مخفی ہے کیونکہ خدا نے منعم علیہم کا وعدہ کرکے اس آیت مین بتا دیا ہے کہ اس امت مین وہ یہودی بھی ہونگے جو یہود کے علماء سے مشابہ ہونگے جنہون نے حضرت عیسےٰ کو سولی دینا چاہا اور جنہون نے عیسےٰ کو کافر اور دجال اور ملحد قرار دیا تھا اب سوچو کہ یہ کس بات کی طرف اشارہ تھا اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود اس امت مین سے آنیوالا ہے اسلئے اسکے زمانہ مین یہود کے رنگ کے لوگ بھی پیدا کئے جائین گے جو اپنے زعم مین علماء کہلائینگے سو آج تمہارے ملک مین وہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ اگر یہ علماء موجود نہ ہوتے تو اب تک تمام باشندے اس ملک کے جو مسلمان کہلاتے ہین مجھے قبول کرلیتے پس تمام منکرونکا گناہ ان لوگون کی گردن پر ہے یہ لوگ راستبازی کے محل مین نہ آپ داخل ہوتے ہین نہ کم فہم لوگون کو داخل ہونے دیتے ہین کیا کیا مکر ہین جو کر رہے ہین اور کیا کیا منصوبے ہین جو اندر ہی اندر انکے گھرون مین ہو رہے ہین مگر کیا وہ خدا پر غالب آجائینگے اور کیا وہ اس قادر مطلق کے ارادہ کو روک دینگے جو تمام نبیون کی زبانی ظاہر کیا گیا ہے وہ اس ملک کے شریر امیرون اور بدقسمت دولتمند دنیادارون پر بھروسہ رکھتے ہین مگر خدا کی نظر مین وہ کیا ہین صرف ایک مرے ہوئے کیڑے +

اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اسکی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکون مین پھیلادیگا اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر انکو غلبہ بخشیگا وہ دن آتے ہین بلکہ قریب ہین کہ دنیا مین صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائیگا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ مین نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالیگا اور ہر ایک کو

جو اسکے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہی نامراد رہیگا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہیگا۔ یہانتک کہ قیامت آجائیگی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہین تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہین جس سے ٹھٹھا نہین کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۔

پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہی کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہی مگر ایسا آدمی جو تمام لوگون کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اسکے ساتھ ہون اس سے کون ٹھٹھا کریگا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہی کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہی یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہین اترے گا ہمارے سب مخالف جو اب زندہ موجود ہین وہ تمام مرینگے اور کوئی ان مین سے عیسے بن مریم کو آسمان سے اترتے نہین دیکھے گا اور پھر انکی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان مین سے بھی کوئی آدمی عیسے بن مریم کو آسمان سے اترتے نہین دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہین دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلون مین گھبراہٹ ڈالیگا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ مین آگئی مگر مریم کا بیٹا عیسے ابتک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یکدفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہوجائینگے اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہین ہوگی کہ عیسے کے انتظار کرنیوالے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہوکر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑینگے اور دنیا مین ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا مین تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہون سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہین جو اس کو روک سکے ۔

اور یہ خیال مت کرو کہ آریہ یعنے ہندو دیانندی مذہب والے کچھ چیز ہین وہ صرف اس زنبور کی طرح ہین جس مین بجز نیش زنی کے اور کچھ نہین۔ وہ نہین جانتے کہ توحید کیا چیز ہے اور روحانیت سے سراسر بے نصیب ہین عیب چینی کرنا اور خدا کے پاک رسولون کو گالیان دینا ان کا کام ہی اور بڑا کمال ان کا یہی ہی کہ شیطانی وساوس سے اعتراضات کے ذخیرے جمع کر رہے ہین اور تقوے اور طہارت کی روح ان مین نہین یاد رکھو کہ بغیر روحانیت کے کوئی مذہب چل نہین سکتا اور مذہب بغیر روحانیت کے کچھ بھی چیز نہین جس مذہب مین روحانیت نہین اور جس مذہب مین خدا کے ساتھ مکالمہ کا تعلق نہین اور صدق و صفا کی روح نہین اور آسمانی کشش اسکے ساتھ نہین اور فوق العادت تبدیلی کا نمونہ اسکے پاس نہین وہ مذہب مردہ ہے۔ اس سے مت ڈرو۔ ابھی تم مین سے لاکھون اور کروڑون انسان زندہ ہونگے کہ اس مذہب کو نابود ہوتے دیکھ لوگے کیونکہ یہ مذہب آریا کا زمین سے ہے نہ آسمان سے اور زمین کی باتین پیش کرتا ہی نہ آسمان کی پس تم خوش ہو اور خوشی سے اچھلو کہ خدا تمہارے ساتھ ہی اگر تم صدق اور ایمان پر قائم رہوگے تو فرشتے تمہین تعلیم دینگے اور آسمانی سکینت تم پر اترے گی اور روح القدس سے مدد دئے جاؤگے اور خدا ہر ایک قدم مین تمہارے ساتھ ہوگا اور کوئی تم پر غالب نہین ہو سکے گا۔ خدا کے فضل کی صبر سے انتظار کرو گالیان سنو اور چپ رہو۔ مارین کھاؤ اور صبر کرو

اور حضرت المقدور بدی کے مقابلہ سے پرہیز کرو تا آسمان پر تمہاری قبولیت لکھی جاوے یقیناً یاد رکھو کہ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور دل ان کے خدا کے خوف سے پگھل جاتے ہیں انہیں کے ساتھ خدا ہوتا ہے اور وہ انکے دشمنوں کا دشمن ہو جاتا ہے دنیا صادق کو نہیں دیکھتی پر خدا جو علیم و خبیر ہے وہ صادق کو دیکھ لیتا ہے پس اپنے ہاتھ سے اسکو بچاتا ہے کیا وہ شخص جو سچے دل سے تم سے پیار کرتا ہے اور سچ مچ تمہارے لئے مرنے کو بھی تیار ہوتا ہے اور تمہارے منشاء کے موافق تمہاری اطاعت کرتا ہے اور تمہارے لئے سب کچھ چھوڑتا ہے کیا تم اس سے پیار نہیں کرتے اور کیا تم اسکو سب سے عزیز نہیں سمجھتے پس جبکہ تم انسان ہو کر پیار کے بدلہ پیار کرتے ہو پھر کیونکر خدا نہیں کریگا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ واقعی اسکا وفادار دوست کون ہے اور کون غدّار اور دنیا کو مقدم رکھنے والا ہے سو تم اگر ایسے وفادار ہو جاؤ گے تو تم میں اور تمہارے غیروں میں خدا کا ہاتھ ایک فرق قائم کر کے دکھلائیگا ۔

ذکر اس پیشگوئی کا جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ میں درج ہے مع اس پیشگوئی کے جو براہین کے صفحہ ۵۱۰ میں مندرج ہے یعنی وہ پیشگوئی جو صاحبزادہ مولوی محمد عبد اللطیف صاحب مرحوم اور میاں عبد الرحمن مرحوم کی شہادت کی نسبت ہے اور وہ پیش گوئی جو میرے محفوظ رہنے کی نسبت ہے

واضح ہو کہ براہین احمدیہ کے صفحہ پانچسو دش ۵۱۰ اور صفحہ پانچسو گیارہ ۵۱۱ میں یہ پیش گوئیاں ہیں۔

وان لم یعصمک الناس یعصمک اللہ من عندہ یعصمک اللہ من عندہ وان
لم یعصمک الناس۔ شاتان تذبحان۔ وکل من علیہا فان۔ ولا تہنوا ولا تحزنوا الیس اللہ بکافٍ
عبدہ۔ الم تعلم ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر۔ وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا۔ وفی اللہ اجرک۔ ویرضی
عنک ربک۔ ویتم اسمک۔ وعسٰی ان تحبوا شیئًا وہو شر لکم۔ وعسٰی ان تکرہوا شیئًا وہو خیر لکم واللہ
یعلم وانتم لا تعلمون ۔

ترجمہ۔ اگرچہ لوگ تجھے قتل ہونے سے نہ بچائیں لیکن خدا تجھے بچائیگا۔ خدا تجھے ضرور قتل ہونے سے بچائیگا اگرچہ لوگ نہ بچائیں یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ لوگ تیرے قتل کے لئے سعی اور کوشش کرینگے خواہ اپنے طور سے اور خواہ گورنمنٹ کو دھوکہ دیکر مگر خدا

ان کو ان کی تدبیرون مین نامراد رکھیگا - یہ ارادہ الٰہی اس غرض سے ہے کہ اگرچہ قتل ہونا مومن کیلئے شہادت ہے لیکن عادت اللہ اسی طرح ہے کہ دو قسم کے مرسل من اللہ قتل نہین ہوا کرتے (۱) ایک وہ نبی جو سلسلہ کے اول پر آتے ہین جیسا کہ سلسلہ موسویہ مین حضرت موسےٰ اور سلسلہ محمدیہ مین ہمارے سید و مولے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (۲) دوسرے وہ نبی اور مامور من اللہ جو سلسلہ کے آخر مین آتے ہین جیسے کہ سلسلہ موسویہ مین حضرت عیسےٰ اور سلسلہ محمدیہ مین یہ عاجز - یہی راز ہے کہ جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت قرآن شریف مین **یعصمک اللہ** کی بشارت ہے ایسا ہی اس خدا کی وحی مین میرے لئے **یعصمک اللہ** کی بشارت ہے اور سلسلہ کے اول اور آخر کے مرسل کو قتل سے محفوظ رکھنا اس حکمت الٰہی کے تقاضا سے ہے - کہ اگر اول سلسلہ کا مرسل جو صدر سلسلہ ہے شہید کیا جائے تو عوام کو اس مرسل کی نسبت بہت شبہات پیدا ہو جاتے ہین کیونکہ ہنوز وہ اس سلسلہ کی پہلی اینٹ ہوتا ہے پس اگر سلسلہ کی بنیاد پڑتے ہی اس سلسلہ پر یہ پتھر پڑین کہ جو بانی سلسلہ ہے وہی قتل کیا جائے تو یہ ابتلا عوام کی برداشت سے برتر ہوگا اور ضرور وہ شبہات مین پڑینگے اور ایسے بانی کو نعوذ باللہ مفتری قرار دینگے مثلاً اگر حضرت موسےٰ فرعون کے روبرو جا کر اسی روز قتل کئے جاتے یا ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس روز جس دن قتل کیلئے مکہ مین آپ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تھا - کافرونکے ہاتھ سے شہید کئے جاتے تو شریعت اور سلسلہ کا وہین خاتمہ ہو جاتا اور بعد اسکے کوئی نام بھی نہ لیتا - پس یہی حکمت تھی کہ باوجود ہزارون جانی دشمنون کے نہ حضرت موسےٰ شہید ہو سکے اور نہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم شہید ہو سکے - اور اگر آخر سلسلہ کا مرسل شہید کیا جائے تو عوام کی نظر مین خاتمہ سلسلہ پر ناکامی اور نامرادی کا داغ لگایا جائے گا اور خدا تعالےٰ کا منشا یہ ہے کہ خاتمہ سلسلہ کا فتح اور کامیابی کے ساتھ ہو - کیونکہ حکم خواتیم پر ہوتا ہے اور خدا تعالےٰ کا منشا ہرگز نہین ہے کہ خاتمہ سلسلہ پر دشمن ملعون کو کوئی خوشی پہنچے جیسا کہ اس کا منشا نہین ہے کہ سلسلہ کی ابتدا مین ہی پہلی اینٹ کے ٹوٹنے سے ہی دشمن یعنی خوشی سے بغلین بجاوین پس اس لئے حکمت الٰہیہ نے سلسلہ موسویہ کے آخر مین حضرت عیسےٰ کو صلیب کی موت سے بچا لیا اور سلسلہ محمدیہ کے آخر مین بھی اسی غرض سے کوشش کی گئی یعنی خون کا دعوے کیا گیا تا مہدی مسیح کو صلیب پر کھینچا جائے - مگر خدا کا فضل پہلے مسیح کی نسبت بھی اس مسیح پر زیادہ جلوہ نما ہوا اور سزائے موت سے اور ہر ایک سزا سے محفوظ رکھا غرض چونکہ اول اور آخر سلسلہ کے دو دیوارین ہین - اور دو پشتیبان ہین - اس لئے عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اول سلسلہ اور آخر سلسلہ کے مرسل کو قتل سے محفوظ رکھتا ہے اگرچہ شریر اور خبیث آدمی بہت کوشش کرتے ہین کہ قتل کر دیوین مگر خدا کا ہاتھ انکے ساتھ ہوتا ہے - بعض وقت نادان دشمن دھوکہ سے یہ خیال کرتا ہے کہ کیا مین نیک نہین ہون اور کیا مین نماز اور روزہ کا پابند نہین جیسا کہ یہود کے فقیہون اور فریسیونکو یہی خیال تھا بلکہ بعض ان مین سے حضرت عیسے کے وقت مین ملہم ہونیکا بھی دعوے کرتے تھے - مگر ایسا نادان یہ نہین جانتا کہ جو خدا کے صادق بندے ہوتے ہین اور گہرے تعلق

اس کے ساتھ رکھتے ہین- وہ اس صدق اور وفا اور محبت الہیہ سے رنگین ہوتے ہین کہ خداتعالیٰ کو ان کا ساتھ دینا پڑتا ہے اوران کے دشمن کو ہلاک کرتا ہے جیسا کہ بلعم نے تکبر اور غرور سے یہ خیال کیا کہ کیا موسےٰ مجھ سے بہتر ہے مگر موسےٰ کا خدا کے ساتھ ایک تعلق تھا جسکو لفظ ادا نہین کرسکتے اور جو بیان کرنے مین نہین آسکتا اس لئے اندھا بلعم اس تعلق سے بیخبر رہا اور جو اپنے سے بہت بڑا تھا اسکا مقابلہ کرکے مارا گیا- سو ہمیشہ یہ امر واقع ہوتا ہے کہ جو خدا کے خاص حبیب اور وفادار بندے ہین ان کا صدق خدا کے ساتھ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ یہ دنیادار اندھے اسکو دیکھ نہین سکتے- اس لئے ہر ایک سجادہ نشینون اور مولویون مین سے انکے مقابلہ کے لئے اٹھتا ہے اور وہ مقابلہ اس سے نہین بلکہ خدا سے ہوتا ہے بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ جس شخص کو خدا نے ایک عظیم الشان غرض کے لئے پیدا کیا ہے اور جسکے ذریعہ سے خدا چاہتا ہے کہ ایک بڑی تبدیلی دنیا مین ظاہر کرے ایسے شخص کو چند جاہل اور بزدل اور خام اور ناتمام اور بیوفا زاہدون کی خاطر سے ہلاک کردے اگر دو کشتیون کا باہم ٹکراؤ ہو جائے جن مین سے ایک کشتی ایسی ہے کہ اس مین بادشاہ وقت جو عادل اور کریم الطبع اور فیاض اور سعید النفس ہے معہ اپنے خاص ارکان کے سوار ہے- اور دوسری ایسی ہے جس مین چند چوہڑے یا چمار یا سانسی بدمعاش بدوضع بیٹھے ہین اور ایسا موقع آپڑا ہے کہ ایک کشتی کا بچاؤ اس مین ہے کہ دوسری کشتی معہ اسکے سوارونکے تباہ کیجائے تو اب بتلاؤ کہ اسوقت کونسی کارروائی بہتر ہوگی- کیا اس بادشاہ عادل کی کشتی تباہ کی جائیگی یا ان بدمعاشون کی کشتی کہ جو حقیر وذلیل ہین تباہ کردیجائے گی مین تمہین سچ سچ کہتا ہون کہ بادشاہ کی کشتی بڑی زور اور حمایت سے بچائی جائے گی- اوران چوہڑون چمارون کی کشتی تباہ کردی جائے گی اور وہ بالکل لاپرواہی سے ہلاک کردئے جائینگے اورانکے ہلاک ہونے مین خوشی ہوگی کیونکہ دنیا کو بادشاہ عادل کے وجود کی بہت ضرورت ہے اور اسکا مرنا ایک عالم کا مرنا ہے- اگر چند چوہڑے اور چمار مرگئے توان کی موت سے کوئی خلل دنیا کے انتظام مین نہین آسکتا پس خدا کی یہی سنت ہے کہ جب اسکے مرسلون کے مقابل پر ایک اور فریق کھڑا ہو جاتا ہے تو گو وہ اپنے خیال مین کیسے ہی اپنے تئین نیک قرار دیتا ہے انہین کو خداتعالےٰ تباہ کرتا ہے اور انہین کی ہلاکت کا وقت آجاتا ہے کیونکہ وہ نہین چاہتا کہ جس غرض کے لئے اپنے کسی مرسل کو مبعوث فرماتا ہے اسکو ضائع کرے کیونکہ اگر ایسا کرے تو پھر وہ خود اپنی غرض کا دشمن ہوگا- اور پھر زمین پر اس کی کون عبادت کرے گا- دنیا کثرت کو دیکھتی ہے اور خیال کرتی ہے کہ یہ فریق بہت بڑا ہے- سو یہ اچھا ہے اور نادان خیال کرتا ہے کہ یہ لوگ ہزارون لاکھون مساجد مین جمع ہوتے ہین کیا یہ برے ہین- مگر خدا کثرت کو نہین دیکھتا وہ دلون کو دیکھتا ہے خدا کے خاص بندون مین محبت الٰہی اور صدق اور وفا کا ایک ایسا خاص نور ہوتا ہے کہ اگر مین بیان کرسکتا تو بیان کرتا لیکن مین کیا بیان کرون جب سے دنیا ہوئی اس راز کو کوئی نبی یا رسول بیان نہین کرسکا- خدا کے باوفا بندون کی اسی طور سے آستانہ الٰہی پر روح گرتی ہے کہ کوئی لفظ ہمارے پاس نہین کہ اس کیفیت کو دکھلا سکے +

اب بعد اسکے بقیہ ترجمہ کرکے اس مضمون کو ختم کرتا ہون- خداتعالےٰ فرماتا ہے کہ اگرچہ مین تجھے قتل سے بچاؤن گا

مگر تیری جماعت مین سے دو بکریان ذبح کی جاینگی اور ہر ایک جو زمین پر ہے آخر فنا ہوگا یعنے بیگناہ اور معصوم ہونے کی حالت مین قتل کیجائینگی۔ یہ خدا تعالےٰ کی کتابون مین محاورہ ہے کہ بیگناہ اور معصوم کو بکرے یا بکری سے تشبیہ دیجاتی ہے اور کبھی گائیون سے بھی تشبیہ دیجاتی ہے سو خدا تعالےٰ نے اس جگہ انسان کا لفظ چھوڑ کر بکری کا لفظ استعمال کیا کیونکہ بکری مین دو ہنر ہین وہ دودھ بھی دیتی ہے اور پھر اسکا گوشت بھی کھایا جاتا ہے اور یہ پیشگوئی شہید مرحوم مولوی محمد عبد اللطیف اور انکے شاگرد عبد الرحمن کے بارہ مین ہے کہ جو براہین احمدیہ کے لکھے جاتے کے بعد پورے تئیس برس بعد پوری ہوئی اب تک لاکھون کروڑون انسانون نے اس پیشگوئی کو میری کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۱ مین پڑھا ہوگا اور ظاہر ہے کہ جیسا کہ ابھی مین نے لکھا ہے بکری کی صفتون مین سے ایک دودھ دینا ہے اور ایک اسکا گوشت ہے جو کھایا جاتا ہے یہ دونون بکری کی صفتین مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی شہادت سے پوری ہوئین کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے مباحثہ کے وقت انواع اقسام کے معارف اور حقایق بیان کر کے مخالفون کو دودھ دیا گو بدقسمت مخالفون نے وہ دودھ نہ پیا اور پھینکدیا اور پھر شہید مرحوم نے اپنی جان کی قربانی سے اپنا گوشت دیا اور خون بہایا تا مخالف اس گوشت کو کھاوین اور اس خون کو پیوین یعنے محبت کے رنگ مین اور اس طرح اس پاک قربانی سے فائدہ اٹھاوین اور سوچ لین کہ جس مذہب اور جس عقیدہ پر وہ قائم ہین اور جس پر انکے باپ دادے مر گئے کیا ایسی قربانی کبھی انہون نے کی کیا ایسا صدق اور اخلاص کبھی کسی نے دکھلایا۔ کیا ممکن ہے کہ جبتک انسان یقین سے بھر کر خدا کو نہ دیکھے وہ ایسی قربانی دیسکے۔ بیشک ایسا خون اور ایسا گوشت ہمیشہ حق کے طالبونکو اپنی طرف دعوت کرتا رہیگا جبتک کہ دنیا ختم ہوجاوے۔ غرض چونکہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کو ان دو صفتون کی وجہ سے بکری سے بہت مشابہت تھی اور میان عبد الرحمن بھی بکری سے مشابہت رکھتا تھا اسلئے انکو بکری کے نام سے یاد کیا گیا اور چونکہ خدا تعالےٰ جانتا تھا کہ اس راقم اور اس کی جماعت پر اس ناحق کے خون سے بہت صدمہ گذریگا اس لئے اس وحی کے مابعد آنیوالے فقرون مین تسلی اور عزا پرسی کے رنگ مین کلام نازل فرمایا جو ابھی عربی مین لکھ چکا ہون جسکا یہ ترجمہ ہے کہ اس مصیبت اور اس سخت صدمہ سے تم غمگین اور اداس مت ہو کیونکہ اگر دو آدمی تم مین سے مارے گئے تو خدا تمہارے ساتھ ہے وہ دو کے عوض ایک قوم تمہارے پاس لائیگا اور وہ اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔ کیا تم نہین جانتے کہ خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اور یہ لوگ جو ان دو مظلومونکو شہید کرینگے ہم تجھ کو ان پر قیامت مین گواہ لائینگے اور کس گناہ سے انہون نے شہید کیا تھا اور خدا تیرا اجر دیگا اور تجھ سے راضی ہوگا اور تیرے نام کو پورا کریگا۔ یعنے احمد کے نام کو جسکے یہ معنے ہین کہ خدا کی بہت تعریف کرنیوالا اور وہی شخص خدا کی بہت تعریف کرتا ہے جسپر خدا کے انعام اکرام بہت نازل ہوتے ہین پس مطلب یہ ہے کہ خدا تجھ پر انعام اکرام کی بارش کریگا اسلئے تو سب سے زیادہ اسکا ثناخوان ہوگا۔ تب تیرا نام جو احمد ہے پورا ہو جائیگا۔ پھر بعد اسکے فرمایا کہ ان شہیدون کے مارے جانیسے غم مت کرو۔ ان کی

شہادت مین حکمت الٰہی ہے اور بہت باتین ہین جو تم چاہتے ہو کہ وہ وقوع مین آوین۔ حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا نہین ہوتا اور بہت امور ہین جو تم چاہتے ہو کہ وہ واقع نہ ہون حالانکہ ان کا واقع ہونا تمہارے لئے اچھا ہوتا ہے اور خدا خوب جانتا ہے کہ تمہارے لئے کیا بہتر ہے۔ مگر تم نہین جانتے اس تمام وحی الٰہی مین یہ سمجھایا گیا ہے کہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف مرحوم کا اس بیرحمی سے مارا جانا اگرچہ ایسا امر ہے کہ اسکے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے (وما رءینا ظلماً اغیظ من ہذا) لیکن اس خون مین بہت برکات ہین کہ بعد مین ظاہر ہونگے اور کابل کی زمین دیکھ لیگی کہ یہ خون کیسے کیسے پھل لائیگا یہ خون کبھی ضائع نہین جائیگا۔ پہلے اس سے غریب عبد الرحمن میری جماعت کا ظلم سے مارا گیا اور خدا چپ رہا مگر اس خون پر اب وہ چپ نہین رہیگا اور بڑے بڑے نتائج ظاہر ہونگے۔ چنانچہ سنا گیا ہے کہ جب شہید مرحوم کو ہزارون پتھرون سے قتل کیا گیا تو انہین دنون مین سخت ہیضہ کابل مین پھوٹ پڑا اور بڑے بڑے ریاست کے نامی اسکا شکار ہو گئے اور بعض امیر کے رشتہ دار اور عزیز بھی اس جہان سے رخصت ہوئے مگر ابھی کیا ہے۔ یہ خون بڑی بیرحمی کے ساتھ کیا گیا ہے اور آسمان کے نیچے ایسے خون کی اس زمانہ مین نظیر نہین ملے گی۔ ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بیدردی سے قتل کرکے اپنے تئین تباہ کر لیا۔ اے کابل کی زمین تو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا۔ اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی کہ تو اس ظلم عظیم کی جگہ ہے +

ایک جدید کرامت مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی

جب مین نے اس کتاب کو لکھنا شروع کیا تو میرا ارادہ تھا کہ قبل اس کے جو ۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء کو بمقام گورداسپور ایک مقدمہ پر جاؤن جو ایک مخالف کیطرف سے فوجداری مین میرے پر دائر ہے یہ رسالہ تالیف کر لون اور اسکو ساتھ لے جاؤن۔ تو ایسا اتفاق ہوا کہ مجھے درد گردہ سخت پیدا ہوا مین نے خیال کیا کہ یہ کام ناتمام رہ گیا صرف دو چار دن ہین اگر مین اسی طرح درد گردہ مین مبتلا رہا جو ایک مہلک بیماری ہے تو یہ تالیف نہین ہو سکے گی۔ تب خدا تعالےٰ نے مجھے دعا کی طرف توجہ دلائی مین نے رات کے وقت مین جبکہ تین گھنٹے کے قریب بارہ بجنے کے بعد رات گذر چکی تھی اپنے گھر کے لوگون سے کہا کہ اب مین دعا کرتا ہون تم آمین کہو۔ سو مین نے اسی دردناک حالت مین صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کے تصور سے دعا کی کہ یا الٰہی اس مرحوم کے لئے مین اسکو لکھنا چاہتا تھا تو ساتھ ہی مجھے غنودگی ہوئی اور الہام ہوا۔ **سلام قولاً من رب رحیم** ۔ یعنے سلامتی اور عافیت ہے یہ خدائے رحیم کا کلام ہے۔ پس قسم ہے مجھے اس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ ابھی صبح کے چھ نہین بجے تھے کہ مین بالکل تندرست ہو گیا اور اسی روز نصف کے قریب کتاب کو لکھ لیا۔ فالحمد للہ علےٰ ذالک +

ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کے لئے

اگرچہ مین خوب جانتا ہون کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالتمین ہین یہانتک کہ بعض کو اپنے وعدون پر بھی ثابت رہنا مشکل ہو لیکن جب مین اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہون جو صاحبزادہ مولوی محمد عبد اللطیف مرحوم سے ظہور مین آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت امید بڑھ جاتی ہو کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ مین قربان کر گئے اس خدا کا صریح یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت مین پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی روح رکھتے ہون۔ اور ان کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہون جیسا کہ مین نے کشفی حالت مین واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ مین سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی* اور مین نے کہا کہ اس شاخ کو زمین مین دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو مین نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالے بہت سے انکے قائمقام پیدا کر دیگا۔ سو مین یقین رکھتا ہون کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جائے گی۔ مگر ابھی تک یہ حال ہو کہ اگر مین ایک تھوڑی سی بات بھی اس سلسلہ کے قائم رکھنے کیلئے جماعت کے آگے پیش کرتا ہون تو ساتھ ہی میرے دل مین خیال آتا ہو کہ مبادا اس بات سے کسی کو ابتلا پیش نہ آوے۔ اب ایک ضروری بات جو اپنی جماعت کے آگے پیش کرنا چاہتا ہون یہ ہو کہ مین دیکھتا ہون کہ لنگر خانہ کے لئے جسقدر میری جماعت وقتاً فوقتاً مدد کرتی رہتی ہے وہ قابل تعریف ہے ہان اس مد مین پنجاب نے بہت حصہ لیا ہوا ہے اسکا سبب یہ ہے کہ پنجاب کے لوگ اکثر میرے پاس آتے جاتے ہین۔ اور اگر دلون مین غفلت کی وجہ سے کوئی سختی آ جائے تو صحبت اور پے در پے ملاقات کے اثر سے وہ سختی بہت جلد دور ہوتی رہتی ہے اس لئے پنجاب کے لوگ خاصکر بعض افراد ان کی محبت اور صدق اور اخلاص مین ترقی کرتے جاتے ہین اور اسی وجہ سے ہر ایک ضرورت کے وقت وہ بڑی سرگرمی دکھلاتے ہین اور سچی اطاعت کے آثار ان سے ظاہر ہوتے ہین اور یہ ملک دوسرے ملکون سے نسبتاً کچھ نرم دل بھی ہو باایہمہ انصاف سے دور ہوگا اگر مین تمام دور کے مریدونکو ایسے ہی سمجھ لون کہ وہ ابھی اخلاص اور سرگرمی سے کچھ حصہ نہین رکھتے کیونکہ صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف جس نے جان نثاری کا یہ نمونہ دکھایا وہ بھی تو دور کی زمین کا رہنے والا تھا جس کے صدق اور وفا اور اخلاص اور استقامت کے آگے پنجاب کے بڑے بڑے مخلصونکو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہو اور کہنا پڑتا ہو کہ وہ ایک شخص تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے بڑھ گیا اسیطرح بعض دور دراز ملک کے مخلص بڑی بڑی خدمت مالی کر چکے ہین اور انکے صدق و وفا مین کبھی فتور نہ آیا۔ جیسا کہ اخویم سیٹھ عبد الرحمن تاجر مدراس اور چند ایسے اور دوست لیکن کثرت تعداد کے لحاظ سے پنجاب کو مقدم رکھا گیا ہے کیونکہ پنجاب مین ہر ایک طبقہ کے آدمی خدمت دینی سے بہت حصہ لیتے جاتے ہین اور دور کے اکثر لوگ اگرچہ ہمارے سلسلہ مین داخل تو ہین مگر بوجہ اسکے کہ ان کو صحبت کم نصیب ہوتی ہو ان کے دل بکلی دنیا کے گند سے صاف نہین ہین۔ امر یہ معلوم ہوتا ہے

---

* اس سے پہلے ایک صریح وحی الٰہی صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی جبکہ وہ زندہ تھے بلکہ قادیان مین ہی موجود تھے اور یہ وحی الٰہی میگزین انگریزی ۹ فروری ۱۹۰۳ء مین اور الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء اور البدر ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء کالم دو مین شائع ہو چکی ہے جو مولوی صاحب کے مارے جانیکے بارے مین ہے اور وہ یہ ہے کہ قُتِلَ خَیبَةً وَ زِیدَ هَیبَةً۔ یعنی ایسی حالت مین مارا گیا کہ اُسکی بات کو کسی نے نہ سُنا اور اُسکا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا یعنی لوگون کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا اور اسکا بڑا اثر دلون پر ہوا۔ منہ

کریگا تو آخرکار وہ گند سے صاف ہو جائینگے اور یا خدا تعالےٰ انکو اس پاک سلسلہ سے کاٹ دیگا۔ اور ایک مردار کی طرح مرینگے
بڑی غلطی انسان کی دنیا پرستی ہے۔ یہ بدبخت اور منحوس دنیا کبھی خوف دلانیسے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگون کو اپنے دام
مین لے لیتی ہے اور وہ اسی مین مرتے ہین۔ نادان کہتا ہے کہ کیا ہم دنیا کو چھوڑ دین اور یہ غلطی انسان کو نہین چھوڑتی جبتک کہ
اس کو بے ایمان کر کے ہلاک نکرے۔ اے نادان کون کہتا ہے کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑ دے مگر دل کو دنیا اور دنیا کے فریبون
سے الگ کر ورنہ تو ہلاک شدہ ہے اور جس عیال کیلئے تو حد سے زیادہ بڑھتا جاتا ہے یہان تک کہ خدا کے فرائض کو بھی چھوڑتا
ہے اور طرح طرح کی مکاریون سے ایک شیطان بن جاتا ہے اس عیال کیلئے تو بدی کا بیج بوتا ہے اور ان کو تباہ کرتا ہے اسلئے کہ خدا
تیری پناہ مین نہین کیونکہ تو پارسا نہین۔ خدا تیرے دل کی جڑھ کو دیکھ رہا ہے سو تو بیوقت مریگا اور عیال کو تباہی مین ڈالیگا
لیکن وہ جو خدا کی طرف جھکا ہوا ہے اس کی خوش قسمتی سے اسکے زن و فرزند کو بھی حصہ ملیگا اور اسکے مرنیکے بعد بھی وہ
تباہ نہین ہونگے جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہین وہ اگرچہ ہزار کوس پر بھی ہین تاہم ہمیشہ مجھے لکھتے رہتے ہین اور دعائین
کرتے رہتے ہین کہ خدا تعالےٰ انہین موقعہ دے تا وہ برکات صحبت حاصل کرین مگر افسوس کہ بعض ایسے ہین کہ مین دیکھتا ہون
کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گذر جاتے ہین اور ایک کارڈ بھی ان کی طرف سے نہین آتا۔ اس سے مین سمجھتا ہون کہ انکے دل
مر گئے ہین اور انکے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے۔ مین تو بہت دعا کرتا ہون کہ میری سب جماعت ان لوگون مین
ہو جائے جو خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہین اور نماز پر قائم رہتے ہین اور رات کو اٹھکر زمین پر گرتے ہین اور روتے ہین اور خدا کے
فرائض کو ضائع نہین کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دنیا کے کیڑے نہین ہین اور مین امید رکھتا ہون کہ یہ
میری دعائین خدا تعالےٰ قبول کریگا اور مجھے دکھائیگا کہ اپنے پیچھے مین ایسے لوگون کو چھوڑتا ہون۔ لیکن وہ لوگ جن کی آنکھین
زنا کرتی ہین اور جنکے دل پاخانہ سے بدتر ہین اور جنکو مرنا ہرگز یاد نہین ہے مین اور میرا خدا ان سے بیزار ہین۔ مین بہت خوش
ہونگا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کرلین کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جسکے نمونہ سے لوگون کو
خدا یاد آوے۔ اور جو تقوےٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہون اور جنہون نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا
ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھکر اور یہ کہکر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ پھر وہ اپنے گھرون مین
جا کر ایسے مفاسد مین مشغول ہو جائین کہ صرف دنیا ہی دنیا انکے دلون مین ہوتی ہے نہ ان کی نظر پاک ہے نہ ان کا دل پاک ہے
اور نہ انکے ہاتھون سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ انکے پیر کسی نیک کام کے لئے حرکت کرتے ہین۔ اور وہ اس چوہے کی طرح
ہین جو تاریکی مین ہی پرورش پاتا ہے اور اسی مین رہتا اور اسی مین مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ مین سے کاٹے
گئے ہین وہ عبث کہتے ہین کہ ہم اس جماعت مین داخل ہین کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہین سمجھے جاتے۔ جو شخص
میری اس وصیت کو نہین مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اسکی

ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولا اپنے بدن پر سے پھینکدے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہولے میں اس شخص کو اس کتّے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہو اور جہاں سڑے گلے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لئے ایک جماعت ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کریگا جو صدق اور وفا میں ان سے بہتر ہوگی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر اور فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں شاید انکے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہیں اور ایسے انسان کو اس خدا پر ایمان نہیں جسکے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل اور ملعون ہیں ایسی طبیعتیں۔ خدا انکو ذلت سے ماریگا کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہیں اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے انکے حصہ میں کچھ نہیں*

اب مختصر کلام یہ ہے کہ علاوہ لنگرخانہ اور میگزین کے جو انگریزی اور اردو میں نکلتا ہے جسکے لئے اکثر دوستوں نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان میں کھولا گیا ہے اس سے یہ فائدہ ہے کہ نوعمر بچے ایک طرف تو تعلیم پاتے ہیں اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہیں اس طرح پر بہت آسانی سے ایک جماعت تیار ہو جاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات ان کے ماں باپ بھی اس سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں لیکن ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب محمد علیخان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اپنے پاس سے اسّی روپیہ ماہوار اس مدرسہ کی مدد کرتے ہیں مگر پھر بھی استادوں کی تنخواہیں ماہ بماہ ادا نہیں ہو سکتیں۔ صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے علاوہ اسکے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتیں ضروری ہیں جو ابتک تیار نہیں ہو سکیں یہ غم علاوہ اور غموں کے میری جان کو کھا رہا ہے اس کی بابت میں نے بہت سوچا کہ کیا کروں آخر یہ تدبیر میرے خیال میں آئی کہ میں اس وقت اپنی جماعت کے مخلصوں کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اگر اس بات پر قادر ہوں کہ پوری توجہ سے اس مدرسہ کیلئے بھی کوئی ماہانہ چندہ مقرر کریں تو چاہئے کہ ہر ایک ان میں سے ایک مستحکم عہد کے ساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جسکی ادائی وہ ہرگز تخلف نہ کرے مگر کسی مجبوری سے جو قضا و قدر سے واقع ہو۔ اور جو صاحب ایسا نہ کر سکیں انکے لئے بالضرورت یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ جو کچھ وہ لنگرخانہ کے لئے بھیجتے ہیں اسکا چہارم حصہ براہ راست مدرسہ کیلئے نواب صاحب

موصوف کے نام بھیجدیں۔ لنگرخانہ مین شامل کرکے ہرگز نہ بھیجین بلکہ علیحدہ منی آرڈر کراکر بھیجین اگرچہ لنگرخانہ کا فکر ہر روز
مجھے کرنا پڑتا ہے اور اس کا غم براہ راست میری طرف آتا ہے اور میری اوقات کو مشوش کرتا ہے لیکن یہ غم بھی مجھ سے دیکھا
نہیں جاتا۔ اس لئے مین لکھتا ہون کہ اس سلسلہ کے جوانمرد لوگ جن سے مین ہر طرح امید رکھتا ہون کہ وہ میری
اس التماس کو ردی کی طرح نہ پھینکدین اور پوری توجہ سے اس پر کاربند ہون مین اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی
کہتا ہون جو خدا تعالے میرے دل مین ڈالتا ہے مین نے خوب سوچا ہے اور بار بار مطالعہ کیا ہے میری دانست مین اگر یہ
مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے تو بڑی برکات کا موجب ہوگا اور اسکے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتون کی ہماری
طرف آسکتی ہے اگرچہ مین یہ بھی جانتا ہون کہ اکثر طالب علم نہ دین کیلئے بلکہ دنیا کے لئے پڑھتے ہین اور انکے والدین کے
خیالات بھی اسی حد تک محدود ہوتے ہین مگر پھر بھی ہر روز کی صحبت مین ضرور اثر ہوتا ہے اگر بیس طالب علموں میں سے
ایک بھی ایسا نکلے جسکی طبیعت دینی امور کی طرف راغب ہوجائے اور وہ ہمارے سلسلہ اور ہماری تعلیم پر عمل کرنا شروع
کرے تب بھی مین خیال کرونگا کہ ہم نے اس مدرسہ کی بنیاد سے اپنے مقصد کو پالیا۔ آخر مین یہ بھی یاد رہے کہ یہ مدرسہ
ہمیشہ اس سقم اور ضعف کی حالت مین نہین رہیگا بلکہ یقین ہے کہ پڑھنے والون کی فیس سے بہت سی مدد ملجاویگی
یا وہ کافی ہوجائے گی۔ پس اسوقت ضروری نہین ہوگا کہ لنگرخانہ کی ضروری رقوم کاٹ کر مدرسہ کو دیجائین سو
اس وسعت کے حاصل ہونیکے وقت ہماری یہ ہدایت منسوخ ہوجائیگی اور لنگرخانہ جو وہ بھی درحقیقت ایک مدرسہ
ہے اپنے چہارم حصہ کی رقم کو پھر واپس پالیگا۔ اور یہ مشکل طریق جس مین لنگرخانہ کو حرج پہنچیگا محض اس لئے مین نے
اختیار کیا ہے کہ بظاہر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جسقدر مدد کی ضرورت ہے شائد جدید چندہ مین وہ ضرورت پوری نہ ہوسکے
لیکن اگر خدا کے فضل سے پوری ہوجائے تو پھر اس قطع برید کی ضرورت نہین اور مین نے یہ جو کہا کہ لنگرخانہ بھی
ایک مدرسہ ہے یہ اسلئے کہا کہ جو مہمان میرے پاس آتے جاتے ہین جنکے لئے لنگرخانہ جاری ہے وہ میری تعلیم سنتے
رہتے ہین اور مین یقین رکھتا ہون کہ جو لوگ ہروقت میری تعلیم سنتے ہین خدا تعالے انکو ہدایت دیگا اور ان کے
دلونکو کھولدیگا۔ اب مین اسی قدر پر بس کرتا ہون اور خدا تعالے سے چاہتا ہون کہ جو مدعا مین نے پیش کیا ہے میری
جماعت کو اسکے پورا کرنے کی توفیق دے اور ان کے مالون مین برکت ڈالے اور اس کار خیر کے لئے انکے دلونکو کھولدے
آمین۔ ثم آمین۔ والسلام علے من اتبع الہدے ۔

۱۶ اکتوبر ۱۹۰۳ء

بقیہ حالات حضرت صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم

میاں احمد نور جو حضرت صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب کے خاص شاگرد ہیں آج ۸۔ نومبر ۱۹۰۳ء کو مع عیال خوست سے قادیان میں پہنچے۔ انکا بیان ہے کہ مولوی صاحب کی لاش برابر چالیس دن تک ان پتھروں میں پڑی رہی جن میں وہ سنگسار کئے گئے تھے۔ بعد اسکے میں نے چند دوستوں کے ساتھ ملکر رات کے وقت ان کی نعش مبارک نکالی اور ہم پوشیدہ طور پر شہر میں لائے اور اندیشہ تھا کہ امیر اور اسکے ملازم کچھ مزاحمت کرینگے مگر شہر میں وبائے ہیضہ اس قدر پڑ چکا تھا کہ ہر ایک شخص اپنی بلا میں گرفتار تھا اس لئے ہم اطمینان سے مولوی صاحب مرحوم کا قبرستان میں جنازہ لیگئے اور جنازہ پڑھ کر وہاں دفن کر دیا۔ یہ عجیب بات ہے کہ مولوی صاحب جب پتھروں میں سے نکالے گئے تو کستوری کی طرح ان کے بدن سے خوشبو آتی تھی اس سے لوگ بہت متاثر ہوئے +

اس واقعہ سے پہلے کابل کے علماء امیر کے حکم سے مولوی صاحب کے ساتھ بحث کرنیکے لئے جمع ہوئے تھے مولوی صاحب نے ان کو فرمایا کہ تمہارے دو خدا ہیں کیونکہ تم امیر سے ایسا ڈرتے ہو جیسا کہ خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے مگر میرا ایک خدا ہے اس لئے میں امیر سے نہیں ڈرتا اور جب گھر میں تھے اور ابھی گرفتار نہیں ہوئے تھے اور نہ اس واقعہ کی کچھ خبر تھی اپنے دونوں ہاتھوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اے میرے ہاتھو کیا تم ہتکڑیوں کی برداشت کر لوگے۔ ان کے گھر کے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات آپکے منہ سے نکلی ہے۔ تب فرمایا کہ نماز عصر کے بعد تمہیں معلوم ہوگا کہ یہ کیا بات ہے تب نماز عصر کے بعد حاکم کے سپاہی آئے اور گرفتار کر لیا اور گھر کے لوگوں کو انہوں نے نصیحت کی کہ میں جاتا ہوں اور دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم کوئی دوسری راہ اختیار کرو جس ایمان اور عقیدہ پر میں ہوں چاہیئے کہ وہی تمہارا ایمان اور عقیدہ ہو۔ اور گرفتاری کے بعد راہ میں چلتے وقت کہا کہ میں اس مجمع کا نوشاہ ہوں۔ بحث کے وقت علماء نے پوچھا کہ تو اس قادیانی شخص کے حق میں کیا کہتا ہے جو مسیح موعود ہونیکا دعوے کرتا ہے تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ ہم نے اس شخص کو دیکھا ہے اور اسکے امور میں بہت غور کی ہے اسکی مانند زمین پر کوئی موجود نہیں اور بیشک اور بلا شبہ وہ مسیح موعود ہے اور وہ مُردوں کو زندہ کر رہا ہے۔ تب ملاؤں نے شور کر کے کہا کہ وہ کافر ہے اور تو بھی کافر ہے اور انکو امیر کیطرف سے بحالت نہ توبہ کرنیکے سنگسار کرنے کے لئے دھمکی دی گئی اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اب میں مرونگا۔ تب یہ آیت پڑھی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ہَدَیْتَنَا وَہَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَہَّابُ۔

یعنے اے ہمارے خدا ہمارے دل کو لغزش سے بچا اور بعد اسکے جو تو نے ہدایت دی ہمیں پھسلنے سے محفوظ رکھ اور اپنے پاس سے ہمیں رحمت عنایت کر کیونکہ ہر ایک رحمت کو تو ہی بخشتا ہے +

پھر جب ان کو سنگسار کرنے لگے تو یہ آیت پڑھی انت ولیّ فی الدنیا والآخرۃ توفنی مسلماً والحقنی بالصالحین یعنے اے میرے خدا تو دنیا اور آخرت مین میرا متولی ہے مجھے اسلام پر وفات دے اور اپنے نیک بندون کے ساتھ ملا دے۔ پھر بعد اس کے پتھر چلائے گئے اور حضرت مرحوم کو شہید کیا گیا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اور صبح ہوتے ہی کابل مین ہیضہ پھوٹ پڑا اور نصر اللہ خان حقیقی بھائی امیر حبیب اللّٰہ خان کا جو اصل سبب اس خونریزی کا تھا اسکے گھر مین ہیضہ پھوٹا اور اس کی بیوی اور بچہ فوت ہو گیا اور چار سو کے قریب ہر روز آدمی مرتا تھا اور شہادت کی رات آسمان سرخ ہو گیا اور اس سے پہلے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ مجھے بار بار الہام ہوتا ہے اذہب الیٰ فرعون انی معک اسمع واریٰ وانت محمد معنبر معطر اور فرمایا کہ مجھے الہام ہوتا ہے کہ آسمان شور کر رہا ہے اور زمین اس شخص کی طرح کانپ رہی ہے جو تپ لرزہ مین گرفتار ہو دنیا اسکو نہین جانتی یہ امر ہونیوالا ہے اور فرمایا کہ مجھے ہر وقت الہام ہوتا ہے کہ اس راہ مین اپنا سر دیدے اور دریغ نہ کر کہ خدا نے کابل کی زمین کی بھلائی کیلئے یہی چاہا ہے ✣

اور میان احمد نور کہتے ہین کہ مولوی صاحب موصوف ڈیڑھ ماہ تک قید مین رہے اور پہلے ہم لکھ چکے کہ چار ماہ تک قید مین رہے یہ اختلاف روایت ہے اصل واقعہ مین سب متفق ہین۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ✣

حضرت عیسیٰؑ کی قبر

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ بزرگان عیسویت کو یسوع کو خدا بنانے کا اس قدر جوش تھا کہ اس کی خدائی کی تائید کے لئے وہ جھوٹ اور افترا سے بھی پرہیز نہین کرتے تھے چنانچہ کئی جعلی تحریرین آج تک موجود ہین جن کو ان بزرگون نے مصنوعی طور پر بنایا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس روشنی اور تہذیب کے زمانہ مین بھی واعظان اناجیل نے اس پاک جعلسازی کو بالکل ترک نہین کیا۔ سرینگر مین حضرت مسیح کی قبر کے نکلنے سے یہ لوگ سخت گھبرائے ہوئے معلوم ہوتے ہین اور بعض نے یہ ضروری سمجھا ہے کہ اب بھی وہی قدیمی اور آزمودہ ہتھیار برتا جائے جسکو انکے بزرگون نے برتا تھا۔ چنانچہ بعض نے جھوٹ اور دھوکہ دہی کی طرف رجوع کیا ہے اس امید پر کہ ایسا کرنے سے وہ قبر مسیح پر پردہ ڈالدینگے لاہور مین ایک پادری وائیٹ برکٹ صاحب ہین جو ریورنڈ یعنے مقدس کے خطاب سے ممتاز ہین انہون نے

میری چٹھی کا جو قبر مسیح کی نسبت مئی کے رسالہ مین چھپی تھی جواب دیتے ہوئے اپنے بزرگون کے قدم پر قدم مارا ہی
یہ صاحب ظاہر کرتے ہین کہ انہون نے ہی وہ گمنام چٹھی اخبار ایپی فینی مین چھپوائی تھی جسکا جواب بندہ آپکے مئی
کے رسالہ مین دیچکا ہے اور اب وہ ایپی فینی مورخہ ۲۷ - جون ۱۹۰۳ء مین جواب الجواب شایع کرتے ہین اس
جواب الجواب مین پادری صاحب کچھ غلط بیانیان کرتے ہین - اور عمداً عوام کو دھوکہ دینے کا ارتکاب کرتے ہین
ان کی پہلی چٹھی کا عنوان یہ تھا - "قبر یوزآسف واقع سری نگر کی حقیقت جو روضہ صاحب کے نام سے مشہور ہے"
لیکن ان کی دوسری چٹھی کا عنوان اس طرح پر ہے "سید نصیر الدین کی قبر واقع سرینگر"۔ یہ نام کی تبدیلی وہ عوام کو
دھوکہ دینے کی نیت سے کرتے ہین ان کی دھوکہ دہی مندرجہ ذیل بیان سے ظاہر ہے - پہلے وہ لکھتے ہین -
"قبر پر جو لوگ موجود تھے وہ یوزآسف کے لفظ پر اڑتے تھے اور مختلف طرز سے اس لفظ کو بولتے تھے - گویا یہ لفظ
ان کے لئے نیا تھا - مرزا صاحب کے مریدان لوگون کے پاس تھوڑا عرصہ ہوا کہ آئے تھے اور بے شک ان مریدون نے
یہ نام لوگون کے دلون پر بٹھایا"۔ پھر لکھتے ہین کہ "قبر کے متعلق جو نام پڑوسی بہت جلدی سے بیان کرتے تھے وہ
سید نصیر الدین کا نام ہے اور اگرچہ مین ان کی شہادت کو بالکل یقینی خیال نہین کرتا پھر بھی میری رائے مین اغلباً اس
مدفون ولی کا نام سید نصیر الدین ہے اور اسی نام کو مین اختیار کرتا ہون"۔ یہان مدفون ولی سے مراد پادری صاحب کے
نزدیک یوزآسف ہے اور وہ خیال کرتے ہین کہ یوزآسف نام غلط ہے یہ حضرت مرزا صاحب کے شاگردون نے لوگون کے
دلون پر بٹھایا ہے - اصل نام اغلباً سید نصیر الدین ہے - اگر ہم فرض بھی کرلین کہ یوزآسف کا نام اہل سرینگر کو پہلے
بالکل معلوم نہین تھا اور حضرت مرزا صاحب کے پیروؤن نے ان کو یہ نام سکھایا - پھر بھی پادری صاحب کو کوئی
حق نہین پہنچتا کہ مدفون نبی کا نام سید نصیر الدین رکھین وہ دھوکہ دہی کی راہ سے لکھتے ہین کہ اس قبر کے متعلق پڑوسی
سید نصیر الدین کا نام بڑی جلدی سے بیان کرتے تھے اس لئے اس شخص کا نام اغلباً سید نصیر الدین تھا نہ یوزآسف -
پڑوسیون نے کبھی یہ نہین کہا کہ مدفون نبی کا نام سید نصیر الدین ہے - اس مقبرہ مین دو قبرین ہین ایک بڑی
قبر اور ایک چھوٹی قبر - بڑی قبر نبی یوزآسف کی ہے اور چھوٹی قبر سید نصیر الدین کی بیان کی جاتی ہی اور مقدس پادری
صاحب صرف دھوکہ دہی کی راہ سے ان دو شخصون کے نامون مین تفرقہ نہین کرتے اور چھوٹی قبر والے کا نام بڑی
قبر والے پر لگاتے ہین وہ خود اپنی پہلی چٹھی مین تحریر کرچکے ہین کہ "اس مقبرہ مین دو قبرین ہین ایک بڑی اور دوسری
چھوٹی اور ایک بوڑھے شخص نے جو وہان کا متولی تھا بیان کیا کہ بڑی قبر نبی یوزآسف کی ہی اور چھوٹی قبر سید نصیر الدین
کی جو اس جگہ کا ایک پیر تھا جسکو مرے ہوئے دو سو برس ہوئے"۔ یہ پادری صاحب کا اپنا بیان ہی جو انہون نے پہلی چٹھی
مین لکھا مگر دوسری چٹھی مین ان کو یہ پہلا بیان بھول گیا - اور اب لکھتے ہین کہ بڑی قبر والے کا نام سید نصیر الدین ہی

کسی نے سچ کہا ہے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد۔ پادری صاحب کو خوب معلوم تھا کہ سید نصیر الدین چھوٹی قبر مین مدفون ہے بڑی قبر والے کا نام سید نصیر الدین نہین ہے۔ یہ عیسائی اخلاق کا نمونہ ہے۔ آپ ایک عیسائی پادری ہین جو ہندوستان مین سچائی۔ روشنی اور صلح کا پیغام لیکر تشریف لائے ہین اور اب اپنی اغراض کے حاصل کرنے کیلئے غلط بیانی سے کام لے رہے ہین۔ ایک دفعہ فرض کرکے کہ مدفون نبی کا نام نصیر الدین ہے آپ بار بار قبر کا ذکر کرتے ہوئے قبر کا نام **سید نصیر الدین کی قبر** رکھتے ہین تاکہ یہ نام لوگون کے خوب ذہن نشین ہوجائے اور لوگ سچ مچ سمجھ لین کہ بڑی قبر جو ہماری بحث کا مضمون ہے سید نصیر الدین کی قبر ہے۔ اسی نیت سے وہ اپنی دوسری چٹھی کا عنوان **سید نصیر الدین کی قبر** رکھتے اور چٹھی کے اندر جہان جہان قبر کا ذکر آتا ہے اسکو سید نصیر الدین کی قبر لکھتے ہین چنانچہ انکا یہ فقرہ دیکھو کیسی چالاکی سے لکھا گیا ہے "سید نصیر الدین کی قبر یوز آسف کی قبر کے نام سے عام طور پر مشہور نہین ہے"۔ کیسی دلیری سے وہ مدفون نبی کا نام **سید نصیر الدین** رکھتے ہین گویا اس مین کوئی شبہ نہین کہ فی الواقعہ **سید نصیر الدین** ہی مدفون نبی کا نام ہے +

پادری صاحب کی چٹھی مین ترک دیانت کا صرف ایک ہی نمونہ نہین۔ بلکہ ان کی چٹھی کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہون نے دھوکہ دہی کی چال مین کوئی کمی نہین کی۔ صرف انہون نے لوگون کے دلون مین یہی بٹھانا نہین چاہا کہ جس شخص کے متعلق بحث ہے اسکا نام سید نصیر الدین ہو بلکہ انہون نے لوگون کو یہ بھی یقین دلانا چاہا ہے کہ اہل سری نگر کو یوز آسف کے نام کا پہلے کوئی علم نہین تھا حضرت مرزا صاحب کے شاگردون نے جاکر لوگونکو یہ نام سکھایا ہے کیا پادری صاحب نے اس الزام کے لگانے مین افترا سے کام نہین لیا۔ پادری صاحب کے ہاتھ مین ذرا بھی اس امر کا ثبوت نہین ہے کہ یوز آسف کا نام حضرت مرزا صاحب کے مریدون نے لوگون کے دلون مین بٹھایا پادری صاحب کو کس طرح علم ہوگیا کہ یہ نام ابتک اہل سرینگر کو معلوم نہین تھا جن لوگون نے پادری صاحب کو بتلایا کہ یہ نبی یوز آسف کی قبر ہے انہون نے انکو یہ نہین بتلایا کہ ہم نے یہ نام حضرت مرزا صاحب کے پیروؤن سے سیکھا پادری صاحب کا یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ یہ کہنا کہ اہل سرینگر یوز آسف کے لفظ کو صفائی سے ادا نہین کر سکتے اس بات کی دلیل نہین ہوسکتا کہ یہ نام انہون نے حضرت مسیح موعود کے تابعین سے سیکھا چونکہ یوز آسف ایک غیر زبان کا لفظ ہو اس لئے ناخواندہ کشمیری اسکو مشکل سے ادا کرتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ عام طور پر **نبی صاحب** پر ہی اکتفا کرتے ہین۔ اگر پادری صاحب اس الزام کو دوسری چٹھی مین دوبارہ نہ بیان کرتے تو ان کا فعل قابل چشم پوشی ہوتا۔ مگر چونکہ پھر وہ دوبارہ اسکو اپنی دوسری چٹھی مین بیان کرتے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہی کہ انہون نے بدنیتی سے یہ الزام لگایا ہو۔ مین نے ان کی پہلی چٹھی کے جواب مین صاف طور پر ان پر ظاہر کیا تھا کہ

صرف عام لوگ ہی اس قبر کو نبی یوز آسف کی قبر نہین کہتے بلکہ کشمیر کی تاریخون مین بھی یہی نام یوز آسف درج ہے - چنانچہ مین نے الہلال کے عیسائی ایڈیٹر کا قول بھی نقل کیا تھا جس مین وہ قبول کرتا ہے کہ کشمیر کی تواریخ مین اس قبر والے کا نام یوز آسف لکھا ہے اور یہ ایک نبی تھا جو غیر ملک سے کشمیر مین آکر سرینگر کے محلہ خان یار مین مدفون ہوا اس سے پادری صاحب کا دعوے باطل ہو گیا تھا کہ یوز آسف اس قبر والے کا نام نہین یہ نام حضرت مرزا صاحب کے تابعین نے لوگون کو سکھایا ہے - اب چاہیے تھا کہ پادری صاحب اپنے دعوے سے باز آتے بلکہ اپنی جھوٹی اور بے بنیاد بات سے شرمندگی اور خجالت مین غرق ہو جاتے مگر بجائے اسکے وہ میری اس چٹھی کو پڑھنے کے بعد بھی اپنے پہلے دعوے پر قائم ہین - باوجودیکہ انکو علم حاصل ہو بھی گیا کہ کشمیر کی تواریخ مین بھی محلہ خانیار کی قبر کا نام نبی یوز آسف کی قبر لکھا ہے پھر بھی وہ الزام لگانے سے باز نہ آئے اور یہی کہتے چلے گئے کہ یہ نام حضرت مسیح موعود کے حواریون نے لوگونکے دلون پر بٹھایا اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انہون نے بدنیتی سے اور محض عوام کو دھوکہ دینے کی نیت سے یہ الزام لگایا ہے - پادری ہو کر ایسی حرکتون کا مرتکب ہونا قابل شرم بات ہے - یہ دکھلانے کے لئے کہ ہمیشہ سے یہ قبر یوز آسف کی قبر کے نام سے مشہور ہے مین یہان کشمیر کی تاریخ مسمی بتاریخ اعظمی صفحہ ۸۲ کی عبارت اردو مین درج کرتا ہون جسکو لکھے قریباً ۲۰۰ برس ہو گئے

سید نصیر الدین کی قبر کے ساتھ ایک نبی کی قبر مشہور ہے - وہ ایک شاہزادہ تھا جو غیر ملک سے کشمیر مین آیا - وہ زہد - تقوے اور عبادت مین کامل تھا - خدا کیطرف سے نبی بنایا گیا اور اہل کشمیر کی دعوت مین مشغول ہوا اسکا نام یوز آسف تھا - بہت سے اہل کشف اور خصوصاً میرے مرشد نے شہادت دی ہے کہ اس قبر سے برکات نبوت ظاہر ہوتے ہین" مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ سرینگر کی قبر ایک دراز زمانہ سے یوز آسف کی قبر کے نام سے مشہور ہے اور یہ کہ ہم نے یہ نام لوگون کے دلون پر نہین بٹھایا - اس بیان سے پادری صاحب کا یہ قول بھی رد ہوتا ہے کہ یوز آسف **شہزادہ** کے خطاب سے ہرگز مشہور نہین -

ذیل مین مین اکمال الدین کا حوالہ پیش کرتا ہون جسکو لکھے ہزار برس کے قریب ہو گئے ہین صفحہ ۳۵۹

وسار فی بلاد و مدائن کثیرۃ حتی اتی ارضاً تسمے قشمیر فسار فیہا واحیا منہا و مکث حتی اتاہ الاجل اسے خلع الجسد دار تفع اسے النور و قبل موتہ دعا تلمیذاً لہ اسمہ بابد الذی کان یخدمہ و یقوم علیہ و کان رجلاً کاملاً فی الامور کلہا فاوصی الیہ فقال لہ قد دنا ارتفاعی عن الدنیا فاحفظوا بفرائضکم ولا تزیغوا عن الحق و خذوا بالنسک ثم امر بابدان یبنی لہ مکاناً و بسط ہو رجلیہ و صیار راسہ اسے الغرب و وجہہ اسے الشرق

ثم قضیٰ نحبہ۔

ترجمہ:۔ وہ (یوز آسف) بہت سے ملکون اور شہرون مین پھرتے ہوئے اس ملک مین آئے جسکا نام کشمیر ہے اس مین پھرتے رہے۔ وہان زندگی بسر کرتے رہے اور وہان ٹھہرے رہے۔ یہان تک کہ موت کا وقت آگیا اور انہون نے خاکی جسم کو چھوڑا اور نور کیطرف انکا رفع ہوا اور اپنے مرنے سے پہلے انہون نے اپنے ایک شاگرد یابد نامی کو بلایا جو آپ کی خدمت کیا کرتا تھا اور آپ کی خدمت مین حاضر رہتا تھا۔ اور کل امور مین کامل تھا۔ پس انہون نے اسکو وصیت کی اور فرمایا کہ میرا اس دنیا سے اٹھنے کا وقت قریب آگیا ہے۔ سو تم اپنے فرائض اہتمام سے ادا کیا کرنا اور حق سے نہ مڑنا اور عبادات کا پابند رہنا۔ پھر یابد کو حکم کیا کہ میرے لئے ایک مکان یعنے مقبرہ بنا اور اپنے پاؤن کو پھیلایا۔ سر مغرب کی طرف کیا اور منہ مشرق کیطرف اور اپنی جان دے دی +

اس بیان کی تصدیق ایک اور کتاب سے بھی ہوتی ہے۔ جوزف جیکبس اپنی کتاب برلام و جوسافٹ مین بڑی پرانی کتابون کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ وہ (یعنی جوسافٹ یا یوز آسف) آخر کار کشمیر مین جاتا ہے جہان وہ اپنا سر مغرب کی طرف کرتا ہے اور اپنی ٹانگین مشرق کیطرف اور مر جاتا ہے"۔

کتاب اکمال الدین کا مصنف ایک عجیب واقعہ بیان کرتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ شہزادہ نبی جو غیر ملک سے آیا اور کشمیر مین وفات پائی حضرت مسیح علیہ السلام ہی تھے اور کوئی نہین تھا۔ کتاب اکمال الدین کے اصل الفاظ یہ ہین۔

حتی بلغ فضاء واسعا فرفع راسہ فرای شجرۃ عظیمۃ علے عین ماء احسن مایکون من الشجر واکثرہا فرعا وغصنا واحلاہا ثمرا وقد اجتمع الیہ من الطیر مالا یعد کثرۃ فسر بذلک المنظر وفرح بہ وتقدم الیہ حتی دنی منہ وجعل یعتبرہ ویفسرہ الشجرۃ بالبشری التی دعا الیہا وعین الماء بالحکمۃ والعلم والطیر بالناس الذین یجتمعون الیہ ویقبلون منہ الدین +

ترجمہ۔ یہانتک کہ وہ (حضرت یوز آسف) ایک وسیع میدان مین پہنچے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک بڑا درخت ایک چشمہ کے کنارہ پر کھڑا ہے نہایت ہی خوبصورت۔ بہت شاخون اور ٹہنیون والا نہایت میٹھے پھل والا۔ اور اس پر بے شمار پرند جمع ہین۔ پس وہ اس نظارہ سے نہایت مسرور اور خوش ہوئے اور اس درخت کی طرف بڑھے یہانتک کہ اسکے پاس پہنچے اور درخت کی تعبیر اور تفسیر کرنے لگے۔ درخت کو انہون نے اس بشری

سے مشابہت دی جس کی طرف وہ لوگوں کو بلایا کرتے تھے اور چشمہ آب کو علم اور حکمت سے مشابہت دی اور پرندوں کو ان لوگوں سے جو آپکے پاس جمع ہوتے اور آپ کا دین قبول کرتے + مذکورہ بالا بیان میں لفظ **بشریٰ** قابل توجہ ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یوزآسف حضرت یسوع مسیح ہی تھے۔ عبرانی مین انجیل کو **بشوریٰ** کہتے ہیں اور انگریزی میں **گاسپل**۔ اور تینوں لفظوں کے معنے ایک ہی ہیں یعنے خوشخبری۔ اصل عبرانی نام **بشوریٰ** ہے اور چونکہ عبرانی عربی سے پیدا ہوئی ہے اس لئے **بشوریٰ** وہی لفظ ہے جسکو عربی میں بشریٰ کہتے ہیں پس معلوم ہوا کہ حضرت یوزآسف علیہ السلام انجیل کیطرف لوگوں کو بلاتے تھے اور جو کتاب ان پر اتاری گئی تھی اس کا نام بشریٰ تھا جو انجیل کا عبرانی نام ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت یوزآسف حضرت یسوع مسیح علیہ السلام کا ہی دوسرا نام ہے اور دونوں نام ایک ہی شخص کے ہیں جس پر بشریٰ یعنی انجیل اتاری گئی تھی یہ کہنا صحیح نہیں کہ یوزآسف علیہ السلام کوئی حواریوں میں سے اور مسیح علیہ السلام کے شاگردوں میں سے ہونگے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کے شاگردوں میں سے کسی کا لقب **شہزادہ نبی** نہیں تھا۔ مذکورہ بالا مثال میں جس طرح درخت اس رطوبت سے پُر تھا جو اس کو چشمہ سے ملتی تھی اسی طرح حضرت یوزآسف علیہ السلام کی کتاب بشریٰ اس علم و حکمت سے پُر تھی جو آپ کو خدا تعالے کیطرف سے دیا گیا تھا اور **جس طرح** پرندوں کے گروہ کے گروہ اس درخت پر جمع ہو کر پھل کھاتے تھے اسی طرح لوگوں کے جوق کے جوق حضرت **یوزآسف** کے پاس جمع ہوتے اور آپ کی کتاب بشریٰ کی تعلیم پر عمل کر کے نجات کا پھل کھاتے +

کتاب **اکمال الدین** میں صرف یہی بیان نہیں کیا گیا کہ حضرت یوزآسف علیہ السلام کی کتاب کا نام بشریٰ تھا بلکہ اس سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوزآسف کی تعلیم حضرت مسیح کی تعلیم کے مطابق تھی چنانچہ قصہ یوزآسف میں بعض ایسی مثالیں درج ہیں جو انجیل کی مثالوں سے بالکل ملتی ہیں: مثلاً کتاب اکمال الدین صفحہ ۳۲۷ میں مندرجہ ذیل مثال لکھی ہے:۔

ان الزارع خرج ببذره الطیب لیبذره فلما ملأ کفه وقع بعضه علی حافة الطریق فلم یلبث ان التقطه الطیر و وقع بعضه علی صفا، و قد اصابها ندی وطین فمکث حتی اهتز فلما صارت عروقه الی یبس الصفات مات ویبس و وقع بعضه بارض ذات شوک فنبتت حتی سنبل وکاد یثمر ثم غمره الشوک فابطله واما ما کان منه فی الارض الطیبة وان کان قلیلاً فانه سلم وطاب وزکا۔ فالزارع حامل الحکمة واما البذر فصوبة الکلام واما ما وقع علی حافة الطریق فالتقطه الطیر فما لا یجاوز السمع منه حتی یر صفحا واما ما وقع علی صخرة فیبس حین بلغت عروقه الصفا

فما استحلاه صاحبه حتی سمعه بفراغ قلبه ولم یفقهه واماما نبت منه فکاد یثمر فغمره الشوک فاهلکه فما وعاه صاحبه حتی اذا کان عند العمل به حفته الشهوات فاهلکته واماما زکی وطاب وسلم منه وانتفع به فما راٰه البصر ووعاه الحفظ وانفذه العزم بقمع الشهوات وتطهیر القلب من دنسها+

خلاصہ اس مثال کا اس طرح ہے کہ جب کسان بیج بوتا ہے تو کچھ دانے رستہ پر گرتے ہین جنکو پرندے چگ جاتے ہین کچھ پتھریلی زمین مین گرتے ہین اور جب ان کی جڑین پتھر کی سطح تک پہنچتی ہین تو وہ سوکھ جاتے ہین۔ بعض دانے کانٹون مین پڑتے ہین مگر جو دانے اچھی زمین مین پڑتے ہین وہ اُگتے ہین اور بڑھتے ہین اور پھل لاتے ہین۔ کسان سے مراد حکیم ہے اور بیج سے مراد اسکے **کلمات حکمت**۔ جو دانے راستے پر گرتے ہین ان کی مثال ان حکمت کی باتون کی طرح ہے جو ایک کان مین آتی ہین اور دوسرے سے نکل جاتی ہین جو دانے پتھریلی زمین مین گرتے ہین وہ وہ حکمت کی باتین ہین جو دل مین نہین بیٹھتین۔ جو دانے کانٹون مین گرتے ہین ان سے مراد وہ کلمات حکمت ہین جن پر عمل کرنے سے انسان کو اس کے شہوات روکتے ہین۔ جو دانے اچھی زمین مین گرتے ہین ان کی مثال ان **حکمت کے کلمون** کیطرح ہے جو دل مین جڑ پکڑتے ہین اور اپنا پھل لاتے ہین اور انسان ان پر عمل کرنے سے نیک چلن انسان بنتا ہے+

یہ مثال اس **کسان کی مثال** کے مطابق ہے جسکا ذکر متی باب ۱۳ آیت ۳ مرقس ۴ لوقا ۸ مین ہے۔

ایک طرف تو ہم دیکھتے ہین کہ حضرت یوز آسف علیہ السلام اپنی کتاب کا نام جوان پر اتاری گئی بشری رکھتے ہین جو انجیل کا عبرانی نام ہے اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہین کہ ان کے قصہ مین ایسی تعلیم اور مثالیں درج ہین جو انجیلی تعلیم اور مثالونکے بالکل مطابق ہین۔ اس سے یقینی طور پر نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت یوز آسفؑ اور حضرت یسوع مسیحؑ دراصل ایک ہی ہین۔

پادری وائیٹ برکٹ کہتا ہے کہ اس بات کا کوئی ثبوت نہین کہ **یوز آسف** اور **جوزافٹ** ایک ہی شخص ہے جسکا قصہ یورپ کی کل زبانون مین موجود ہے اور جس کے نام پر شہر پلیرمو مین گرجا بھی بنا ہوا ہے تعجب ہے کہ پادری صاحب اس قدر علم وفضل کے دعوے کے ساتھ ایسی بیہودہ بات اپنے منہ سے نکالین۔ کیا پادری صاحب کو معلوم نہین کہ جو قصہ **جوزافٹ** کے نام پر یورپ مین شائع ہے وہی قصہ ایشیا کی زبانون مین یوز آسف کے نام سے مشہور ہے اور یہ امر مسلم ہے کہ ایشیا ہی سے یہ قصہ مغرب مین گیا ہے اس سے زیادہ کونسا ثبوت پادری صاحب اس امر کے لئے مانگتے ہین کہ یوز آسف ہی ہے جو یورپ مین **جوزافٹ** کے نام سے مشہور ہے اگر پادری صاحب یہ معلوم کرنا چاہین کہ یوز آسف کس طرح **جوزافٹ** لکھا گیا تو وہ **جوزیف** جیکبس

کے مندرجہ ذیل الفاظ پڑھیں - جوزیف جیکبس اپنی تصنیف **قصہ جوزافٹ** میں لکھتے ہیں کہ "جوزافٹ رومی طریق تحریر ہے اصل میں یوزآفٹ تھا - یونانی طرز تحریر جوآسف ہے بائبل میں ایک نام **جے ہوسافٹ** ہے چونکہ یہ نام جوآسف سے کچھ مشابہ تھا اس لئے **جوآسف** اور **جے ہوسافٹ** کی گڑبڑ سے **جوزافٹ** کا نام پیدا ہوگیا - یونانی نام عربی سے لیا گیا ہے .... یعنے جوآسف اختصار ہے یوزآسف کا"

پادری صاحب لکھتے ہیں کہ **جوزافٹ** اور **بودی ستوا** ایک ہی ہیں اور **بودی ستوا** - گوتم بدھ کا ایک خطاب ہے اور اگر ہم مان لیں کہ یوزآسف اور **جوزافٹ** ایک ہیں تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یوزآسف اور **بودی ستوا** ایک ہیں - یعنے یوزآسف بھی گوتم بدھ کا ایک نام ہے" یہ امر ہم خوب جانتے ہیں کہ یورپ کے بعض مصنفوں نے **جوزافٹ** اور **گوتم بدھ** کو ایک ہی **شخص ثابت کرنے کی کوشش** کی ہے اور اگر یوزآسف کی قبر نہ نکل آتی تو ممکن تھا کہ یہ رائے صحیح تسلیم کیجاتی - مگر اب جبکہ جوزافٹ یعنے یوزآسف کی قبر بھی نکل آئی ہے تو اب اس رائے پر قایم رہنا محض حماقت ہے کہ جوزافٹ یعنے یوزآسف اور گوتم بدھ دراصل ایک ہی ہیں - **میکسمولر** اور دوسرے مصنفین جو سب سے پہلے اس بات کی طرف گئے ہیں کہ جوزآفٹ اور **بودی ستوا** یعنے گوتم بدھ دراصل ایک ہی ہیں ان کو علم نہیں تھا کہ جوزافٹ کی قبر سرینگر کشمیر میں ہے - ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ **گوتم بدھ** کی تربت ایک اور جگہ سے نکلی ہے اور کوئی سمجھدار خیال نہیں کرے گا کہ جو شخص محلہ خانیار میں مدفون ہے وہ گوتم بدھ ہے - اس امر میں شک نہیں ہو سکتا کہ یہ یوزآسف یا **جوزافٹ** کی ہی قبر ہے - لوگ بالاتفاق گواہی دیتے ہیں کہ یہ **نبی یوزآسف** کی قبر ہے تاریخ شہادت دیتی ہے کہ یوزآسف سرینگر میں مدفون ہے اور یہ شخص غیر ملک کا باشندہ تھا - اور ایک شہزادہ تھا - ہزار سال سے زیادہ کے لکھے ہوئے نوشتے بھی یہی گواہی دیتے ہیں - ان امور کے مقابل میں یہ کہنا محض بیہودہ ہے کہ یوزآسف اور گوتم بدھ ایک ہی شخص کے دو نام ہیں جن صاحبوں نے پہلے یہ رائے قائم کی ان کو ان امور کا علم نہیں تھا ورنہ وہ یہ رائے ہرگز ظاہر نہ کرتے -

اگر یوزآسف کے قصہ کے بعض واقعات گوتم کے حالات سے ملتے ہوں تو اس سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ دونوں ایک ہی شخص کے نام ہیں - ممکن ہے کہ جس طرح **گوتم** کو بدھ یعنے حکیم کا خطاب دیا گیا - حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی یہی خطاب دیا گیا ہو - بدھ صرف گوتم کا ہی نام نہیں گوتم سے پہلے بھی اور پیچھے بھی کئی بدھ ہوئے ہیں - حضرت مسیح کے ہند میں آنے پر ممکن ہے کہ اہل ہند نے انکو بھی بدھ کا خطاب دیا ہو

اور اس طرح گوتم کی طرح حضرت مسیح بھی بدھ کے نام سے مشہور ہو گئے ہوں اور اس طرح یوز آسف کا قصہ لکھنے والوں کو مغالطہ ہو گیا ہو اور انہوں نے گوتم بدھ کے حالات مسیح بدھ کے حالات میں درج کر دئے ہوں پس صرف بعض حالات کی مشابہت سے ثابت نہیں ہو سکتا کہ گوتم اور یوز آسف دونوں ایک ہی آدمی کے نام ہیں یوز آسف کے نام کو **بودی ستوا** سے جو گوتم کا ایک خطاب ہے کوئی مشابہت نہیں۔ اور یہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ کہ **بودی ستوا** بگڑ کر یوز آسف ہو گیا اگر ناموں کی مشابہت کی بنا پر فیصلہ کیا جاوے تو فیصلہ حضرت مسیح کے حق میں ہوتا ہے۔ یوز آسف صریحاً ایک مرکب لفظ ہے جسکے اجزاء **یوز** اور **آسف** ہیں +

یوز یسوع کا بگڑا ہوا ہے **س ز** سے تبدیل ہو گیا اور آسف عبرانی لفظ ہے اور حضرت مسیح کے اسماء میں داخل ہے اور اسکے معنے عبرانی میں اکٹھا کرنے والا ہیں۔ پس یوز آسف **یسوع آسف** کا بگڑا ہوا ہے اور حضرت مسیح کا یہ نام اختیار کرنا قرین قیاس بھی ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں آپ بنی اسرائیل کے گم شدہ فرقوں کی تلاش میں آئے تھے اور انکا یہ نام نہایت ہی موزوں تھا۔ کیونکہ اسکے معنے ہیں یسوع اکٹھا کرنے والا گم شدہ بھیڑوں کا اور یہ نام ان کی حالت کے نہایت مناسب تھا۔ اب میں پادری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کونسی بات قرین قیاس ہے یہ ماننا کہ یوز آسف **یسوع آسف** کا بگڑا ہوا ہے یا یہ کہ اسکی اصل **بودی ستوا** ہے اگر مشابہت اسماء پر فیصلہ کیا جاوے تو یہ فیصلہ حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں ہوتا ہے نہ گوتم بدھ کے حق میں۔

علاوہ ازیں ہم جانتے ہیں کہ گوتم اور جگہ مدفون ہے مگر حضرت مسیح کی نسبت ثابت ہے کہ وہ قبر میں سے نکل آئے۔ لمبا سفر کیا۔ اپنے حواریوں سے ملاقاتیں کیں۔ شہد اور مچھلی کھائی اور اپنے ایک حواری کی انگلی بھی اپنے زخموں میں ڈلوا کر اپنے خاکی جسم اور زندگی کا ثبوت دیا۔ یہ امور بھی اسی کے مؤید ہیں کہ یوز آسف یسوع آسف ہی ہے گوتم بدھ نہیں ہے کیونکہ ایک کا قبر سے نکلنا اور زندہ پھرنا ثابت ہے دوسرے کا خاک میں ملجانا ثابت ہے۔ پھر لوگوں کی زبانی شہادت اور تاریخ کی گواہی کہ یوز آسف شہزادہ ایک غیر ملک کا نبی تھا جو کشمیر میں آکر فوت ہوا۔ یہ بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ یوز آسف سوائے حضرت مسیح کے اور کوئی نہیں۔ پھر ایک اور مؤید قرینہ یہ ہے کہ افغان اور کشمیری گم شدہ بنی اسرائیل کی نسل تسلیم کئے گئے ہیں اور حضرت مسیح کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنی قوم کے اس بڑے حصے کو بھی تبلیغ کرتے۔ کوئی وجہ نہیں کہ وہ شام کی دو قوموں کو وعظ کرتے اور باقی دس قوموں کو بالکل محروم کرتے حالانکہ وہ کل بنی اسرائیل کے لئے نبی ہو کر آئے تھے۔ اس سے بھی اسی امر کی تائید ہوتی ہے کہ یوز آسف یسوع آسف ہی ہے یعنے گم شدہ قوموں کا

تلاش کرنیوالا۔ غرض ہر طرف سے اسی امر کا ثبوت ملتا ہے کہ یوز آسف حضرت مسیح ہی ہے گوتم بدھ نہیں ہے +

پادری وائیٹ بریکیٹ صاحب **اپی فینی** مین لکھتے ہین کہ حضرت مسیح کا صلیب پر مرنا ایک ثابت شدہ تاریخی واقعہ ہے اور **ریویو آف ریلیجنز** مین جو بے سروپا باتین لکھی گئی ہین وہ ایسی بالبداہت لغو ہین کہ ان کی بحث کرنا گویا مخاطبین کی عقل کی ہتک کرنا ہے ایک پادری کو عقل کا حوالہ دیتے ہوئے سننا ایک حیرت انگیز بات ہو۔ مین پادری صاحب سے پوچھتا ہون کہ کیا یہ ماننا انسانی عقل کی ہتک نہین ہو کہ غیر محدود خدا اسکڑ کر ایک بچہ بنا اور کسی نہ کسی طرح مریم صدیقہ کے رحم مین داخل ہوا۔ پھر کیا یہ اعتقاد رکھنا انسانی عقل کی ہتک نہین کہ وہ بچہ جو بیت اللحم کی کُھرلی مین پوتڑ دن مین لپٹا ہوا پڑا تھا وہ ذو الجلال خدا تھا جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا پھر مین پادری صاحب سے پوچھتا ہون کہ کیا یہ اعتقاد رکھنا عقل انسانی کی ہتک نہین کہ وہ غریب انسان جسکو یہودیوں نے پکڑا اور پیٹا اور پھانسی دیا وہ قادر مطلق خدا تھا جس نے ہر ایک چیز کو زندگی کا لباس پہنایا۔ در اصل بات یہ ہے کہ پادری صاحب ان دلائل کا جواب نہین دے سکے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر نہین مرے اور اتنا کہہ کر اپنے آپ کو خوش کر لیا ہے کہ مسیحؑ کا صلیب پر مرنا ایک ثابت شدہ تاریخی واقعہ ہو اور وہ تمام بے سروپا باتین ہین جو ریویو آف ریلیجنز مین لکھی گئی ہین + تمام واقعات جو اناجیل مین لکھے گئے ہین ثابت کرتے ہین کہ حضرت مسیح صلیب پر نہین مرے۔ حضرت مسیح کا اپنے واقعہ کو یونسؑ نبی کے واقعہ سے مشابہ بیان کرنا جو مچھلی کے پیٹ مین زندہ داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ فرشتے کا پلاطوس کی بیوی کے پاس آنا۔ حضرت مسیح کا ساری رات دعا کرنا۔ انکا دو تین گھنٹہ کے بعد صلیب سے اتارا جانا۔ ہڈیون کا نہ توڑنا۔ برچھی کے چبھونے پر خون کا نکلنا۔ ان کا قبر سے نکلنا اور جلیل کیطرف سفر کرنا اور کھانا کھانا اور اپنے زخمون مین انگلیان ڈلوانا تمام یہ امور گواہی دے رہے ہین کہ حضرت مسیح صلیب سے زندہ اُتر آئے مگر پادری صاحب پھر بھی کہے چلے جاتے ہین کہ حضرت مسیح کا صلیب پر مرنا ایک تاریخی واقعہ ہے۔ آفرین پادری صاحب کی عقل و دانش پر۔ ایک بڑا قطعی اور یقینی ثبوت حضرت مسیح کے صلیب سے بچنے کا مرہم عیسے یا مرہم حواریین ہو۔ جسکا ذکر صدہا طب کی کتابون مین ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسے کے زخمون پر حواریون نے لگائی تھی۔ مگر پادری صاحب اسکا بھی انکار کرتے ہین اور نہین بتلاتے کہ کس دلیل پر وہ اس شہادت کو رد کرتے ہین۔ گویا پادری صاحب کا زبان مبارک سے فرمادینا ہی ایک امر کی تصدیق یا تکذیب کے لئے کافی ہے پادری صاحب فرماتے ہین کہ مرہم عیسے کو حضرت مرزا صاحب کا ایک مرید لاہور مین فروخت کیا کرتا ہے اور میگزین مین اس مرہم کی بہت تعریف کی گئی ہے۔ اچھا کیا پھر اس سے ثابت ہوگیا کہ یہ مرہم حضرت عیسے کے زخمون پر نہین لگائی گئی۔ پادری صاحب مرہم عیسے کے بارے مین بھی یہی کیون نہین کہہ دیتے کہ

کہ علم طب کے عالمون کو اس مرہم کا نام معلوم نہین تھا۔ مرزا صاحب کے شاگردون نے انکو یہ نام سکھایا ہی اور ان کے دل پہ بٹھایا ہے جیسا کہ پادری صاحب یوز آسف کے نام کی نسبت فرماتے ہین کہ مرزا صاحب کے حواریون نے اہل کشمیر کو یہ نام سکھایا اور ذہن نشین کیا ہے۔ اب مین پادری صاحب کو الوداع کہتا ہون +

آپ کا خادم **شیر علی** ۶- ستمبر سنہ ۱۹۰۳ء

انگریزی اخبارات اور حضرت مسیح موعود

اخبار گلاسگو ہیرلڈ مورخہ ۲۷- اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء لکھتا ہی :- "پچھلے چند ہفتون مین ایک اشتہار بعنوان "پگٹ و ڈوئی کے متعلق مسیح موعود کی پیشگوئیان" ممالک یورپ و امریکہ مین مشتہری کیغرض سے قادیان ملک پنجاب سے شایع ہوا ہے۔ یہ ایک عجیب قابل ذکر تحریر جو چھ صفحہ حجم کا پرچہ ہے زبان انگریزی مین بمقام لاہور چھپی ہے۔ لیکن مسیح موعود ایشیا کا رہنے والا ہے کیونکہ اس پرچہ مین مترجم کا نوٹ درج ہے اور پیشگوئی کے نیچے مرزا غلام احمدؐ صاحب کے دستخط ثبت ہین۔

"**عیسائی مذہب کی غلطی** :- یہ امر خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ اس اشتہار کے مضمون کو خلاصتہً بغیر کسی قسم کی رائے زنی کے لکھا جاوے۔ دعوے پیش کردہ مین کسی قسم کے شک کی گنجایش نہین۔ مرزا غلام احمدؐ صاحب بڑی صفائی اور تفصیل سے ظاہر کرتے ہین کہ مین وہی مسیح موعود ہون جس نے آخری زمانہ مین آنا تھا۔ لیکن مسیح کے متعلق عام پرانے خیال کے عیسائیون کے خیال سے ان کا خیال مختلف ہی۔ وہ کہتے ہین کہ یہ بالکل غیر ممکن ہے کہ انسان خدا بن جائے۔ ہان یہ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالے کے ساتھ شدید اور گہرا تعلق پیدا کرے اور اس طرح سے خدائے تعالے کا مظہر ہو جاوے۔ بعض اوقات ایسے انسان سے صفات الٰہی ظاہر ہو جاتے ہین کیونکہ اللہ تعالے کی صورت کا عکس اسکے شیشۂ دل پر پڑتا ہے اور ساتھ ہی اس کے انسانی صفات بھی ..... ظہور مین آتی ہین۔ کیونکہ فطرتاً وہ ایک بشر ہوتا ہے یہی باعث ہی کہ جن لوگون کو روحانیت مین کم دخل ہی وہ ایسے انسان کے بارہ مین دھوکہ کھا جاتے ہین کیونکہ ان کی ایک جانب نظر ہوتی ہی اور دوسری طرف سے بالکل اندھے ہوتے ہین ایک انسان مین صفات الٰہی کا انعکاس پاکر اس ظل کو اصل خیال کرنے لگجاتے ہین اور ایسے شخص کو واقعی خدا تعالے سمجھتے ہین لیکن عیسائیون کا وہ فرقہ جنہون نے حضرت مسیح کو خدا بنایا ہی جس غلطی مین وہ پڑے ہوئے ہین اور جو دھوکا انکو لگا ہے وہ دیگر تمام مشرک قومون کی غلطی اور دھوکہ سے بدرجہا بڑھکر ہے۔

مرزا غلام احمد صاحب کے نزدیک جو بات عیسائی مذہب کے متعلق بہت مایوسی پیدا کرنے والی ہے وہ یہ ہے کہ جب مسیح کی خدائی کا جھوٹا عقیدہ موجودہ ترقی یافتہ زمانہ کی طبائع کے نزدیک قبول کرنے کے قابل نہ رہا تو ایک جھوٹے خیال کو قائم رکھنے کے لئے نئے نئے بیہودہ طریق پیش کئے جاتے ہین اور ایک جھوٹے عقیدہ کو بحال رکھنے کے لئے نئے جھوٹے دعوے تراشے گئے ہین -

ڈاکٹر ڈوئی اور مسٹر پگیٹ :- مرزا غلام احمد صاحب کے نزدیک سخت قابل نفرت اور نہائیت بیہودہ دعاوی وہ ہین جو ڈاکٹر ڈوی اور مسٹر پگیٹ نے کئے ہین - وہ لکھتے ہین کہ یورپ مین مسٹر پگیٹ مسیحیت و خدائی کا دعوےٰ کرتا ہی اور اپنے آپ کو زمین و آسمان کا مالک قرار دیتا ہے -

اور مغربی کرہ مین بمقام چیکاگو ڈاکٹر ڈوی کھڑا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ مین الیاس ہون جس نے یسوع مسیح سی پہلے آنا تھا - اور ۲۵ سال آیندہ کے اندر یسوع مسیح کی آمد کی پیشگوئی کرتا ہے - اس کام کے اختیار کرنے مین ان دو جھوٹے دعوے کرنے والون نے جو دلیری کی ہے اس مین ایک خفیف سا فرق ہے - سکاٹ لینڈ کا مفتری یعنے ڈوئی کمزور دل معلوم ہوتا ہے زیادہ سے زیادہ اسکا یہ دعوے ہے کہ وہ بحیثیت ایک نوکر کے اپنے مالک (مسیح) کے واسطے راستہ تیار کرنے آیا ہے - لیکن الیاس ہونے کا دعوے کرنے مین بھی وہ بزدلی دکھلاتا ہے مسٹر پگٹ ڈوئی سے زیادہ دلیر ہے یعنی جھوٹا دعوے کے کرنے مین اس نے زیادہ دلیری اور جرأت دکھلائی ہی اور کہتا ہے کہ مین وہی مسیح ہون جو پہلے آیا تھا - نہین بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ خود خدا ہونیکا دعویدار ہی یہ تمام اس کی لغویات اور کفر کی باتین ہین -

صدہا نشانات آسمانی :- مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہین کہ اس لئے کہ زمین بدکاریون اور جھوٹے عقیدون اور جھوٹے دعوون سے آلودہ ہو گئی تھی سچا مسیح سرزمین پنجاب مین نازل کیا گیا ہے - اگرچہ وہ خدائی کا دعوے نہین کرتا - لیکن اس کا مسیحیت کا دعوے بھی اپنی طرف سے نہین ہی بلکہ وہ کہتے ہین کہ میری تائید مین جو سیکڑون نشانات آسمانی ظاہر ہوئے ہین انکے ذریعہ سے اللہ تعالےٰ نے میری صداقت کی شہادت دی ہی - مین سچ سچ کہتا ہون کہ اللہ تعالےٰ نے جو برکات و فضل مجھ پر نازل کئے ہین وہ ان فضلون سے بدرجہا بڑھکر ہین جو اس مسیح پر نازل ہوئے تھے جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے - میرے وجود کے شیشہ مین اللہ تعالےٰ کے چہرہ کا عکس بس پہلے یسوع کی نسبت بہت زیادہ پڑا ہے - اگر یہ تمام میری اپنی ہی لاف و گزاف ہے جس کی اور کوئی سند نہین تو مین جھوٹا ہون - لیکن اگر اللہ تعالےٰ میری صداقت کی شہادت دیتا ہے تو کوئی نہین جو مجھے جھٹلا سکے -

"دعوت مقابلہ":- خصوصاً ڈاکٹر ڈوئی اور مسٹر پگیٹ کی قسمت کا فیصلہ مسیح موعود کی صداقت کا ایک نشان ہوگا - مترجم کے نوٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ستمبر سال گذشتہ مین بذریعہ ایک ماہواری رسالہ اسمی ریویو آف ریلیجنز قادیان کے مسیح موعود کی جانب سے ڈاکٹر ڈوئی کو دعوت مقابلہ کیگیٔی تھی - کیونکہ ڈاکٹر ڈوئی نے پیش گوئی کی تھی کہ تمام مسلمان ہلاک ہوجاوینگے اس لئے کہ وہ یسوع مسیح کو خدا اور ڈوئی کو الیاس نہین مانتے اس تحریک سے جو دعوت مقابلہ کی گئی اسکے الفاظ یہ ہین -

"اس امر کا فیصلہ کہ مسلمانون کا خدا سچا خدا ہے یا ڈوئی کا خدا سچا ہے ان لاکھون جانون کو ضایع کرنیکے بغیر بھی ہوسکتا ہے جنکے ضایع ہونے کی ڈوئی پیش گوئی کرتا ہے وہ طریق فیصلہ یہ ہے کہ عام مسلمانون کو تباہی کی دھمکی دینے کی بجائے اسکو چاہیئے کہ وہ صرف مجھے حریف مقابل منتخب کرے اور اللہ تعالے سے دعا کرے کہ جو ہم دونون مین سے جھوٹا ہے وہ پہلے ہلاک ہوجاوے - اس تجویز کے قرار دینے مین مین نے خود بخود ابتدا نہین کی بلکہ ڈوئی کی جرأت کے سبب سے اللہ تعالے کی غیرت نے چاہا ہے کہ ایسا ہی ہو"

"ایک پیشگوئی":- اس دعوت مقابلہ کا بظاہر کوئی نوٹس نہین لیا گیا - لیکن بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دعوت مقابلہ خالی از نتیجہ بھی نہین رہی - کیونکہ ڈاکٹر ڈوئی نے اپنے فرقہ کے پرچہ نامی "لیوز آف ہیلنگ" کی گذشتہ اشاعت مین عیسائیون کو تثلیث کے عقیدہ کا الزام دیا ہے اور یہودیون اور مسلمانون کے ساتھ جو توحید الٰہی پر ایمان رکھتے ہین - ہمدردی کی ہے - مرزا غلام احمد صاحب اپنی پیشگوئی مورخہ ۲۳- اگست گذشتہ مین ظاہر کرتے ہین کہ وہ اپنی دعوت مقابلہ کے جواب کا سات ماہ آیندہ تک انتظار کرینگے - اگر اس عرصہ مین ڈاکٹر ڈوئی نے اس مقابلہ کو منظور کر لیا اور اس کی شرایط کو پورا کیا تو تمام دنیا اس مقابلہ کا انجام دیکھ لے گی - میری عمر ستر سال کے قریب ہے حالانکہ ڈاکٹر ڈوئی صرف ۵۵ سال کی عمر کا ہے - لیکن چونکہ اس امر کا انفصال عمر پر نہین ہے - اسواسطے مین ان عمر کے سالون کی تفاوت کی کچھ پرواہ نہین کرتا - مرزا غلام احمد صاحب کہتے ہین کہ اگر اب بھی ڈوئی مقابلہ سے انکار کرے گا تو امریکہ کے پیغمبر کے دعاوی جھوٹ اور افترا ثابت ہوجاوینگے - مسٹر پگیٹ کے بارہ مین مسیح موعود کی پیشگوئی ہے کہ وہ خدائی کا متکبر مدعی میری حین حیات مین تباہ ہوجاوے گا -

"ایک دلیری کا دعوے":- شاید اس امر کا لکھنا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مترجم اپنے نوٹ کے آخری فقرہ مین ماہ گذشتہ کے رسالہ ریویو آف ریلیجنز کے ایک آرٹیکل کیطرف توجہ دلاتا ہے جس مین درج ہے کہ یسوع صلیب پر نہین مرا بلکہ وہان سے اپنی جان بچا کر بھاگ آیا تھا اور بعد ازان بمقام سرینگر ملک کشمیر

وفات پائی جہان محلہ خانیار مین ابتک اُس کی قبر موجود ہے"+

اخبار چرچ فیملی مورخہ ۲۸- اگست ۱۹۰۳ء لکھتا ہے :- "یہ کوئی تعجب و حیرانگی کی بات نہین ہے کہ بائبل کی اعلے تنقید جو بائبل کی عمارت کو گرا رہی ہے۔ عیسائیت کے برخلاف اپنے دلائل استعمال کرنے مین اہل اسلام وغیرہ کو ایک حربہ کا کام دے رہی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ ان عیسائیون کو جو پادریون کو اس غرض سے باہر بھیجتے ہین کہ وہ ہم کو عیسائی بنائین خود اپنی بائبل پر ہی ایمان نہین ہے وہ یہ بھی کہتے ہین کہ ان کے سرکردہ آدمیون نے بائبل کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔ انکو معجزات مندرجہ بائبل و الوہیت یسوع مسیح اور اسکے دوبارہ جی اٹھنے وغیرہ سے بالکل انکار ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اس مشنری کام کو ان زیادہ مہذب و زیادہ تعلیمیافتہ قومون مین ضرور سخت صدمہ پہونچیگا جہان غیر عیسائی معلم اور واعظ ظاہر کر سکتے ہین کہ خود ہمارے دار العلومون مین ایسے پروفیسر موجود ہین جن کی زندگی کا بڑا بھاری مقصد یہ ہو کہ وہ بائبل کو پر از اغلاط ثابت کرین۔ تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ کلکتہ مین مشنریون کی کانفرنس قائم ہوئی تھی اور اس مین اعلے تنقید بائبل کے مضمون پر بحث ہوئی تھی۔ اس کانفرنس کی رپورٹ کو اہل اسلام کے مناظر مرزا غلام احمد صاحب نے غور سے ملاحظہ کیا ہے اور اپنے میگزین یعنی ریویو آف ریلیجنز مین ایک آرٹیکل لکھا ہے جس مین وہ بائبل کی تنقید کے ان نتائج کو جو اعلے محققین نے مانے ہین نقل کرتے ہین اور ان مہلک نکتہ چینیون کو بائبل و عیسائیت کی تردید مین اپنا ہاتھ بٹانے والا قرار دیتے ہین اور مشنریون کو الزام دیتے ہین کہ جو امر غلط ثابت ہو چکا ہے وہ اسی کی تعلیم دیتے ہین اور قرآن مجید کو ہی روئے زمین پر ایسی کتاب قرار دیتے ہین جسکا دعوے ہے کہ وہ اللہ تعالے کا سچا کلام اور تحریف سے مبرا ہے وہ یہ بھی ظاہر کرتے ہین کہ اعلے تنقید کی سچائی اور بائبل کی غلطیوں کو تسلیم کر لینے کے بعد یہ بالکل مشکل نظر آتا ہے کہ عیسائی مذہب کسی طرح سے ایک لمحہ کے لئے بھی پا بجا رہ سکے۔ بلکہ اس کی ساری عمارت سڑا گر جاتی ہے +

"مرزا صاحب اپنے بیان کے ثبوت مین انسکلوپیڈیا ببلیکا کو پیش کرتے ہین اور اس آرٹیکل کا حوالہ دیتے ہین جو تفسیر انجیل کے پروفیسر پال ڈبلیو شمیڈل نے انجیلون پر لکھا ہے کیونکہ سوئٹزرلینڈ اور انگلینڈ مین ایسے آدمی موجود ہین جو ایسی حیثیت و ذرائع آمدنی کے رکھتے ہین جو انکو صرف اس صورت مین حاصل ہو سکتے تھے جبکہ وہ اس بات پر ایمان لاتے جسکو اب وہ جھوٹا ثابت کر رہے ہین۔ ہمارے یہان تفسیر انجیل کا ایک پروفیسر ہے اسکو انجیلون مین کوئی ایسی بات کم ہی ملی ہو جو قابل اعتبار خیال کی جا سکے۔ وہ سخت نکتہ چینی کے چند کالم لکھنے کے بعد کہتا ہو کہ سابقہ فصلون کے معائنہ سے بعض اوقات یہ شک ہوتا ہوگا کہ شاید انجیلون مین

کوئی بات بھی قابل اعتبار نہیں پائی جاتی۔ پھر اسکے بعد وہ لکھتا ہے کہ ہاں چند فقرے قابل اعتبار ہیں چنانچہ وہ صرف پانچ ایسے فقرات کا ذکر کرتا ہے جن پر وہ چار اور رائیز اد کرتا ہے۔ بیشک پروفیسر مذکور کے خیال کے مطابق مسیح کا کوئی معجزہ بھی سچا نہیں ہے۔ اسکا قول ہے کہ پانچہزار اور چار ہزار کو کھانا کھلانا۔ مُردوں کو زندہ کرنا۔ کوڑھیوں کا اچھا کرنا۔ لنگڑوں کا چلنا اور اندھوں کا دیکھنا یہ تمام ہرگز تاریخی واقعات نہیں ہیں یہ حالات جسمانی نہیں بلکہ روحانی مُردوں اندھوں لنگڑوں وغیرہ کے متعلق ہیں اسی قسم کی اور بہت ساری باتیں ڈاکٹر کین کی انسکلوپیڈیا ببلیکا میں پائی جاتی ہیں اور مرزا صاحب ؑ کا اسکے ساتھ بالکل اتفاق رائے ہے وہ اسکو اپنے مدعا کی تائید میں پیش کرتے ہیں اور بائیبل کے ان پروفیسروں کی شہادت کو خوشی سے قبول کرتے ہیں جو بحیثیت ایک مسلمان ہونیکے انکے خیال کے مؤید ہے۔ چنانچہ اس بنا پر وہ اپنے ہم مذہبوں کو بڑے زور سے کہتے ہیں کہ جس بائیبل کا مشنری لوگ وعظ کرتے ہیں وہ کذب و دروغ کی کتاب ہے اور کہ انکے اپنے پروفیسر اس امر کو صریحاً تسلیم کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تقاضیر عہدنامہ جدید کے پروفیسر شمیڈل صاحب کے نزدیک یسوع کے متعلق انجیلوں میں صرف پانچ فقرات خالص قابل اعتبار ہیں اور ان کا وہ حوالہ دیتے ہیں۔ مرزا صاحب اس امر کے ثبوت میں کہ خود عیسائیوں کو مسیح کی الوہیت پر ایمان نہیں۔ شمیڈل کے ایک اور فقرہ کا حوالہ دیتے ہیں۔ پروفیسر شمیڈل کہتا ہے کہ یسوع کے معاملہ میں ہمارا ایک خالص انسان کے ساتھ تعلق پڑتا ہے اور اس انسان کے وجود میں اللہ تعالےٰ کی تلاش اس شکل و ہیئت میں ہوسکتی ہے۔ جس صورت و شکل خدا تعالےٰ کا ایک انسان میں پایا جانا ممکن ہوسکے۔ مرزا صاحب و نیز بائیبل و عیسائیت کے دیگر تمام مخالفین و معاندین کے واسطے انسکلوپیڈیا ببلیکا معلومات کا ایک بھاری ذخیرہ ہے اور یہ لوگ اس سوال کے دوسرے پہلو یعنی ان کفریات کے جنسے وہ خوش ہورہے ہیں علمی تردید کی کوئی پروا نہیں کرتے

”دو ہفتہ ہوئے ہم نے ریمارک کیا تھا کہ ایسی تعلیم سے جیسا کہ ہم نے انسکلوپیڈیا ببلیکا میں حوالہ دیا ہے ایک نہایت مہلک خطرہ پیدا ہوتا ہے جس سے آج کل اللہ تعالےٰ کی صداقت پر حملہ ہورہا ہے انگلستان کے کلیسیا کا ایسی رایوں سے اغماض کرنا نہ صرف اسپر ایک خطرناک دھبہ ہی ہے بلکہ رومن کیتھولک مذہب اور اختلاف کرنے والے فرقوں کے ہاتھ میں یہ ایک زبردست انجن ہے جس سے وہ اسکی وسعت کو بے اعتبار کرتے اور اپنے نئے مرید اس میں سے حاصل کرتے ہیں لیکن اب ایک مسلمان کے ہاتھ سے جو تجربہ ہم کو ہوا ہے اس کی بنا پر ہم یہ کہنے کے قابل بھی ہوگئے ہیں کہ غیر عیسائی اقوام کے اندر انجیل کی اشاعت کے واسطے یہ سب سے بڑھ کر روک ثابت ہورہی ہے +

عِصمتِ انبیاءؑ پر پادری مارگ ورس کے رسالے

سلسلہ کے لئے دیکھو ستمبر کا رسالہ

مسٹر مارگورس نے اپنے دوسرے رسالہ مین جو عصمت انبیاءؑ پر لکھا ہے حضرت مسیح موعود کو گالیان نکالی ہین۔ اور گستاخی۔ الحاد۔ جہالت اور عمداً لوگون کو دھوکا دینے وغیرہ وغیرہ کا الزام دیا ہے۔ غالباً پادری صاحب کی نظر اس انجیلی وعظ پر تھی جس مین لکھا ہے کہ تو کسی کو بیوقوف مت کہہ ورنہ تجھے جہنم مین ڈالا جائیگا اور ان الفاظ مین انہون نے دنیا کو اپنی نیکی کا نمونہ دکھایا ہے۔ اگر مسیح موعودؑ کیجانب سے اسکو کوئی ذاتی تکلیف و رنج پہنچتا تو اس حالت مین وہ ایسی دشنام ہائے ناہنجار کے دینے مین کسی حد تک معذور سمجھا جاتا۔ لیکن مسیح موعودؑ نے اپنے مضامین مین اسکا کوئی حوالہ نہین دیا ہے اور نہ ہی اسکا نام لیا ہے۔ فی الحال اس سے درگذر کرکے ہم دیکھتے ہین کہ اس نے اپنے اسی رسالہ کے پہلے صفحہ مین ایک عجیب بات لکھی ہے لیکن جہانتک ہم نے قرآن مجید کا مطالعہ کیا ہے اور پڑھا ہے اس کی کسی آیت سے یہ امر مفہوم نہین ہوتا۔ وہ کہتا ہے کہ قرآن مجید کی بہت سی آیات ایسی ہین جو اس نے پہلے رسالے مین نقل کی ہین اور جن سے بہ استثنائے یسوع کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور باقی کل پیغمبر صریحاً گنہگار ثابت ہوتے ہین۔ کیا پادری صاحب کلام مجید کی ایک بھی ایسی آیت بتلا سکتے ہین جس مین گنہ گار یا بے گناہ ہونے کے بارہ مین یسوع کو دیگر پیغمبرون سے مستثنیٰ رکھا گیا ہو۔ وہ صریحاً قرآن مجید کی ایسی آیتون کا تذکرہ کرتا ہے جن مین بہ استثنائے یسوع کے باقی پیغمبرونکو صاف گنہ گار ثابت کیا گیا ہے اور بحیثیت ایک منتظل مین ہونیکے اسکا فرض ہے کہ ان آیتون کا پتہ دیوے وہ آیت ”ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل“ کا حوالہ دیکر ظاہر کرتا ہے کہ تمام باتون مین یہ مقدس پیغمبر دیگر پیغمبرون جیسا ہے اور اگر وہ گنہ گار ہین تو یہ پیغمبر بھی اُن سے مستثنیٰ نہین ہے اور خود ہی اِسکا یہ ترجمہ کرتا ہے کہ حضرت محمد صلعم ایک رسول سے بڑھکر نہین ہین اور اور رسول ان سے پہلے سب فوت ہو چکے ہین۔ لیکن جو اسی قسم کی آیت یسوع کی بابت ہے اسکو لکھنا بھول گیا ہے وہ یہ ہے ”ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل“۔ اس اور سابقہ آیت مین فرق صرف یہ ہے کہ اس مین بجائے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے المسیح ابن مریم لکھا ہے اور پادری مانند کے ترجمہ کے مطابق اسکا یہ ترجمہ ہوگا کہ مسیح ابن مریم ایک رسول سے بڑھ کر نہین ہے اور اور رسول اس سے پہلے سب فوت ہو چکے ہین۔ پھر یسوع کی کہان استثنا رہے؟ جو پیغمبر اس سے پہلے گذر چکے ہین ان سے وہ کوئی الگ اعزاز

نہین رکھتا۔ اور اسی طرح پر تمام باتون مین دوسرے رسولون جیسا ہے جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ مزید بران یہ بھی قابل ذکر ہے کہ یسوع بھی دوسرے پیغمبرون کی طرح وفات پا گیا اور ہر دو آیت ہائے متذکرہ بالا سے یہ امر صراحتاً ظاہر ہے۔ پہلی آیت مین تمع حضرت عیسے ان پیغمبرون مین شامل ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے فوت ہو چکے ہین۔ اور دوسری آیت مین بیان ہوا ہو کہ جو پیغمبر اس سے پہلے وفات پا چکے ہین اُن سے وہ کوئی الگ نہین ہے۔ پادری مانرو کو جواب دینے مین شائد کوئی دھوکا نہ لگے اس لئے انکو پھر متنبہ و آگاہ کرنا ضروری ہے کہ چونکہ صرف متعدد پیغمبرونکے نام قرآن مجید مین لئے گئے ہین اسواسطے یہ استثنائے یسوع کے باقی تمام پیغمبرون کو گنہ گار ٹھہرانے کے واسطے یہ اسکا فرض ہوگا۔ کہ وہ مقدس کلام مجید سے کوئی آیت اس مضمون کی پیش کرے جس سے وہ نتیجہ نکلے جسکو اس نے ایسی بیباکی سے پیش کیا ہو۔ اور نیز چونکہ اس نے کلام مجید کی آیتون کا تذکرہ کیا ہے اس واسطے کوئی حدیث یا کسی تفسیر کا کوئی قول اس غرض کے لئے قابل تسلیم نہین ہوگا۔ پادری صاحب نے اپنے پہلے رسالہ مین جسکا وہ فقرہ بالا مین حوالہ دیتے ہین صرف مفصلہ ذیل پیغمبرونکو گناہ کا الزام لگایا ہے یعنی حضرت آدمؑ حضرت موسےؑ حضرت داؤدؑ۔ حضرت ابراہیمؑ۔ حضرت ہارونؑ حضرت نوحؑ اور ہمارے پیغمبر صلعم کیا وہ کلام مجید کی کوئی ایسی آیت بتلا سکتا ہو۔ جس مین یوحنا جس کا شاگرد یسوع تھا۔ یا شعیبؑ یا اسحاقؑ یا اسمٰعیلؑ یا الیاسؑ یا کسی دیگر پیغمبر کے کسی گناہ کے فعل کا ذکر ہو یا کیا یہ تمام پیغمبر یسوعؑ کی طرح مستثنےٰ ہین پھر قرآن شریف صاف بیان کرتا ہے کہ اس مین صرف متعدد پیغمبرونکا نام لیا گیا ہو پادری مانرو نے کس دلیل و ثبوت سے ان پیغمبرون کو جن کا نام قرآن مجید مین نہین تھا گنہ گار سمجھا ہو اسکا یہ بیان کہ قرآن شریف مین ایسی آیات ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے کہ تمام پیغمبر بہ استثنائے ابن مریم کے گنہ گار تھے بالکل مردود ہے جب تک وہ ایسی آیت پیش نہ کرے جس سے یہ ثابت ہو۔ اصل بات تو یہ ہے کہ کسی پیغمبر کے معصوم یا گنہ گار ٹھہرانے کے واسطے قرآن مجید سے یہ ثبوت پیش کرنا چاہئے۔ یہ بات کہ قرآن مجید مین ایک بھی آیت نہین ہے جو پیغمبرونکے گنہ گار ٹھہرانے کے لئے مثبت ہو۔ پادری مانرو نے اپنی خاموشی سے خود مان لیا ہے کیونکہ اب تک وہ کوئی ایسی آیت پیش نہین کر سکا۔ دوسری جانب ایک مولوی صاحب نے چند آیات عصمت انبیا کے اصول کی تائید و ثبوت مین اسکو بتلائی تھین لیکن ان پر اسکو بدینوجہ اعتراض تھا۔ کہ قرآن کریم مین ایسی آیات بھی ہین جن مین اسکے زعم مین بعض انبیاء کے گناہون کا ذکر ہو۔ ان سب آیات پر ہم اسی سال کے جولائی اور اگست کے نمبر مین مفصل بحث کر کے دکھا چکے ہین کہ ان مین کسی نبی کے کسی گناہ کا ذکر نہین اور پادری مانرو نے ابتک اس مضمون کی کوئی تردید بھی نہین کی اس لئے اب دو امر کا فیصلہ

ہوگیا ہے۔ اول یہ کہ قرآن مجید مین کوئی ایسی آیت مذکور نہین ہے جس سے عام طور پر سب پیغمبرون کی گنہگاری کا اثبات ہو۔ دوم یہ کہ قرآن مجید مین کوئی فعل گناہ کا کسی پیغمبر کے حق مین منسوب نہین کیا گیا اب ہم دیکھین گے کہ آیا قرآن مجید مین کوئی ایسی آئیتین بھی ہین جن سے عصمت انبیاء کے اصول کا ثبوت ملتا ہو۔ استغفار کے معانی پر بحث کرتے ہوئے پہلے اسی آیت کا حوالہ دیا جا چکا ہے جو سورہ انبیاء مین ہو جسکا مدعا یہ ہو کہ جو کچھ انبیا کہتے یا کرتے ہین وہ سب باذن اللہ کہا جاتا ہو وہ آیت یہ ہے وما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الا انا فاعبدون وقالوا اتخذ الرحمٰن ولدا سبحانہ بل عباد مکرمون لا یسبقونہ بالقول وہم بامرہ یعملون یعلم ما بین ایدیہم وما خلفہم ولا یشفعون الا لمن ارتضٰی وہم من خشیتہ مشفقون۔ اور کوئی پیغمبر تم سے پہلے ہم نے نہین بھیجا جس کی طرف ہم نے یہ وحی نہ کی ہو کہ میرے سوا اور کوئی خدا نہین اس لئے میری ہی عبادت کرو۔ تاہم وہ کہتے ہین کہ رحمٰن نے ایک بیٹا بنا لیا ہے اسکی ذات ایسے عیبون سے پاک ہو۔ پیغمبر صرف اسکے معزز بندے ہین وہ نہین بولتے جبتک وہ ان کو نہ کہے۔ اور اسی کے حکم کے نیچے وہ کام کرتے ہین۔ وہ انکو آگے اور پیچھے کی سب باتون کو جانتا ہے اور وہ صرف اسی کی خاطر جسپر وہ راضی ہو۔ شفاعت کرتے ہین اور وہ ہر وقت اللہ تعالےٰ کے خوف سے ڈرتے رہتے ہین۔ اس جگہ ہم نے علاوہ آیت محولہ کے جسکے ترجمہ پر لکیر کھینچ دی گئی ہے اس سے ماقبل اور مابعد کی آئیتین بھی لکھدی ہین تاکہ صاف معلوم ہو جائے کہ پیغمبرونکے سوا ان آیات مین اور کسی کا ذکر نہین۔ یہان پیغمبرونکے بارے مین اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ وہ خدا کے اذن کے بغیر کوئی کلمہ منہ سے نہین نکالتے اور جبتک کسی کام کرنے کیلئے اللہ تعالےٰ انکو حکم نہ دیوے تب تک وہ کام نہین کرتے۔ درحقیقت یہان اللہ تعالےٰ پیغمبرونکے اقوال وافعال کو اپنے اقوال وافعال قرار دیتا ہی پیغمبرون کی عصمت کے بارہ مین اس سے بڑھکر اور کس ثبوت کی ضرورت ہو جو الفاظ پیغمبرونکے بارہ مین اس جگہ استعمال کئے ہین وہ بلحاظ مفہوم کے ان الفاظ سے ملتے ہین جو دوسری جگہ پر فرشتونکے حق مین بولے گئے ہین۔ یخافون ربہم من فوقہم ویفعلون ما یومرون۔ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہین جو انکے اوپر ہو اور جس بات کا انکو حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہین۔ بہرحال یہ تو ایک مسلم امر ہے کہ ملائکہ معصوم ہین اور قرآن مجید مین جن الفاظ مین ان کی تعریف کیگئی ہو انہین الفاظ مین پیغمبرون کی بھی تعریف کی گئی ہے اسواسطے متذکرہ بالا آیت مین عصمت انبیا کا بالکل صاف ثبوت ملتا ہے +

قرآن مجید کی اور بہت سی آیتون سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے۔ سورہ فاطر کی انتیسوین آیت مین وارث کتاب یعنی مومن تین قسم پر تقسیم کئے گئے ہین (۱) وہ لوگ جو بدیون کے ارتکاب سے اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین (۲) وہ لوگ جو میانہ روی اختیار کرتے ہین (۳) وہ لوگ جو سب سے بڑھکر نیکی کے کام کرتے ہین۔ اول الذکر جماعت کے لوگ میں سے بڑا فعال کے ساتھ ملے جلے ہوتے ہین۔ دوسری قسم کے لوگ معمولی نیکی کا کام بجالاتے ہین لیکن یہ نہین کہ بدی سے وہ بالکل محفوظ ہو گئے ہون اور اس لئے لغزش مین بھی مبتلا ہو سکتے ہین اگرچہ ان مین بری تحریک جلدی دب جاتی ہے۔ تیسری قسم کے وہ مومن ہین جو بدی سے بالکل محفوظ ہوتے ہین اور نیکیون ہی مین صرف اوقات کرتے ہین یہی جماعت پیغمبرون کی ہے۔ یہ امر کہ صادق مومنون کی ایک ایسی جماعت بھی ہے جو بدی کی مس سے بالکل مامون ہے۔ اس کی تائید قرآن مجید کی اور آیتون سے بھی ہوتی ہے۔ جب شیطان کو ابدی سزا کا حکم دیا گیا تو اس نے کہا **فبعزتک لاغوینہم اجمعین الا عبادک منہم المخلصین** ترجمہ۔ مجھے تیری عزت کی قسم ہے کہ مین ان سب کو گمراہ کرونگا۔ سوائے انکے جو تیرے مخلص بندے ہین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے مخلص بندون کی بھی ایک جماعت ہے جن پر شیطان کا کوئی تصرف نہین اور جنکو وہ صراط مستقیم سے نہین پھسلا سکتا۔ ایسا ہی اللہ تعالے فرماتا ہے **ان عبادی لیس لک علیہم سلطان** ۔ یعنے شیطان کا عباد الرحمن پر کوئی تصرف نہین۔ اس جگہ لفظ عباد جو عبد کی جمع ہے۔ تمام مخلوق کے واسطے مستعمل نہین ہوا بلکہ یہ صرف اللہ تعالے کے ایسے مخلص اور منتخب بندونکے واسطے ہے جیسا کہ پیغمبر اس سے بھی عصمت انبیاء ثابت ہوتی ہے کیونکہ انسان کسی بدی کا مرتکب نہین ہو سکتا جبتک کہ شیطان اسپر قابو نہ پاوے۔ لیکن ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء پر شیطان قابو نہین پا سکتا اسلئے انبیاء بدی کے بھی مرتکب نہین ہو سکتے۔

علاوہ ازین یہ مسلم امر ہے کہ انبیاء کا فرض امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ پس اگر وہ خود اپنے کہنے کے برخلاف عمل کرے تو وہ ان مین سے ہوگا جنکو قرآن مجید پیغمبر صلعم کی زبانی مفصلہ ذیل الفاظ مین ملامت کرتا ہے۔ **اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم** ۔ ترجمہ کیا تم لوگونکو نیکی کرنے کا حکم دیتے ہو اور اپنا آپ خود بھول جاتے ہو۔ یہ الفاظ قرآن مجید مین علمائے یہود کے حق مین بولے گئے ہین۔ جنہون نے پیغمبر ونسے انکار کیا اور انکو جھٹلایا۔ یہود کے علماء یہ سمجھتے تھے کہ ہمین کسی پیغمبر کی ضرورت نہین ہے۔ کیونکہ خدا کا کلام ہمارے پاس موجود ہے اور ہم دوسرے لوگون کو اس کی تعلیم دیتے ہین لیکن خدا تعالے انکو ملزم قرار دیتا ہے کیونکہ جس بات کے کرنیکا وہ اورونکو حکم دیتے ہین وہ خود نہین کرتے اور فرماتا ہے کہ تمہین نجات نہین مل سکتی جبتک پیغمبر کی

پیروی نہ کرو۔ اگر پیغمبر بھی گنہ گار ہوتے ہیں تو وہ صریحاً انہیں الفاظ کے نیچے آتے ہین جو علمائے یہود کی نسبت یہان بیان کئے گئے ہین اور اس لئے اگر انبیار اور علمائے یہود مین کوئی فرق نہین تھا تو علمائے یہود کو انبیار سے انکار کرنے پر لعنت ملامت کیون کی گئی۔ وہ بھی نیکی کے کام کرنے کی تعلیم دیتے تھے لیکن خود اسپر عمل نہین کرتے تھے۔ اور پیغمبر بھی وہی کام کرتے تھے اس صورت مین تو انبیار کی بعثت کی بھی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ نیکی سکھلانے کی تعلیم دینے کے لئے علمائے یہود بکثرت موجود تھے لیکن اصل بات یہ ہے کہ صرف تعلیم بے اثر ہے جبتک کہ معلم نمونہ بن کر نہ دکھلاوے اور نہ ایسی تعلیم لوگونکو برائیون سے ہٹا سکتی ہے اور اسی لئے پیغمبرونکے آنیکی ضرورت ہوتی ہے اور وہ جو کچھ تعلیم دیتے ہین اسپر خود عمل کرتے ہین اور اس طرح نیکی کا ایک نمونہ قائم کرتے ہین +

یہ بات کہ جو شخص افعال بد کا مرتکب ہو۔ وہ پیغمبر نہین ہو سکتا۔ مفصلہ ذیل آیت سے ظاہر ہوتی ہے

واذ ابتلی ابراہیم ربہ بکلمت فاتمہن قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظالمین +

اس آیت مین اللہ تعالےٰ اول ان احکامات کا ذکر کرتا ہے جو حضرت ابراہیمؑ کو دئے گئے تھے جنکو انہون نے بالکل پورا کر دیا۔ اس کی راستبازی پر خوش ہو کر اللہ تعالےٰ نے انکو امام بنایا۔ اسپر حضرت ابراہیم نے بارگاہ الٰہی مین عرض کی کہ میری ذریت مین سے بھی پیغمبر بنائے جائین تو جواب ملا کہ تمہاری ذریت سے صرف وہی لوگ پیغمبر بنائے جائینگے جو برے کام نہین کرینگے اور یہ کہ اس کے عہد سے بدکار ونکو کوئی حصہ نہین ملیگا۔ اس آیت سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ گنہگار شخص کو خدا کبھی پیغمبر نہین بناتا۔ اس مین پہلے ابراہیمؑ کو نبوت ملنے کا ذکر ہے کیونکہ وہ راستباز تھا۔ اور پھر اسکو صاف اطلاع دیتا ہے کہ اگرچہ اس کی راستبازی کی وجہ سے اس کی ذریت پیغمبر بنائے جائینگے تاہم جو شخص ان مین سے برے کام کرے گا وہ ہرگز نبوت کیلئے منتخب نہین ہو گا دو نتائج ایسے ہین جو کسی طرح قابل انکار نہین (۱) تو یہ کہ خدائے قادر مطلق کبھی کسی بدکار یا گنہگار کو پیغمبر نہین بناتا۔ اور (۲) یہ کہ حضرت ابراہیم کی اولاد مین سے وہ تمام لوگ جو پیغمبر بنائے گئے معصوم تھے ایسے صاف الفاظ کے ہوتے ہوئے انبیار کو گنہ گار ٹھہرانا۔ کیا یہ حماقت نہین ہے۔ پھر سورہ انعام مین اللہ تعالےٰ مختلف پیغمبرونکے نام لیکر فرماتا ہے۔ **ووہبنا لہ اسحاق ویعقوب کلا ہدینا ونوحاً ہدینا من قبل ومن ذریتہ داؤد وسلیمن وایوب ویوسف وموسیٰ وہرون وکذالک نجزی المحسنین وزکریا ویحیی وعیسے والیاس کل من الصالحین واسمٰعیل والیسع ویونس ولوطا وکلا فضلنا علی العالمین** + ترجمہ۔ اور ہم نے اسکو یعنی حضرت ابراہیمؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ عطا کیا۔ اور ان کو ہدایت

دی اور نوح علیہ السلام کو اس سے پہلے ہدایت دی تھی۔ اور اس کی اولاد سے داؤدؑ و سلیمانؑ و ایوبؑ و یوسفؑ اور موسےٰؑ و ہارونؑ کو اور ہم راستبازوں کو ایسے ہی اجر دیتے ہیں اور زکریاؑ اور یحییٰؑ اور عیسےٰؑ اور الیاسؑ یہ تمام ہمارے نیک بندے تھے اور اسماعیلؑ اور الیسعؑ اور یونسؑ اور لوطؑ۔ ان سب کو ہم نے باقی لوگوں پر فضیلت دی۔ اس آیت کو پہلی آیت کے ساتھ ملا کر پڑھا جاوے تو صاف پایا جاتا ہے کہ یہ تمام پیغمبر جنکی بابت ذکر کیا گیا ہے کہ ان کو صراط مستقیم پر چلایا گیا تھا۔ اس وعدے کے مطابق پیغمبر بنائے گئے تھے جو حضرت ابراہیمؑ کو دیا گیا تھا کہ تیری ذریت میں سے پیغمبر بنائے جائینگے مگر صرف وہی لوگ جو بدی کا ارتکاب نہ کرینگے یہ صرف چند آیات ہیں جنسے عصمت انبیاء ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید ایسی آیتوں سے بھرا ہوا ہے لیکن ان سب کا یہاں نقل کرنا ضروری نہیں کیونکہ جسقدر اوپر تحریر کیجا چکی ہیں ان سے قطعی طور پر ثابت ہو کہ گناہ پیغمبروں کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ مندرجہ بالا آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ انبیاء کے اقوال و افعال تمام احکام الٰہی کے تابع ہوتے ہیں اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی نیکیاں خالص اور اعلےٰ درجہ کی ہوتی ہیں اور ان میں بدی کی ملاوٹ ایک ذرہ بھی نہیں ہوتی اور شیطان کا ان پر کوئی تصرف نہیں ہوتا اور وہ اوروں کو ان نیکیوں کی تعلیم دیتے ہیں جنپر وہ خود عمل کرتے ہیں اور کوئی بدکار یا گنہ گار پیغمبر نہیں بنایا جا سکتا۔ اور یہ کہ ان سب کو صراط مستقیم پر چلایا گیا تھا جس سے وہ کبھی الگ نہیں ہو سکتے تھے +

اب اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت دیکھا جاوے تو آپ کو بلحاظ عصمت کے سارے دوسرے انبیاء پر کئی وجوہ سے بہت بڑی فوقیت حاصل ہو کیونکہ اول تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء سے افضل اور اعلےٰ تھے اور اس لئے اپنی پاکیزگی اور عصمت کے لحاظ سے اور تمام پیغمبروں سے بڑھے ہوئے تھے (۲) ان کی عصمت نہ صرف اس لئے ثابت شدہ ہو کہ وہ ایک پیغمبر تھے۔ اور تمام پیغمبروں کو قرآن کریم نے معصوم قرار دیا ہے بلکہ بہت سی آیات میں خاص طور پر یہ عصمت صاف بیان کی گئی ہے ایک موقعہ پر قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے **ومن یعص اللہ و رسولہ فان لہ نار جہنم خالداً فیہا**۔ ترجمہ جو کوئی اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کریگا اس کی سزا جہنم ہے اس جگہ اللہ تعالےٰ اور اسکے رسول کی اطاعت کا ایک ہی کلمہ میں ذکر کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیغمبر کے اقوال و افعال بغیر حکم الٰہی نہ تھے ورنہ اس کی اطاعت اللہ تعالےٰ کی اطاعت کے ساتھ کی جانی ضروری نہ تھی ایک اور موقعہ پر آتا ہے **ومن یطع الرسول فقد اطاع اللہ**۔ جو کوئی رسول کی اطاعت کرتا ہے وہ خود خدا کی اطاعت کرتا ہے جسکے یہ معنے ہیں کہ رسول کی مرضی اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو کیونکہ اگر پیغمبر کی ایک کام کی مرضی ہو جو خدا تعالیٰ کی

مرضی نہ ہو تو ایسی صورت مین پیغمبر کی اطاعت خدا کی اطاعت نہین ہو سکتی ان دو آیتون سے صاف ظاہر ہے
کہ پیغمبر کی خواہش خلاف منشا ایزدی نہین ہو سکتی ہے اور اس لئے وہ گناہ کا مرتکب نہین ہو سکتا کیونکہ اس سے اللہ تعالے
کی مرضی کے خلاف کام کرنا پایا جاتا ہے - مزید بر آن چند آیات مثلاً قل ان صلوتی و نسکی و
محیای و مماتی للہ رب العالمین اور آیت ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ
ید اللہ فوق ایدیہم - اور آیت و ما رمیت اذ رمیت و لکن اللہ رمی - اور آیت ما ضل
صاحبکم و ما غوی و ما ینطق عن الہوے ان ہو الا وحی یوحی پر پہلے اچھی طرح سے بحث
کی گئی ہے - اور یہ ثابت کیا گیا ہے - کہ یہ تمام آیات رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عصمت کے لئے قطعی
دلیل ہین - اسی طرح آیت قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم
ترجمہ - کہہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میرے نقش قدم پر چلو پھر اللہ تعالے تم سے محبت کریگا اور
تمہارے گناہ معاف کر دیگا - جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی گناہ
نہین کیا ورنہ ایک شخص کے جس سے کبھی کبھی گناہ کا ارتکاب بھی ہو جاتا ہو - نقش قدم پر چلنے سے گناہ
کیونکر معاف ہو سکتے تھے یا اللہ تعالے کیونکر خوش ہو سکتا تھا - اس آیت پر مفصل بحث پہلے گذر چکی ہے
ایک دیانت داری سے قرآن مجید کا مطالعہ کرنیوالا ایک لمحہ کے لئے بھی نہین کہہ سکتا کہ جس شخص کا
ان آیات مین ذکر ہے وہ گنہ گار تھا - ان آیات کے علاوہ جن کے یہان دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہین قرآن مجید
مین اور بہت ساری آیات ہین جن مین ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کا صاف صاف ذکر ہے چنانچہ ایک جگہ ہمارے
رسول اکرم کو نیکی کا نمونہ کہا گیا ہے اور تمام لوگونکو حکم دیا گیا ہے کہ آپ کی پیروی اختیار کرین اور آپکے نقش
قدم پر چلین - اگر ہمارے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم ایک ممنوع جگہ پر پڑے ہوئے تھے تو آپکے حالت مین
نمونہ پر چلنے کا حکم نہ ہوتا - قرآن مجید ہر ایک غلطی سے مبرا اور کافی ہدایت کا جامع تھا پس اگر پیغمبر صلعم غلطیون
سے پاک نہ تھے تو کیون انکو نمونہ قرار دیا گیا - پھر لکھا ہے کہ خود اللہ تعالے اور اسکے فرشتے اس پر درود بھیجتے
ہین اے مسلمانون تم بھی اس پر درود بھیجو - یہان مومنونکو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالی کا درود رحمت رسول اکرم
پر بھیجین اسلئے اگر جو شخص انکو گنہ گار سمجھتا ہے وہ خلاف منشاء ایزدی کرتا ہے اللہ تعالے کا رسول اکرم پر درود
بھیجنا ان کی عصمت کیوجہ سے ہے - اس سے اگلی آیت مین اور بھی زیادہ وضاحت سے یہی بیان کیا گیا ہے -
ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنہم اللہ یعنی جو لوگ اللہ اور اسکے رسول کو ایذا دیتے ہین اللہ تعالی کی
ان پر لعنت ہے - اور آیت ان الذین یؤذون المؤمنین والمؤمنات بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بہتانا و

اثما مبینا۔ اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بغیر کسی قصور کے ایذا دیتے ہیں وہ ایک بہتان اور صاف گناہ کے مرتکب ہیں دونوں آیتوں کا فرق ظاہر ہے پہلی آیت میں خدا کی لعنت اُس شخص پر ہوتی ہے جو خدا اور اسکے رسول کو ایذا دیتا ہے۔ اور دوسری آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو لوگ مومنوں کو بغیر ان کے کسی قصور کے ایذا دیں وہ بہتان کے مرتکب ہیں جن الفاظ پر خط کھینچا گیا ہے وہ پہلی آیت میں نہیں ہیں ان الفاظ کے نہ ہونے سے صاف پایا جاتا ہے کہ قصور کا امکان جو مومنوں کے بارے میں ہے جسکے واسطے الفاظ "بغیر انکے کسی قصور کے" استعمال کرنے کی ضرورت ہوئی۔ ایسا امکان قصور کا پیغمبر ونکے بارے میں نہیں ہے۔ یہ بات اس سے بھی صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول کا ایک ہی جگہ الگ ذکر کیا گیا ہے۔ اور مومنوں کا ذکر الگ کیا گیا ہے اسلئے چونکہ کوئی قصور اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا ایسے ہی پیغمبر کی طرف بھی نہیں کیا جا سکتا۔ مزید برآن آنحضرت صلعم کو ایذا پہنچانیکو گناہ کہا گیا ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جو شخص آنحضرت صلعم پر گناہ کا الزام لگاتا ہے یا آپکو گنہ گار کہتا ہے وہ آپ کو ایذا پہونچاتا ہے اسواسطے قرآن کریم سے یہ ثابت ہوا کہ جو شخص آنحضرت صلعم کو گنہ گار کہیگا وہ خود بڑے سخت گناہ کا مرتکب ہوگا کیونکہ پیغمبر صلعم کو آپ کی طرف کوئی گناہ منسوب کرکے ایذا پہنچانیوالے پر لعنت کیگئی ہے حالانکہ مومنین کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ خدا تعالے کی برکات آنحضرت کیلئے طلب کریں کیا اب بھی پادری مانز کو واقعی شک ہے کہ انبیا معصوم نہیں ہوتے؟

آنحضرت صلعم کی زندگی ایسی پاکیزہ اور ہر ایک عیب و نقص سے ایسی مبرا ہے کہ آپکے ہمعصر دشمن آپ کی ساری زندگی میں ایک عیب بھی بیان نہ کر سکے جبکہ قرآن شریف سے یہ دعوے کیا **فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون**۔ میں اس سے پہلے تمہارے درمیان بہت مدت رہا ہوں (تم بتا سکتے ہو کہ میں نے کونسا برا کام کیا) پس تم کیوں نہیں سمجھتے (کہ جس شخص سے ساری عمر میں خفیف سے خفیف گناہ کا ارتکاب بھی نہیں ہوا وہ افترا علے اللہ جیسے بڑے گناہ کا مرتکب کیونکر ہو سکتا ہے) ایک ایسی زندگی کے ساتھ جو کہ اپنی پاکیزگی اور ہر ایک الزام سے بری ہونیمیں یگانہ ہے ایسے سخت گناہ کو کہ وہی شخص خدا پر افترا کرتا اور بہتان باندھتا ہے۔ ہم کسی طرح مطابق نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلعم نے اپنے دعوے کی سچائی پر اپنی پہلی زندگی کی پاکیزگی اور بے عیبی کو بطور شہادت پیش کیا ہے جو کہ انکے مخالفین میں بھی مسلم تھی۔ جو شخص عین جوانی میں نہ خدا کو اور نہ انسان کو ناراض کرتا ہے وہ کیونکر اپنے بڑھاپے میں اپنی نیک شہرت پر دھبہ لگانیکا مرتکب ہو سکتا ہے یہ دلیل آنحضرت صلعم کی سچائی کیلئے قرآن شریف نے استعمال کی ہے اور اسکی شوکت پادری مانز و صاحب کو اُسوقت اور بھی زیادہ معلوم ہوگی جب وہ آپکے ابتدائے چالیس سالہ واقعات کا یسوع کی ابتدائے تیس سالہ زندگی سے

مقابلہ کریگا - یسوع کے ابتدائی حالات بالکل تاریکی مین پڑے ہوئے ہین اور وہ خود ایک لفظ تک کا بھی اشارہ اپنی وعظونمین ان حالات کیطرف نہین کرتا بلکہ اس کی سوانح نویسونکو بھی اس امر پر خاموش ہی رہنا پڑا ہے اور اسکے دشمنون نے جو کچھ بیان کیا ہو وہ اس قسم کے قصص ہین جن مین سے ایک عشق کا قصہ ہے کہ اگر انکو صحیح مانا جاوے جیسا کہ یہودیون کی ساری تاریخ کو عیسائی صحیح مانتے ہین تو یسوع کی عصمت مین بھی شک پڑتا ہے لیکن صرف قرآن شریف کے روسے ہم انکو معصوم مانتے ہین - برخلاف اسکے آنحضرت صلعم کی زندگی کے حالات مفصل طور پر حدیثونمین بیان کئے گئے ہین اور آپ کی پاکیزگی ونیکی کا شہرہ اُسوقت بھی ایسا تھا کہ آپ عام طور پر الامین کے نام سے مشہور تھے۔ اس مطہر ومقدس زندگی کا حوالہ قرآن شریف نے نہایت ہی مختصر و خوبصورت الفاظ مین اس طرح پر دیا ہے کہ اسی کو آپ کے دعوے کی سچائی پر دلیل کے طور پر پیش کیا ہے - اور دلیل صرف وہی چیز ہو سکتی ہو جو فریقین کے نزدیک مسلم ہو پس معلوم ہوا کہ آنحضرت صلعم کی پاکیزگی و بے عیبی کے کفار بھی اسی طرح قائل تھے جیسا کہ مسلمان ÷

(باقی آیندہ)

اعلان

(۱) چونکہ اب ماہ روان یعنی دسمبر ۱۹۰۳؁ء کے ختم ہونے پر سال میگزین بھی ختم ہوتا ہے

جو سالانہ حساب بقایا وغیرہ کے انفصال کا وقت ہے۔ اس واسطے بغرض اطلاع

ان خریداران جنکے ذمہ میگزین کا کچھ بقایا ہی درج کیا جاتا ہی کہ وہ اپنا اپنا ذمگی بقایا جلدی

بھیجدیوین تاکہ قبل اختتام سال تصفیہ حساب بقایا کا ہو جاوے اور خاص طور پر یاددہانی

کی ضرورت نپڑے جس سے ناحق طوالت کام و زیربار خرچ کی متصور ہے +

(۲) جو صاحب اپنے سال کے اختتام پر میگزین بند کرنا چاہتے ہون انکا فرض ہو گا کہ دفتر

مین اخیری پرچہ پہنچنے پر فی الفور اطلاع دین۔ سکوت کیحالتمین رسالہ بدستور جاری رہیگا +

(۳) جملہ خریداران کیخدمت مین التماس ہی کہ وہ دفتر ہذا کے ساتھ خط کتابت کرتے وقت

اپنے نمبر خریداری کا حوالہ دیا کرین۔ چونکہ نمبر خریداری بہت بڑھگیا ہی اور دو ہزار کے

قریب تعداد خریدار پہنچگئی ہی اسواسطے بغیر پتہ نمبر کے نام تلاش کرنیمین بڑی دقت

پیش آتی ہی جس سے تعمیل مین توقف اور کام مین طوالت ہوتی ہی +

اعلان

(۱) چونکہ اب ماہ رمضان یعنی دسمبر ۱۹۰۸ء کے ختم ہونے پر سال میگزین بھی ختم ہوتا ہے
جو سالانہ حساب بقایا وغیرہ کے انفصال کا وقت ہے اس واسطے بغرض اطلاع
ان خریداران کے جنکے ذمہ میگزین کا کچھ بقایا ہے عرض کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا اپنا کل بقایا جلدی
بھیجدیں تاکہ قبل اختتام سال تصفیہ حساب بقایا کا ہوجاوے اور خاص طور پر یاد دہانی
کی ضرورت نہ پڑے جس کی نسبت طوالت کلام زیادہ عذر پیچ کی متصور ہے

(۲) جو صاحب بعد سال کے اختتام پر میگزین بند کرنا چاہتے ہوں انکا فرض ہوگا کہ دفتر
میگزین کو فوری پرچہ پہنچنے پر اطلاع دیں ورنہ سکوت کی حالت میں رسالہ بدستور جاری رہیگا

(۳) جملہ خریداران کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ دفتر ہذا کے ساتھ خط و کتابت کرتے وقت
اپنا نمبر خریداری کا حوالہ دیا کریں چونکہ نمبر خریداری بہت بڑھ گیا ہے اور دو ہزار کے
قریب تعداد خریداران پہنچ گئی ہے اسواسطے بغیر حوالہ نمبر کے نام تلاش کرنے میں بڑی دقت
پیش آتی ہے جس سے تعمیل میں توقف اور کام میں طوالت ہوتی ہے

معاونین کا شکریہ

و

التماس ضروری

یہ امر اب چنداں وضاحت طلب نہیں رہا کہ ہمارے پیارے امام حضرت اقدس امام صادق علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد کی تعمیل میں جماعت احمدیہ کے ہر طبقہ کے احباب نے حسب استطاعت خود مالی و جانی خدمت کی بجاآوری میں سرمو دریغ نہیں کیا ہر طرح سے کوشش کر کر اپنی اخلاص مندی و سرگرمی و ہمدردی کا ایک قابل قدر نمونہ دکھلایا ہے اور اب بھی دکھلا رہے ہیں اپنی طاقت و توفیق کے موافق بعض خود خریدار رسالہ کے بنے - بعض نے خود خریدار بننے کے علاوہ اور خریدار پیدا کئے بعضوں نے اپنے خرچ سے اوروں کے نام رسالے مفت جاری کرائے یا بغرض اشاعت ممالک غیر میں مفت بھجوائے غرضیکہ اپنی جانب سے ہر طرح کی سعی کی جو علی قدر مراتب سب شکریہ کے مستحق ہیں - مگر بعض خاص مخلص احباب نے تو اس حکم کی تعمیل میں ایسی سرتوڑ کوششیں کی ہیں اور وہ جوہر اخلاص مندی و ہمت مردانہ دکھلایا ہے کہ یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ اپنے پیارے امام کے ارشاد پر قربان ہوئے جاتے ہیں + پچھلے اشو میں بھی ایسی ہی مخلصانہ ہمدردی و امداد کی بنا پر بعض ایسے احباب کا تذکرہ خاص شکریہ کے ساتھ کیا گیا تھا مگر اسکے بعد بھی ایسے سرگرم و پرجوش احباب کی تعداد میں کمی نہیں ہوئی بلکہ بفضلہ تعالی روبہ ترقی ہے اور وہ اپنے صدق و ثبات و اخلاص مندی میں قدم آگے ہی بڑھا رہے ہیں + پچھلے ایام میں جناب منشی عبد العزیز صاحب عرف وزیر خان احمدی بریہانے [illegible] و جناب بابو محمد صاحب لدہانوی نے [illegible] و جناب ڈاکٹر الہی بخش صاحب راولپنڈی نے یکصد روپیہ و جناب سید ناصر شاہ صاحب جموں و سید عبد الہادی صاحب شملہ و جناب شیخ نور احمد صاحب چنیوٹی و ڈاکٹر رحمت علی صاحب نے [illegible] اور بابو عبد الرحمن صاحب و غلام نبی صاحب نے افریقہ سے [illegible] اپنی گرہ سے ارسال فرمائے ہیں اور منشی محمد حسین صاحب دفتر قانونگو نے [illegible] اور شیخ نیاز احمد صاحب نے [illegible] جمع کر کے ارسال فرمائے ہیں +

تہ دل کے ساتھ ان کا شکریہ ادا کرنے کے بعد اللہ تعالے سے دعا ہے کہ اللہ تعالے ان کو اس اعانت فی سبیل اللہ کی جزائے خیر دیوے اور دیگر برادران کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق بخشے اور اللہ تعالی انکی روحوں کو ایسے جوش و سرگرمی و ہمدردی سے بھر دے کہ جس سے وہ پوری مستعدی و ہمت سے کام لیکر اور حتی الوسع اچھی طرح سے کوشش کر کے اس رسالہ کو اس تعداد تک پہنچا دیں ....

...... جس تعداد تک پہنچانیکا امام صادق نے اپنے ارشاد مبارک میں ارادہ ظاہر فرمایا ہے ابھی اس تعداد میں بڑی کمی ہے اور اس کمی کے پورا کرنیکے لئے ابھی ایسی سرگرم و پرجوش روحوں کی سخت ضرورت ہے اور حسنات دارین حاصل کرنیکا عین وقت ہے کاش کوئی اس کی قدر کرنیوالا اور وقت پر اس سے استفادہ کرنے والا ہو - اللہ کرے ایسا ہی ہو - آمین - ثم آمین - والسلام -

منیجر -

معاونین کا شکریہ

و

التماس ضروری

[illegible]

[illegible]

....

[illegible]

آمین ثم آمین۔ والسلام۔ منیجر

	معرفت مہرالدین	عا/	۱۴۹۷	میاں رحمت اللہ	عا/	۱۲۵۴	منشی عبدالرحیم	للعہ/
۱۴۳۹	میاں عبدالواحد	ے/ ۱۲/	۱۴۲۳	میاں عبدالمجید	للعہ/	۱۲۵۵	میاں بہادر خان	معہ/
۱۰۸۰	چوہدری نواب الدین	عا/	۱۲۶۹	مستری فضل احمد	عا/	۱۲۶۰	چوہدری فتح خان	للعہ/
۱۴۴۸	منشی محمد حسین	عا/ ۸/	۱۲۷۴	مستری خدا بخش	عا/	۱۲۶۳	میاں شمس الدین	ے/
۹۶/۲	میاں نور محمد	للعہ/	۱۲۶۵	میاں محمد خلیل	عا/	۱۲۷۶	شیخ فضل کریم	عا/
۹۱۶	میاں اللہ دتا	ے/ ۴/	۱۲۷۱	مستری غلام محی الدین	عا/	۱۵۲۶	منشی چراغ دین خان	عا/
۱۰۲/۲	شیخ نیاز احمد	للعہ/ ۸/	۱۲۷۵	شیخ عبدالرشید	عا/	۱۵۱۴	شیخ خدا بخش	معہ/
۱۸۲و۱۸۳	میاں روشن دین	ے/	۱۲۷۰	مستری اللہ دتا	عا/	۱۴۵۵	منشی طفیل احمد	عا/
۱۰۳/۲	میاں جمن خان	عہ/	۱۳۳۹	بابو رکن الدین	عا/	۱۵۲۷	بابو عبدالوحید	للعہ/
۱۰۴/۲	میاں کریم بخش نوگر	عا/	۱۱۵۵	منشی سلطان جہان خان	عا/	۱۱۶/۲	منشی محمد حسین	صہ/
۱۰۵/۲	جماعت احمدیہ کپورتھلہ	عسہ	۱۲۳۰	میاں محمد دین	عا/	۷۳۸	میاں احمد حسین	عہ/
	مولوی فتح دین	عہ/	۱۴۴۱	میاں غلام رسول	للعہ/	۱۵۰۲	منشی گوہر علی	عا/
۱۴۵۷	میاں عبدالعزیز	صہ/	۱۳۴۲	میاں میران بخش		۱۵۱۵	میاں محمد اسماعیل	عہ/
۹۵	ڈاکٹر عباد اللہ	صہ/	۱۲۸۳	شیخ جان محمد خان	للعہ/	۱۵۱۶	میاں عبداللہ	۱۴/
۱۲۲۳	شیخ نور احمد	ے/ ۸/	۱۱۵۳	سیٹھ موسے	للعہ/		حافظ احمد دین وغیرہ	۱۲/
۹/۲	شیخ عبدالرحمن خان	للعہ/	۱۴۹۲	میاں حسین علی	عا/	۱۴۲۲	میاں محمد لطیف	عا/
۱۱۱۶	منشی فیروز الدین	عا/	۱۴۹۸	شیخ ننھے خان	عا/	۱۳۰۵	منشی محمد عالم	عا/
	سید فرزند علی	عا/	۹۶۷	میاں ظفر حسین	عا/		میاں محمد جعفر	۶/
۱۱۱/۲	قاضی ضیاء الدین	عا/	۱۴۸۸	منشی غلام حیدر	عا/		ایم-اے حق	عا/
۱۱۲/۲	حکیم نور محمد	ے/	۷۷۹	میاں محمد اعظیم	للعہ/	۱۱۶۷	میاں غلام حسنین	للعہ/
۹۴۸	مولوی قطب الدین	عہ/	۲۰/۲	ڈاکٹر محمد حسین	صہ/	۱۴۳۵	میاں محمد عبدالولی	عا/
۱۳۱۵	منشی محبوب عالم	عا/	۲۷۳	میاں دیانت خان	عا/	۱۵۰۰	شیخ نوازش علی	للعہ/
۱۳۳۳	منشی اللہ دین	عا/	۱۲۰۷	چوہدری شیر محمد	عا/	۱۳۱۷	ڈاکٹر سید عباس علی	عا/
۱۴۷۹	منشی تفضل حسین	عا/ ۸/	۱۲۴۷	مولوی عبدالعزیز	عا/	۱۵۰۶	شیخ کریم بخش	عا/

	معرفت مہرالدین	عا ر
۱۴۳۹	میاں عبدالواحد	سے ر ۱۲ ر
۱۰۸۰	چوہدری نواب الدین	عا ر
۱۴۴۸	منشی محمد حسین	عا ر ۸ ر
۹۶/۲	میاں نور محمد	للعہ ر
۹۱۶	میاں اللہ دتا	سے ر ۴ ر
۱۰۲/۲	شیخ نیاز احمد	للعہ ر ۸ ر
۱۸۲و۱۸۳	میاں روشن دین	سے ر
۱۰۳/۲	میاں جمن خان	ے ر
۱۰۴/۲	میاں کریم بخش حوگر	عا ر
۱۰۵/۲	جماعت احمدی کپوتھلہ	عسہ
	مولوی فتحدین	عہ ر
۱۴۵۷	میاں عبدالعزیز	صہ ر
۹۴و۹۵	ڈاکٹر عباداللہ	صہ ر
۱۲۲۳	شیخ نور احمد	سے ر ۱۰ ر
۹/۲	شیخ عبدالرحمن خان	للعہ ر
۱۳۱۶	منشی فیروزالدین	عا ر
	سید فرزند علی	عا ر
۱۱۱/۲	قاضی ضیاءالدین	عا ر
۱۱۳/۲	حکیم نور محمد	سے ر
۹۴۸	مولوی قطب الدین	عہ
۱۳۱۵	منشی محبوب عالم	عا ر
۱۳۳۳	منشی اللہ دین	عا ر
۱۴۷۹	منشی تفضل حسین	عا ر ۸ ر

۱۴۹۷	میاں رحمت اللہ	عا ر
۱۴۲۳	میاں عبدالمجید	للعہ ر
۱۲۶۹	مستری فضل احمد	عا ر
۱۲۷۴	مستری خدا بخش	عا ر
۱۲۶۵	میاں محمد خلیل	عا ر
۱۲۷۱	مستری غلام محی الدین	عا ر
۱۲۷۵	شیخ عبدالرشید	عا ر
۱۲۷۰	مستری اللہ دتا	عا ر
۱۳۳۹	بابو رکن الدین	عا ر
۱۱۵۵	منشی سلطان جہانخان	عا ر
۱۲۳۰	میاں محمد دین	عا ر
۱۴۴۱	میاں غلام رسول	للعہ ر (دونوں)
۱۳۴۲	میاں میراں بخش	
۱۲۸۳	شیخ جان محمد خان	للعہ ر
۱۲۵۳	سیٹھ ہوسے	للعہ ر
۱۴۹۲	میاں حسین علی	عا ر
۱۴۹۸	شیخ ننھے خان	عا ر
۹۶۷	میاں ظفر حسین	عا ر
۱۴۸۸	منشی غلام حیدر	عا ر
۷۷۹	میاں محمد اعظم	للعہ ر
۲۰/۲	ڈاکٹر محمد حسین	صہ ر
۲۷۳	میاں دیانت خان	عا ر
۱۲۰۷	چوہدری شیر محمد	عا ر
۱۲۴۷	مولوی عبدالعزیز	عا ر

۱۲۵۴	منشی عبدالرحیم	للعہ ر
۱۲۵۵	میاں بہادر خان	للعہ ر
۱۲۶۰	چوہدری فتح خان	للعہ ر
۱۲۶۳	میاں شمس الدین	سے ر
۱۲۷۶	شیخ فضل کریم	عا ر
۱۵۲۶	منشی چراغدینخان	عا ر
۱۵۱۴	شیخ خدا بخش	للعہ ر
۱۴۵۵	منشی طفیل احمد	عا ر
۱۵۲۷	بابو عبدالوحید	للعہ ر
۱۱۶/۲	منشی محمد حسین	ے ر
۸۳۷	میاں احمد حسین	للعہ ر
۱۵۰۲	منشی گوہر علی	عا ر
۱۵۱۵	میاں محمد اسماعیل	عہ ر
۱۵۱۶	میاں عبداللہ	۱۴ ر
	حافظ احمد دین وغیرہ	۱۲ ر
۱۴۲۲	میاں محمد لطیف	عا ر
۱۳۰۵	منشی محمد عالم	عا ر
	میاں محمد جعفر	۶ ر
	ایم-اے حق	عا ر
۱۱۶۷	میاں غلام حسین	للعہ ر
۱۴۳۵	میاں محمد عبدالولی	عا ر
۱۵۰۰	شیخ نوازش علی	للعہ ر
۱۳۱۷	ڈاکٹر سید عباس علی	عا ر
۱۵۰۶	شیخ کریم بخش	عا ر

۱۵۱۰	بابو عبد الحی	عا/	۱۲۷/۲	حکیم محمد حسین	للعہ/	۱۲۴۵	میاں غلام نبی	عا/
۱۵۰۹	سید سردار حسین	عا/	۱۴۸۵	منشی خورشید عالم	ے/	۱۵	ماسٹر عبد الرؤف	عا/ ۱۲/
۱۳۱۰	میاں شمس الدین	عا/	۱۵۰۸	خان بہادر سید سکندر شاہ	عا/	۸۷/۲	شیخ محمد دین	ے/
۱۴۸۳	منشی حسین علی	عا/	۱۵۰۴	ملک مولا بخش	عا/	۱۵۰۱	میاں کریم اللہ	عا/
۱۶۱۵	میاں محمد عمر خان	عا/	۱۵۴۹	ملک محمد حسین سوخان	للعہ/	۲۴۵	میاں امیر بخش	عہ/
۴۹۷	میاں غلام محمد	عا/ ۱۲/	۱۲۸/۲	مولوی جمال الدین	للعہ ۳/	۱۶۴۵	میاں میراں بخش بابتہ سنہ ۱۹۰۴ء	عا ۴/
۱۶۱۸	میاں شادی صاحب	عا/	۲۸۳	سلطان حامد	عا/	۱۶۴۶	ڈاکٹر احمد خان رر	عا ۴/
۱۵۷۳	مولوی عبد القادر	عا/	۱۲۹/۲	برکت شاہ وغیرہ	ے ۸/	۱۳۴/۲	میاں جان محمد مدرس	للعہ ۸/
۱۳۲۲	منشی امیر احمد	عا/	۱۴۸۹	بابو ارشاد میرزا	عا/	۱۳۹/۲	میاں مراد علی عبد العلی	عا/
۷۲۹	منشی غلام حیدر	عا/	۸۰۱	حکیم غلام محی الدین	للعہ/	۶۸۸	حکیم شاہ نواز	عسہ
۱۲۴/۲	حکیم محمد صدیق	للعہ ۸/	۱۴۶۵	بابو غلام رسول	للعہ/	۹۴۸	مولوی قطب الدین	عہ/
۱۳۰۸	حافظ احمد دین	عہ ۸/	۳۲۵	چوہدری غلام حسین	للعہ/	۱۵۰۵	سہنہ دیسراج	عا/
۱۶۱۶	میاں مہر دین	عا/	۱۴۳/۱۴۱	منشی محمد حسین	سے	۱۶/۲	جماعت شملہ	عہ/
۱۶۱۷	میاں اللہ بندہ	عا/	۱۶۲۵	چوہدری علم دین	عا/	۲۷/۲	منشی فیروز علی	عہ/
۱۱۸/۲	بابو عبد الرحمٰن	۸/	۱۶۲۶	چوہدری دیوان بخش	عا/	۱۵۳	شیخ ضیاء الدین	
۱۱۹/۲	بابو غلام نبی		۱۴۶۷	منشی مرتضیٰ	عا/			
۱۱۶/۲	منشی محمد حسین	سہ/	۱۵۴۶	اخوند کار نور علی	للعہ/			
۱۰۹/۲	ڈاکٹر رحمت علی	صہ	۱۴۶۶	ابو شہاماں -	عا/			
۱۱۳/۲	میاں محمد دین	عا/	۱۱۴	سید جلال	ے ۱۲/			
۹۶۲	میاں کریم بخش	عا/	۱۶۳۴	مولوی سید انعام رسول	عا/			
۱۷۳	مولوی نجم الدین احمد	للعہ ۸/	۱۴۵۲	منشی عبد الصمد	عا/			
۲۵/۲	خان صاحب عجب خان	للعہ/	۱۵۱۱	منشی تاج محمد	عا/			
	منشی احمد علی -	عا/	۹۲/۲	منشی عبد العزیز عرف وزیر خان ازرحصہ ۲۵۰	عا/			
۱۲۹۷	منشی گلابدین	۳/	۱۵۷۵	میاں نور محمد	عا/			

نوٹ - جن ناموں کے مقابل نمبر ۲ دیا ہوا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ ان صاحبان نے اسقدر روپیہ صرف اعانت میگزین میں عطا فرمایا ہوا اور اپنے خرچ پر مفت رسالے باہر بھجوائے ہیں - اور باقی روپیہ خریداری رسالہ کا ہے +

نوٹ - ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء کا کل ان وصولی رقوم ہر قسم حسب مندرجہ بالا [illegible] اور ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء کا کل [illegible]

۱۰۰ بابو عبد العلی [illegible]	۱/۲ حکیم محمد حسین [illegible]	۱۰۰ میاں غلام نبی [illegible]
۱۰۰ سید سردار حسین [illegible]	۱۰۰ منشی محمد شفیع [illegible]	۱۰۰ ماسٹر عبد الرؤف [illegible]
۱۰۰ میاں شمس الدین [illegible]	۱۰۰ منشی [illegible] [illegible]	۱/۲ شیخ محمد دین [illegible]
۱۰۰ منشی حسین علی [illegible]	۱۰۰ ملک مولا بخش [illegible]	۱۰۰ میاں کریم بخش [illegible]
۱۰۰ میاں محمد [illegible] [illegible]	۱۰۰ [illegible] [illegible]	۱۰۰ میاں [illegible] [illegible]
۱۰۰ میاں غلام محمد [illegible]	۱/۲ مولوی [illegible] [illegible]	۱۰۰ میاں [illegible] [illegible]
۱۰۰ میاں [illegible] [illegible]	۱۰۰ سلطان محمد [illegible]	۱۰۰ ڈاکٹر [illegible] [illegible]
۱۰۰ مولوی عبد القادر [illegible]	۱/۲ [illegible] [illegible]	۱/۲ میاں [illegible] [illegible]
۱۰۰ منشی [illegible] [illegible]	۱۰۰ بابو [illegible] [illegible]	[illegible] [illegible]
۱۰۰ منشی غلام محمد [illegible]	۱۰۰ حکیم [illegible] [illegible]	۱۰۰ حکیم [illegible] [illegible]
۱/۲ حکیم محمد صدیق [illegible]	۱۰۰ بابو غلام رسول [illegible]	۱۰۰ مولوی قطب الدین [illegible]
۱۰۰ حافظ محمد دین [illegible]	۱۰۰ چوہدری غلام حسین [illegible]	۱۰۰ [illegible] [illegible]
۱۰۰ میاں محمد دین [illegible]	۱/۲ منشی [illegible] [illegible]	۱/۲ جماعت [illegible] [illegible]
۱۰۰ میاں [illegible] [illegible]	۱۰۰ چوہدری [illegible] [illegible]	۱/۲ منشی [illegible] [illegible]
۱/۲ بابو [illegible] [illegible]	۱۰۰ [illegible] [illegible]	۱۰۰ شیخ [illegible] [illegible]
۱/۲ بابو غلام [illegible] [illegible]	۱۰۰ منشی [illegible] [illegible]	نوٹ — [illegible]
۱/۲ منشی [illegible] [illegible]	۱۰۰ [illegible] [illegible]	[illegible]
۱/۲ ڈاکٹر [illegible] [illegible]	۱۰۰ [illegible] [illegible]	[illegible]
۱/۲ میاں محمد دین [illegible]	۱۰۰ سید [illegible] [illegible]	[illegible]
۱/۲ میاں کریم بخش [illegible]	۱۰۰ مولوی [illegible] [illegible]	[illegible]
۱۰۰ مولوی [illegible] [illegible]	۱۰۰ منشی [illegible] [illegible]	[illegible]
۱/۲ [illegible] [illegible]	۱۰۰ منشی [illegible] [illegible]	[illegible]
منشی [illegible]	۱/۲ منشی عبد [illegible] [illegible]	
۱۰۰ منشی [illegible] [illegible]	۱۰۰ میاں [illegible] [illegible]	

نوٹ — [illegible]

۰ بابو عبدالقادر عہ ر	۱۲۳۶ مولوی محمد بخش عار	۲۵۶ پیر برکت علی عار
۶۹۱ بابو عبدالرحمن ہے ر	۱۲۶۱ شیخ محمد علی عار	۱۴۰۶ حکیم عطا محمد عار
۱۴۰۵ قاضی عبداللہ شاہ عار	۹۰۲ ایم۔ کے اولوگلے سابق سپرنٹنڈنٹ پولیس للعہ ر	۱۴۰۷ میاں خدا بخش عار
۱۱۸ بابو محمد صاحب ۱۱عہ	۹۴۶ بابو فیروز خان عار	۱۴۱۲ مولوی عبداللہ عار
۹۰/۲ ڈاکٹر الہی بخش ۱۱ر	۱۱۴۲ میاں لال محمد عار	۱۴۱۳ منشی خیرالدین خان للعہ ر
۹۲/۲ میاں وزیر خان عہ	۱۱۵۱ میاں خداداد عار	[illegible] چوہدری ممتاز علی عار
۴۳۰ میاں حسینی خان عار	۱۱۸۴ سید نبی شاہ عار	**رسید زر**
۹۷۱ میاں فقیر محمد عہ ر	۱۱۹۹ شیخ محمد اسماعیل عار	بابت ماہ نومبر سنہ ۱۹۰۳ء
۱۴۳۷ منشی نجابت علی عار	۹۸/۲ نبی بخش نمبردار صہ ر	۰ مولوی احمد علی ۱۳ر
۹۵/۲ بابو غلام حسین عہ		
۹۳/۲ جماعت کریام صہ	۸۴/۲ بابو برکت علی للعہ ر	۱۲۵۸ میرزا عباس بیگ للعہ ر
۹۴/۲ میاں اللہ دیا للعہ ر		
۹۶/۲ میاں نور محمد صہ	۹۹/۲ منشی طفیل احمد عار	۱۳۱۴ مولوی عبدالرحیم للعہ ر
۱۴۴۳/۱۴۴۴ میاں نبی بخش للعہ ر	۱۱۲۵ میاں فتح محمد عار	۱۳۹۱ محمد ہدایت حسین عار
۱۴۴۱ میاں محمد اسمٰعیل عہ	۱۱۹۶ چوہدری غلام نبی عار	۱۳۴۹ میاں محمد بخش عار
۱۴۴۲ میاں جمن خان ۸ر	۷۳ بابو گلاب خان عار	۱۲۹۶ سلطان محمد عار
[illegible] قاضی [illegible] محمد عار	۱۰۵۲ خواجہ غلام یسین عار	۱۴۰۱ ڈاکٹر عبدالرحمن جان عار
[illegible] [illegible] الہی صہ ر	۱۲۲۵ میاں احمد جان عار	۱۲۵۱ پیرزادہ سید نصیر الدین عار
۸۵/۲ منشی دولت خان للعہ	۳۴ میاں انوار حسین خاں عار	۱۳۵۳ میاں محمد امام خان عار
۱۳۳۶/۱۳۳۷ [illegible] مولوی جمال دین للعہ	۱۲۵۲ میاں احمد حسین سے ر	۱۳۰۹ ڈاکٹر جمال الدین عار
۱۱۷۴ چوہدری ولی محمد عار	۱۲۲۷ شیخ نصیر احمد للعہ ر	۱۴۰۲ ملک نظام الدین عار
۱۲۳۷ میاں سلطان محمد عہ ر	۱۲۳۸ ملک عادل شاہ عار	۱۲۸۹ منشی قائم علی عار
۱۱۴۹ میاں محمد فضل خان عار	۳/۲ میاں غلام رسول عہ	۱۳۳۲ میاں قادر بخش عار
۱۲۳۴ بابو عبدالرحیم للعہ ر	[illegible] میاں نذیر الدین صہ	۸۲/۲ میاں رحیم بخش ۸ر
۸۵۱ میاں [illegible] علی للعہ ر	۱۴۶۱ جماعت جھوک سندرانی عار	۹۰۶ میاں عبدالقادر للعہ ر
۱۲۵۹ میاں احمد حسن خاں للعہ ر	۱۳۳۸ میاں عبدالرشید عار	۱۱۲۱ میاں نظام الدین عار

بابو عبد القادر عـه	۱۰۳۹ مولوی محمد بخش ۸	۱۰۵۱ میر برکت علی ۸
۷۹۲ بابو عبد الرحمن ۳	۱۰۱۳ شیخ محمد علی ۸	۱۲۰۷ حکیم عطا محمد ۸
۱۰۱۵ قاضی عبد اللطیف ۸	[illegible]	۱۲۰۷ میاں اللہ بخش ۸
۷۹۱ بابو عبد الوہاب [illegible]	۹۲۶ بابو [illegible] ۸	۱۲۱۲ مولوی عبد اللہ ۸
[illegible] ڈاکٹر الٰہی بخش [illegible]	۱۲۰۰ میاں [illegible] ۸	۱۲۱۳ منشی [illegible] عـه
[illegible] میاں [illegible] عـه	۱۱۵۱ میاں اللہ داد ۸	۱۲۴۵ چوہدری ممتاز علی ۸
۱۳۳۴ میاں [illegible] ۸	۱۱۰۱ سید [illegible] شاہ ۸	رسید زر
۱۱۶۱ میاں [illegible] عـه	۱۱۴۹ شیخ محمد اسماعیل ۸	بابت ماہ نومبر [illegible]
[illegible] منشی [illegible] ۸	[illegible] منشی [illegible] عـه	مولوی احمد علی ۱۲
[illegible] جماعت [illegible]	[illegible] بابو برکت علی عـه	۱۲۵۱ میرزا [illegible] بیگ عـه
[illegible]	[illegible] منشی [illegible] ۸	۱۲۰۲ مولوی عبد الرحیم عـه
[illegible] میاں [illegible] بخش عـه	۱۲۳۵ میاں [illegible] محمد ۸	۱۲۲۹ [illegible] ۸
۱۲۰۱ میاں [illegible]	۱۲۹۶ چوہدری [illegible] ۸	۱۳۳۴ میاں محمد بخش ۸
۱۲۵۱ میاں [illegible]	[illegible] بابو [illegible] ۸	۱۲۹۶ سلطان محمد ۸
۱۳۳۴ قاضی [illegible] ۸	۱۲۵۰ [illegible] حسین ۸	۱۲۰۱ [illegible] ۸
[illegible] بابو [illegible] عـه	۱۲۲۵ میاں [illegible] ۸	۱۲۵۱ [illegible] ۸
[illegible]	۲۲ میاں [illegible] ۸	۱۲۵۰ میاں [illegible] ۸
[illegible]	۱۲۵۲ میاں [illegible] حسین	۱۲۷ [illegible] ۸
۱۱۶۲ [illegible] میاں [illegible] محمد ۸	۱۲۲۵ [illegible] عـه	۱۲۷ [illegible] ۸
[illegible] میاں سلطان محمد عـه	۱۲۲۰ [illegible] ۸	۱۲۵۹ منشی [illegible] علی ۸
۱۲۸۹ میاں [illegible] ۸	[illegible] میاں غلام رسول [illegible]	۱۲۲۳ میاں [illegible] بخش ۸
۱۲۳۳ بابو [illegible] عـه	[illegible] میاں [illegible]	[illegible] میاں [illegible] بخش [illegible]
۱۵۱ میاں [illegible] علی عـه	۱۲۲۰ [illegible]	۹۰۶ میاں عبد القادر عـه
۱۲۳۹ میاں [illegible] عـه	۱۳۳۰ میاں عبد الرشید ۸	۱۱۲۷ میاں [illegible] ۸

رجسٹر ڈائیل نمبر ۳

Digitized by Khilafat Library

میاں غلام غوث	۱۰۴۱ منشی نبی بخش	۱۱۱۱ میاں غلام رسول
۱۱۲۲ میاں نظام الدین چھاپہ گر	۱۰۶۸ حافظ محمد فضل علی	۵۵/۲ جماعت پیرکوٹ
۱۱۲۱ میاں نظام الدین درزی	۱۰۰۳ شیخ احمد اللہ	۷۴/۲ سید امیر علی شاہ
۴/۲ میاں محمد حسن	۱۰۰۹ ڈاکٹر اختر حسین	۱۱۸۸ میاں محمد مقبول
میاں امیر بخش	۱۰۹۰ میاں چنن خان	۱۲۵۷ میاں محمد صدیق
۴/۲ شیخ غلام احمد	۳۹۷ چوہدری محمد حسین	۱۲۹۳ مستری عزیز الدین
۴۴/۲ ام المومنین	۱۱۲۰ سید محمد اسماعیل	۷۷/۲ سید ناصر شاہ
۴۶۳ اللہ بخش علاقہ بند	میاں علی جان	۷۸/۲ جماعت جیون
۳۸۱ میاں مہر دین	۱۱۴۰ مستری محمد عثمان	۹۷/۲ مولوی محمد اسماعیل
۱۳۶۱ میاں غلام نبی	مسٹر ڈی گریس ولڈ	۸۰/۲ شیخ نور احمد چینوٹی
۳۵/۲ مولوی برہان الدین	۱۱۶۵ بابو امام الدین	۱۲۹۹ حاجی رحمت اللہ
۳۶/۲ میاں عبد الغنی	۷۹/۲ سید لعل شاہ	۶۵۳ ماسٹر ضیاء اللہ
۴۳/۲ میاں قدرت اللہ خان	۹۲۶ برکت علی برادر تاج الدین	۱۳۰۴ میاں عبد الغنی
۱۰۳۴ قاضی محمد عالم	۳۳/۲ ڈاکٹر بشارت احمد	۱۱۵۰ منشی ہاشم نبی
۱۲۰۲ منشی اللہ داد کلرک	۶۵/۲ میاں زین الدین	۱۲۰۰ پیر بادشاہ [illegible]
۱۲۰۴ ڈاکٹر یعقوب خان	۶۶/۲ میاں بدر الدین	۱۱۹۹ منشی غلام جہانگیر
۶۳/۲ مولوی نظام الدین	۶۱/۲ کریم بخش	۱۰۳۶ حافظ محمد عیسیٰ
۱/۲ شیخ غلام احمد	۲۰/۲ ڈاکٹر محمد حسین بھیرہ	۱۰۶۷ منشی تفضل حسین
۵/۲ میاں نجم الدین	۱۲۵۶ سید لعل شاہ	سید محمد قاسم
۱۱۷۱ مستری محمد چراغ	۹/۲ میر مردان علی	۱۲۹۷ منشی گلاب دین
۱۰۵۱ منشی نذیر احمد	۹۳۱ میاں خواجہ خان	۸۱/۲ سید عبد النہار
۱۰۴۲ منشی نور الدین قانونگو	۸۴/۲ میاں محمد حافظ	۱۳۰۸ حافظ احمد دین
۱۰۴۴ حکیم محمد امین	۱۱۱۶ میاں عبد الحمید	۸۹/۲ میاں اللہ بخش
۱۰۵۰ منشی محمد حسین	۲۹۹ میاں عبد الخالق	۱۳/۲ خواجہ کمال الدین

رجسٹر داخل خریدار

میاں غلام محمد [illegible]	منشی [illegible]	میاں غلام رسول [illegible]
[illegible] میاں [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] میاں غلام [illegible]	[illegible] شیخ [illegible]	[illegible] سید [illegible] شاہ
[illegible] میاں [illegible]	[illegible]	[illegible] میاں [illegible]
میاں [illegible] بخش	[illegible]	[illegible] میاں [illegible]
[illegible] شیخ غلام محمد	[illegible]	[illegible] مستری [illegible]
[illegible]	[illegible] سید [illegible]	[illegible] سید [illegible] شاہ
[illegible]	میاں [illegible]	[illegible]
[illegible] میاں [illegible]	مستری [illegible]	[illegible] مولوی [illegible]
[illegible] میاں غلام [illegible]	مستری [illegible]	[illegible] شیخ [illegible]
[illegible] مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] میاں [illegible] بخش	[illegible] سید [illegible] شاہ	[illegible] مستری [illegible]
[illegible] میاں [illegible]	[illegible]	[illegible] میاں [illegible]
[illegible] منشی [illegible]	[illegible] ڈاکٹر [illegible]	[illegible] منشی [illegible]
[illegible] منشی [illegible]	[illegible] میاں [illegible]	[illegible]
[illegible] ڈاکٹر [illegible]	[illegible] میاں [illegible]	[illegible] منشی [illegible]
[illegible] مولوی [illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible] شیخ [illegible]	[illegible] ڈاکٹر [illegible]	[illegible] منشی [illegible]
[illegible] میاں [illegible]	[illegible] سید [illegible]	سید [illegible]
[illegible] مستری [illegible]	[illegible] میاں [illegible]	[illegible] منشی [illegible]
[illegible] منشی [illegible]	[illegible] میاں [illegible]	[illegible] سید [illegible]
[illegible] منشی [illegible]	[illegible] میاں [illegible]	[illegible]
[illegible] حکیم [illegible]	[illegible] میاں [illegible]	[illegible] میاں [illegible]
[illegible] منشی [illegible]	[illegible] میاں [illegible]	[illegible] خواجہ [illegible]